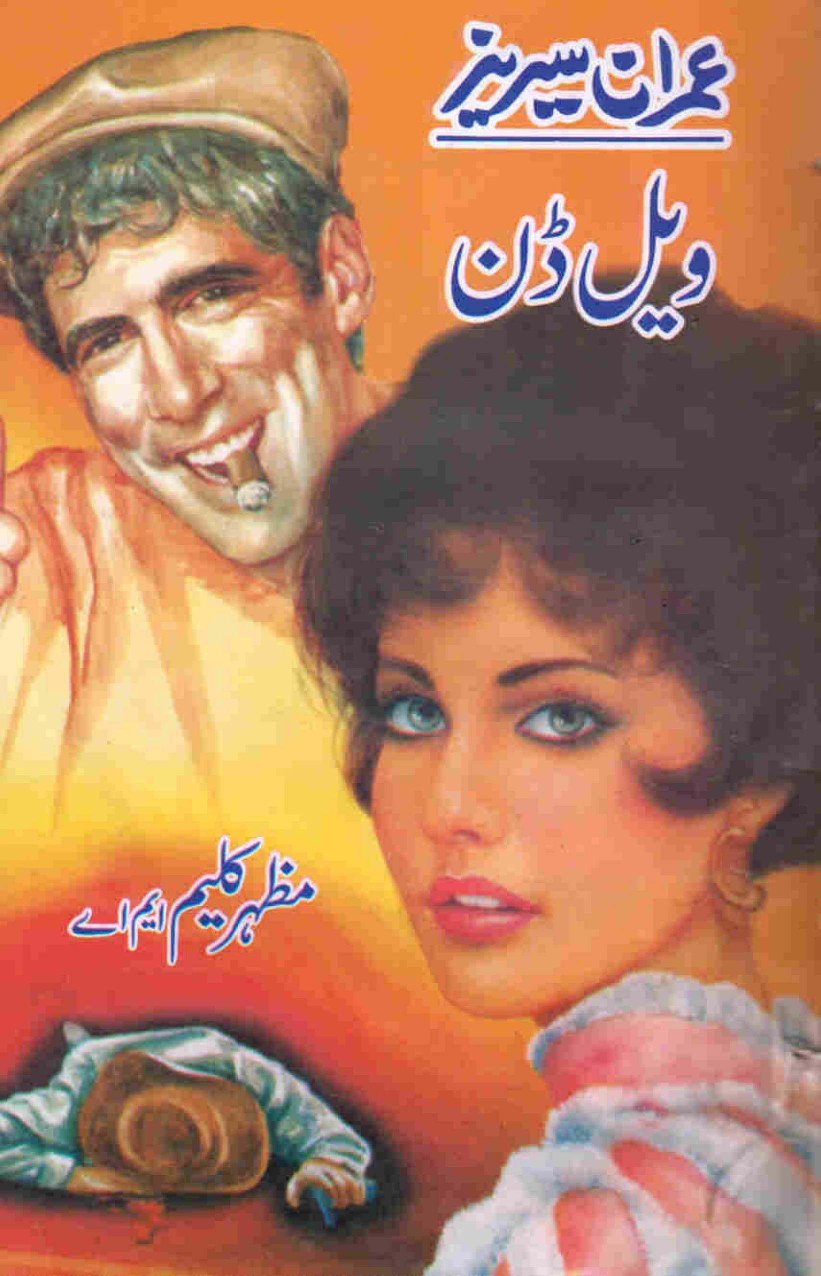
عمران سیریز
ویل ڈن
مظہر کلیم ایم اے

جذبات پر آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ آپ نے جس خلوص کے ساتھ خط لکھا ہے۔ میرے دل میں اس کی بڑی قدر ہے۔ میں انشاءاللہ کوشش کروں گا کہ آپ کی ان توقعات پر پورا اتروں۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی اپنے خطوط سے نوازتے رہیں گے۔

گجرات محلہ طارق آباد سے عامر محمود صاحب لکھتے ہیں۔ آپ میرے پسندیدہ مصنف ہیں۔ اور آپ کی کتب پڑھ کر مجھے اچھی اور تعمیری زندگی گزارنے کے لئے جس جد و جہد کا سبق ملا ہے۔ اس نے واقعی میری زندگی کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی تعمیری تحریریں آئندہ بھی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہی ثابت ہوں گی۔

عامر محمود صاحب۔ خط لکھنے اور میری تحریروں کے لئے پسندیدگی کے جذبات کا اظہار کرنے پر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ زندگی تو بہرحال گزارنی ہی ہوتی ہے۔ لیکن ایسی زندگی گزارنا — جو ہر لحاظ سے تعمیری اور خلق خدا کے لئے فائدہ مند ہو زندگی کا اصل مقصود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی آئندہ زندگی اسی راہِ عمل پر ہی گزرے گی۔ خط لکھنے کے لئے ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران نے کار ہوٹل ذیشان کی جدید اور چار منزلہ خوب صورت عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں اکا دکا کاریں موجود تھیں۔ اس لئے عمران کو کار پارک کرنے میں کوئی الجھن نہ ہوئی اور اس نے ایک سائیڈ پر کار پارک کی۔ اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس نے اپنا مخصوص ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ یہ لباس وہ اس وقت پہنتا تھا جب وہ مکمل طور پر تفریح کے موڈ میں ہوتا تھا۔ آج کل چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے عمران اکثر اوقات اسی لباس میں ہی نظر آتا تھا۔ اور اس کا زیادہ تر وقت مختلف ہوٹلوں میں گزرتا تھا۔ جہاں ظاہر ہے عمران جیسا شخص تفریح کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر ہی لیتا تھا۔ آج اس کے ہوٹل ذیشان آنے کی وجہ صبح اخبار میں شائع ہونے والا ایک اشتہار بنا تھا۔ جس میں درج تھا کہ غیر مرئی علوم کی ماہر ایک ایکریمی عورت پاکیشیا

کے خصوصی دورے پر آئی ہوئی ہے۔ اور ایسے افراد جو غیر مرئی علوم کی مدد سے اپنے مسائل کا حل چاہتے ہوں وہ ہوٹل ذیشان کے کمرہ نمبر تیرہ تیسری منزل میں اس سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ نیچے اس کی وہ حیرت انگیز عالمی پیشین گوئیاں درج تھیں جو سو فیصد درست ثابت ہوئی تھی۔ اس ایکریمی عورت کا نام مس کاسٹر تھا۔ اور اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ اس کی پیشین گوئیاں ایکریمیا کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار ایکریمین ٹائمز میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔ اور وہ اس طرح آنکھیں گھما گھما کر ہوٹل کے بڑے ہال کی سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اُسے کسی اعلیٰ ہوٹل میں داخل ہونے کا موقع ملا ہو۔ اس کے کندھے اس طرح سکڑے ہوئے تھے جیسے ہوٹل کی شاندار اور اعلیٰ سجاوٹ نے اُسے بُری طرح سہما دیا ہو۔ وہ چونکہ پہلی بار اس ہوٹل میں آیا تھا۔ اس لئے یہاں کا عملہ اس سے واقف بھی نہ تھا۔ چونکہ ابھی صبح کے دس بجے تھے اس لئے وسیع و عریض ہال اس وقت بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ وہاں سوائے چند ویٹروں کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"کیا بات ہے جناب"۔۔۔ عمران کے اندر داخل ہوتے اور ہال کو اس طرح آنکھیں گھما گھما کر دیکھنے پر ایک باوردی سپروائزر نے قریب آکر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔ عمران نے جلدی سے مڑ

کر سپروائزر کو دیکھتے ہوئے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور اس طرح مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا جیسے کسی چپڑاسی کو کسی ملک کے وزیر اعظم سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہو۔

"وعلیکم السلام جی فرمایئے"۔۔۔ سپروائزر نے بڑی بے دلی سے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے جھٹکے دار لہجے میں جواب دیا۔

"یہ۔۔۔ یہ ہوٹل پریشان ہی ہے ناں"۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"پریشان نہیں جناب ذی شان۔ یہ ہوٹل ذیشان ہے"۔ سپروائزر نے اکتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر اشتہار میں تو پریشان لکھا ہوا تھا۔ مم۔۔۔ میں نے چار عالم فاضل افراد سے پڑھوایا تھا۔ اور پھر رکشا ڈرائیور نے بھی اسے پریشان ہی کہا تھا"۔۔۔ عمران نے اور زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو آپ مس کاسٹر سے ملنے آئے ہیں"۔۔۔ سپروائزر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ ان کے شوہر ہیں۔ واہ واہ۔ بہت خوب۔ آپ جیسے بلند پایہ نجومی کو ہی ان کا شوہر ہونا چاہیئے۔ واہ۔ کیا مہارت ہے اس علم میں آپ کے پاس کہ آپ نے نہ میرا نام پوچھا نہ اماں بی کا۔ نہ تاریخ پیدائش معلوم کی نہ کوئی برج ڈھونڈا۔ نہ کسی ستارے پر کمند ڈالی۔ اور پھٹ سے میری آمد کا مدعا بتا دیا۔ کمال ہے صاحب کمال ہے۔ آپ جیسے ماہر کو ہی اس مس براڈ کاسٹر کا شوہر ہونا چاہیئے۔

ارے۔ مگر وہ تو مس ہیں۔ اور مس کے معنی آغا سلیمان پاشا نے ہمیشہ یہی بتایا ہے کہ مس غیر شادی شدہ عورت کو کہتے ہیں۔ پھر پھر آپ کیسے شوہر ہو گئے۔ اچھا اچھا سمجھ گیا۔ غیر مرئی شادی ہو گی۔ یہ غیر مرئی بھی عجیب لفظ ہے۔ اس میں سے شدید غیریت کی بو آتی ہے"۔۔۔ عمران کی زبان ظاہر ہے جب چل پڑے تو پھر اتنی آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔ اور سپروائزر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے عمران کے پاگل پن پر قطعی کوئی شبہ نہیں رہا۔

"نہ میں نجومی ہوں اور نہ مس کاسٹر کا شوہر۔ سمجھے آپ۔ اس لئے شرافت سے واپس چلے جایئے"۔۔۔ سپروائزر نے انتہائی تلخ اور سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو آپ اس کے شوفر ہیں۔ چلو یہ مس اور شادی والا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ بڑی الجھن پیدا ہو گئی تھی۔ بخیر و خوبی مسئلہ حل ہو گیا۔ ویسے اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ مس براڈ کاسٹر واقعی غیر مرئی علوم کی ماہر ہیں جنہوں نے آپ جیسا شوفر رکھا ہوا ہے۔ اب تو مجھے لازماً مس براڈ کاسٹر سے ملنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے مجھ سے ملنے کے بعد وہ مس نہ رہنے کا فیصلہ کر لیں اور پھر میں شوہر اور آپ شوفر مل کر ان کی غیریت دور کر سکیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم باہر نکلتے ہو یا نہیں۔ چلو باہر"۔۔۔ اس بار سپروائزر اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھ سکا تھا۔

"باہر۔۔۔ تو کیا ہوٹل پریشان کی تیسری منزل اور اس کا کمرہ نمبر

تیرہ باہر ہیں۔ کمال ہے۔ یہ اور بھی عجیب بات ہے"۔۔۔ عمران نے اونچے لہجے میں کہا۔ تو کاؤنٹر کے قریب کھڑا ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔

"کیا بات ہے شاکر"۔۔۔ اس آدمی نے قدرے سخت لہجے میں سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شاکر۔ اوہ ویری سوری۔ تو آپ اپنا نام بتا رہے تھے۔ اور میں نے شاکر کو شوفر سمجھ لیا۔ ویری سوری۔ ویسے آپ کے حق میں یہی بہتر ہے کہ آپ شاکر صابر ہی رہیں۔ مس براڈ کاسٹر کا شوفر بننا آپ کے نصیب میں کہاں"۔۔۔ عمران معذرت خواہانہ لہجے میں سپروائزر کے جواب دینے سے پہلے ہی بول پڑا۔

"یہ صاحب مس کاسٹر سے ملنے آئے ہیں"۔۔۔ سپروائزر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنے طور پر عمران کی نظر بچا کر کنپٹی کے پاس انگلی لے جا کر دائرے کی صورت میں گھما دی۔

"اوہ۔ تو آپ کو بھی میری طرح غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں مس براڈ کاسٹر سے ملنے نہیں آیا بلکہ مس براڈ کاسٹر مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ وہ تو پرنس آف ڈھمپ کے فلیٹ میں سر کے بل چل کر آنے پر تیار تھیں۔ مگر میں نے سوچا کہ آخر وہ مہمان ہیں اور اگر سر کے بل چلنے سے ان کے بال گھس گئے تو لوگ کیا کہیں گے کہ ایشیائی مہمانوں کے سروں پر جوتیاں مار مار کر انہیں گنجا کر دیتے ہیں۔ یہی مہمان نوازی ہے۔ چنانچہ پرنس آف ڈھمپ نے خود ہی اس ہوٹل پریشان میں قدم

رنجہ فرمانے کا فیصلہ کر لیا اور یہ اس فیصلے کا نتیجہ ہے کہ اب پرنس آف ڈھمپ کو شاکر صابر جیسے لوگوں سے واسطہ پڑ گیا ہے" ـــــ

عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"جناب پرنس صاحب آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔ آپ واپس فلیٹ تشریف لے جائیں۔ مس کاسٹر خود ہی آپ کے پاس پہنچ جائیں گی" ـــــ آنے والے نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی شاید سپروائزر کا ہمنوا ہو گیا تھا کہ عمران ذہنی طور پر کھسکا ہوا ہے۔

"نہیں۔ اب ہم نے قدم رنجہ فرما ہی لیا ہے تو اب ہم ان سے ملاقات کئے بغیر نہیں جائیں گے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن جناب۔ مس کاسٹر صرف پرنس کا نام سن کر آپ سے نہیں ملیں گی۔ وہ ملاقات کی فیس لیتی ہیں۔ اور ان سے ملاقات کی فیس اتنی ہے کہ شاید آپ اپنا فلیٹ بیچ کر بھی ادا نہ کر سکیں اس لئے تشریف لے جائیں" ـــــ اس آدمی کا لہجہ گو با اخلاق تھا لیکن اب اس میں بھی سختی کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"تم نے پرنس آف ڈھمپ کو مفلس اور قلاش سمجھ لیا ہے میرا چچازاد قاسم یہاں ہوتا تو کھڑے کھڑے ہوٹل خرید لیتا۔ ویسے بائی دے وے وہ کتنی فیس لیتی ہے۔ ہم سے بہرحال کم ہی لیتی ہو گی۔ ہم بحیثیت پرنس ہر ملاقاتی سے سوا روپیہ نقد نذرانہ وصول کرتے ہیں" ـــــ عمران نے سینہ پھیلاتے ہوئے جواب

دیا اور اس بار وہ آدمی اور سپروائزر دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ان کے چہروں سے جھنجلاہٹ ختم ہو گئی تھی اور اب وہ شاید لطف لینے کے موڈ میں آ گئے تھے۔

"جناب پرنس صاحب۔ ایک شرط یہ فیس بتاتا ہوں کہ آپ فیس سن کر بے ہوش نہ ہو جائیں۔ مس کاسٹر ایک سوال کی فیس دس ہزار روپے لیتی ہیں" ـــــ دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کم ہی لیتی ہیں۔ سوا دس سے زیادہ لیتیں تب اور بات تھی۔ بہرحال سوائی کم ہی ہے۔ جاؤ اُسے اطلاع دو کہ پرنس آف ڈھمپ اس سے دس سوال پوچھنے آیا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ہزار ہزار والے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس سوٹ والے کی طرف بڑھا دی۔ اور ان دونوں کی آنکھیں ہزار ہزار کے نئے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر تیزی سے پھیلنے لگ گئیں۔ وہ سوٹ والا اس طرح الٹ پلٹ کر گڈی کو دیکھنے لگا جیسے اُسے شک ہو کہ یہ واقعی اصل نوٹ ہیں یا نہیں۔

"یہ لو تمہارا انعام۔ آخر تم نے پرنس آف ڈھمپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے" ـــــ عمران نے جیب سے ہزار ہزار روپے کے نوٹوں کی ایک اور گڈی نکال کر سپروائزر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آدھے آدھے بانٹ لینا" ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ

لہجے میں کہا۔

"وہ جناب جناب۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ ہم آپ کو پہچان نہ سکے تھے۔ میں اسسٹنٹ منیجر ہوں۔ میرا نام صولت ہے جناب۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔ آپ جیسے معزز مہمانوں کی ہمارے ہوٹل میں آمد تو ہمارے لئے باعث فخر ہے"۔۔۔۔ اس سوٹ والے کا لہجہ یک لخت ہی بدل گیا تھا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں جناب۔ میں سخت شرمندہ ہوں"۔۔۔ سپروائزر نے بھی رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ نوٹوں کی گڈیوں نے ان کی حالت ہی بدل ڈالی تھی۔

"معاف کیا۔ اور جاکر شکرانے کی اکٹھی سو دو سو نفلیں بھی پڑھ لو۔ کیونکہ ہمارا سیکرٹری ہمارے ساتھ نہ تھا ورنہ وہ تمہیں نوٹ دینے کی بجائے تمہارے جسموں میں اس قدر گولیاں مارنا اپنا فرض منصبی بلکہ فرض سیکرٹری سمجھتا"۔۔۔ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب شکریہ۔ آپ واقعی رحم دل ہیں۔ آئیے تشریف لائیے۔ میں مس کاسٹر کو آپ کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں"۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر نے کہا اور تیزی سے بھاگتا ہوا وہ کاؤنٹر کے قریب موجود ایک راہداری میں غائب ہو گیا۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے حضور"۔۔۔ سپروائزر نے انتہائی نیازمندانہ لہجے میں پوچھا۔ پچاس ہزار روپے انعام پا کر

اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ قالین کی طرح فرش پہ بچھ جاتا اور عمران اس پر قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھتا۔ اب انہیں عمران کے پاگل پن سے کوئی مطلب نہ رہا تھا۔

"پینے پلانے کا کام ہمارا سیکرٹری کرتا ہے"۔۔۔ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ سپروائزر کوئی جواب دیتا۔ راہداری سے وہ اسسٹنٹ منیجر نمودار ہوا۔

"آئیے جناب تشریف لائیے۔ مس کاسٹر آپ سے ملاقات کی منتظر ہیں"۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر نے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس طرف شاید کوئی خصوصی لفٹ تھی۔ عمران سپروائزر کے ساتھ اس لفٹ پر سوار ہو گیا۔

"کیا مس کاسٹر سے ملنے والے ہم پہلے آدمی ہیں"۔۔۔ عمران نے لفٹ میں سوار ہوتے ہی پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ان کے پاس تو بڑے بڑے فوجی۔ اور سول افسر۔ صنعت کار۔ جاگیردار۔ اس قدر تعداد میں آرہے ہیں کہ گھنٹوں انہیں باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن مس کاسٹر نے ملاقات کا وقت شام کا رکھا ہوا ہے۔ اس وقت تو وہ صرف اس لئے آپ سے ملاقات پہ آمادہ ہو گئی ہیں کہ آپ بہرحال پرنس ہیں"۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تیسری منزل پہ پہنچ کر وہ دونوں کمرہ نمبر تیرہ کے سامنے پہنچ گئے۔ اس پر واقعی مس کاسٹر کا نام اور وقت ملاقات شام چھ بجے سے گیارہ بجے کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"تشریف لے جائیے۔ مس صاحبہ آپ کی منتظر ہیں"۔۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر نے دروازے کے قریب پہنچ کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن دروازہ تو بند ہے اور ہم پرنس ہیں کوئی جن تو نہیں کہ بند دروازوں سے گزر جائیں"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اسسٹنٹ منیجر نے مسکراتے ہوئے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔

"تشریف لائیے"۔۔۔ اندر سے ایک نوجوان نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد شیریں تھا۔

"ارے۔ یہ تو کوئی نوجوان سی مس ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی بوڑھی کھوسٹ ہو گی"۔۔۔ عمران نے چونک کر دروازے کے پاس کھڑے اسسٹنٹ منیجر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"مس کاسٹر بے حد خوب صورت ہیں پرنس"۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے انعام ہم سے لیتے ہو اور تعریف دوسروں کی کرتے ہو۔ نکالو ہمارا انعام"۔۔۔ عمران اسسٹنٹ منیجر کی بات پر بپھر گیا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب تھا آپ سے کم"۔۔۔ اسسٹنٹ

منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اس بار پسندیدگی کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر اس طرح اکڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا جیسے مقابلہ حسن جیت کر آ رہا ہو۔

کمرہ خوب صورت انداز میں سجا ہوا تھا اور واقعی سامنے ایک آرام کرسی پہ ایک نوجوان اور خاصی خوب صورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پہ چست اور شوخ رنگوں کا لباس تھا۔ کرسی کے سامنے میز پہ سیاہ جلد والی ایک موٹی سی فائل رکھی ہوئی تھی۔

"اوہ تو کیا پریاں بھی نجوم سیکھ گئی ہیں"۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مس کاسٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اسے اندر آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اور عمران کا فقرہ سن کر مس کاسٹر کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔

"خوش آمدید پرنس۔ مجھے بڑی خواہش تھی کہ میں کسی مشرقی پرنس سے ملوں۔ اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری آپ سے ملاقات ہو گئی ہے"۔۔۔ مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اوہ اوہ۔ سوری مس کاسٹر۔ ہم نامحرموں سے ہاتھ تو نہیں ملا سکتے۔ ہمارے ڈیڈی قبلہ کنگ آف ڈھمپ کو بڑا شوق تھا نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے کا۔ مگر ہماری اماں بی ملکہ ڈھمپ بڑی جلالی طبیعت کی ہیں انہوں نے قبلہ ڈیڈی کا وہ ہاتھ ہی کٹوا دیا کہ یہ نامحرموں سے ملنے کی وجہ سے ناپاک ہو چکا ہے اور اب ہمارے ڈیڈی قبلہ کنگ آف ڈھمپ ڈر کے مارے نامحرموں سے آنکھیں بھی نہیں

ہلاتے کہ کہیں وہ ناپاک نہ ہو جائیں"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مس کاسٹر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"دلچسپ۔ بے حد دلچسپ۔ یہی حسن ہے مشرق کا۔ تشریف رکھیں" مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔ عمران نے بڑے نیازمندانہ لہجے میں کہا اور اطمینان سے ایک کرسی گھسیٹ کر سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"۔۔۔ مس کاسٹر نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ہماری پسند ناپسند کو چھوڑیں۔ کیونکہ ہماری پسند ناپسند ہماری ہونے والی بیوی کے قبضہ قدرت میں ہوتی ہے۔ اور ابھی چونکہ ہماری شادی نہیں ہوئی اس لئے ہم ان سے پوچھ بھی نہیں سکتے اور چونکہ ہم پوچھ نہیں سکتے اس لئے ہم نے پینے پلانے کے بارے میں اپنی پسند ناپسند دونوں کو تالا لگا کر اس کی چابی گم کر دی ہے"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی اور مس کاسٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"واقعی آپ دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ اسسٹنٹ منیجر نے مجھے آپ کی طرف سے دس سوالوں کی فیس دی ہے۔ لیکن آپ چونکہ پرنس ہیں اس لئے آپ پر تعداد کی کوئی پابندی نہیں ہے"۔۔۔ مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کتنے سوالوں پر مان سکتی ہیں"۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میرے ماننے کا کیا تعلق۔ آپ اپنی بات کریں"

مس کاسٹر نے نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"دیکھئے۔ ہم نے کہانیوں میں تو یہی پڑھا ہے کہ شہزادی کے تین یا زیادہ سے زیادہ چار سوال ہوتے ہیں۔ آپ چونکہ غیر ملکی تھیں اس لئے ہم نے سوچا کہ زیادہ سے زیادہ آپ کے سوالوں کی تعداد دس ہو گی۔ لیکن اب ہمیں احساس ہو رہا ہے کہ آپ جیسی خوب صورت پری کے لئے دس سوال کا حق مہر خاصا کم ہے۔ اس لئے ہماری طرف سے آپ کو اجازت ہے آپ پچاس، سو، دو سو، ہزار، دو ہزار، لاکھ، دو لاکھ جس قدر تعداد چاہیں مقرر کر سکتی ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں میں سمجھی نہیں"۔۔۔ مس کاسٹر نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں شرم آتی ہے"۔۔۔ عمران نے یک لخت نا کتخدا مشرقی لڑکیوں کی طرح شرماتے ہوئے کہا۔

"شرم آتی ہے۔ اوہ تو کیا کوئی انتہائی نجی سوال ہے۔ کوئی بات نہیں۔ آپ بے جھجک کہیں۔ آپ کی بات اس کمرے سے باہر نہ جائے گی"۔۔۔ مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا وہ یہی سمجھی تھی کہ عمران کے ذہن میں کوئی ایسا سوال ہے جو بتاتے ہوئے وہ شرما رہا ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم پرنس ہیں۔ گھبرا رہے تو نہیں۔ ہم تو دھوم دھام سے اور شان و شوکت سے بارات لے کر آئیں گے۔ آتش بازی چلے گی۔ ایک سو ہاتھی اور پانچ سو گھوڑے بھی ساتھ

ہوں گے۔ کیونکہ یہ ہمارا شاہی رواج ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ بارات اس کمرے سے باہر نہ جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے" ——— عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بارات ——— اوہ۔ تو آپ اپنی شادی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتی ہوں" ——— مس کاسٹر عمران کے اس سارے فقرے کا شاید یہی مطلب سمجھی تھی کہ عمران اپنی شادی کے بارے میں سوال کر رہا ہے۔

"اچھا بتائیں" ——— عمران بھی یک لخت مسکرا دیا۔

"آپ کا نام" ——— مس کاسٹر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ آپ بادام کی سات گریاں روزانہ نہار منہ کھایا کریں۔ پھر دیکھیں آپ کی یادداشت کس قدر اچھی ہو جاتی ہے۔ ہمارے شاہی باورچی آغا سلیمان پاشا کا یہ صدری نسخہ ہے۔ کم بخت اپنی ساری سابقہ قابل وصول تنخواہوں کا پیسہ پیسہ یاد رکھتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی بے حد دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ دیکھیں پرنس تو آپ ہیں۔ لیکن آپ کا نام بھی تو ہوگا" ——— مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک نہیں کئی نام ہیں۔ ہماری اماں بی کا رکھا ہوا نام بھی ہے۔ قبلہ ڈیڈی کا بھی۔ ہمارے دادا حضور نے بھی ایک نام رکھا تھا اور ہماری دادی حضور نے تو اکٹھے تین نام رکھ دیئے تھے۔

کیونکہ ہمارے دادا حضور نے تین شادیاں کی تھیں اور ہماری دادی حضور پہلی دو کو قبر میں دفن کرا کر ہمارے دادا حضور کے حبالہ عقد میں تشریف لائیں تھیں۔ لیکن کیا وضع دار خاتون تھیں کہ مرحوم دونوں بیویوں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ایک نام تو اپنی طرف سے رکھا اور باقی دو نام مرحومہ دادیاں کی طرف سے رکھے۔ البتہ ہماری نانی حضور.......۔" ——— عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"ارے ارے۔ بس آپ وہ نام بتا دیجئے جو آپ کی والدہ نے رکھا تھا" ——— مس کاسٹر نے بری طرح ہنستے ہوئے اسے درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا۔

"ٹمبکٹو" ——— عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ٹمبکٹو ——— یہ کیا نام ہوا" ——— مس کاسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ اگر براڈ کاسٹر ہو سکتا ہے تو ٹمبکٹو کیوں نہیں ہو سکتا۔ اور مس کاسٹر عرف نیک دل بیوی صاحبہ۔ ایک بات ہم پہلے ہی بتا دیں شادی ہو یا نہ ہو ہم اپنی اماں بی کی شان میں کوئی گستاخی سننا پسند نہیں کرتے۔ اگر اماں بی نے ٹمبکٹو نام رکھا ہے تو پھر یہ نام ہے" ——— عمران نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یک لخت اس قدر سرخ ہو گیا تھا جیسے وہ شدید غصے میں ہو۔

"اوہ اوہ۔ اچھا اچھا۔ آئی ایم سوری۔ ٹھیک ہے ٹمبکٹو ہوا آپ کا نام۔ اب آپ اپنے والد صاحب کا نام بتا دیں" ——— مس کاسٹر

نے فوراً ہی نام پر رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"کون سا نام بتاؤں قبلہ ڈیڈی کا۔ وہ جو اماں بی سے نکاح کے وقت رکھا گیا تھا۔ تاکہ قبلہ ڈیڈی تمام عمر اماں بی کے تابع فرمان رہیں یا وہ نام جو قبلہ ڈیڈی صاحب نے ہماری پیدائش کی پرچی پر لکھوایا تھا تاکہ ہمارا رعب داب قائم رہے۔ یا۔۔۔۔۔۔" ——— عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی

"وہ نام بتا دیں جو نکاح کے وقت رکھا گیا تھا" ——— مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فون ہے آپ کے پاس" ——— عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"فون کیوں۔ نہیں۔ فون میں نے جان بوجھ کر کمرے سے ہٹوا دیا ہے۔ لوگ فون پر بات کر کے تنگ کرتے ہیں" ——— مس کاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اماں بی آج کل اپنے میکے گئی ہوئی ہیں۔ اور یہ نام ایسا ہے کہ اماں بی کے سوا اور کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح جادوگروں کی جان کسی طوطے یا چڑیا یا پھول میں ہوتی ہے۔ اس طرح قبلہ ڈیڈی کا سارا رعب، دبدبہ اس نام میں بند ہے۔ اور یہ نام اماں بی کے قبضے میں ہے۔ تاکہ اماں بی کے سامنے قبلہ ڈیڈی رعب، دبدبہ کے لئے ترس جائیں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور مس کاسٹر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا وہ نام بتا دیجئے جو آپ کی پیدائش کی پرچی پر لکھوایا گیا ہے" ——— مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو سرکاری نام ہو گیا اور پیدائش کی پرچی کے ریکارڈ میں سے جب تک نقل نہ نکلوائی جائے کیسے پتہ چل سکتا ہے اور اس کے لئے بڑا طویل پراسس ہے۔ پہلے کارپوریشن میں درخواست دینی پڑتی ہے پھر کلرک کی ابوالہول جیسی بڑی مٹھی کے نیچے آگ جلانی پڑتی ہے۔ تاکہ مٹھی گرم ہو جائے جب وہ گرم ہوتی ہے تو کھلتی ہے۔ اور اس میں سے ریکارڈ روم کی چابی نکلتی ہے۔ پھر اس چابی سے ریکارڈ روم پر لگا ہوا تالہ کھلتا ہے۔ پھر ریکارڈ روم کا دروازہ بھیانک انداز میں چرچراتے ہوئے کھلتا ہے۔ اندر سے کباڑی اور نامانوس سی بو کا بھبکا نکلتا ہے۔ پھر وہ رجسٹر ڈھونڈھنا پڑتا ہے۔ اور رجسٹر پر چڑھی ہوئی صدیوں کی گرد صاف کرانے کے لئے اسے ڈرائی کلین کرانا پڑتا ہے۔ پھر رجسٹر میں سے وہ صفحہ نظر آتا ہے۔ پھر اس کی نقل تیار ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا اور مس کاسٹر نے ایک طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

"پھر تو ویری سوری پرنس۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی" ——— مس کاسٹر شاید اب اکتا گئی تھی۔

"کرنی بھی نہیں چاہیئے۔ بہرحال آپ نامحرم ہیں" ——— عمران نے کہا اور مس کاسٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا اب ایک ہی صورت ہے کہ میں آپ کے نام سے ہی سوال جواب دوں" ——— مس کاسٹر نے کہا۔

" ارے ایک صورت سے کیا ہوتا ہے اگر ہمارے دادا حضور
تین صورتوں کی زیارت کر سکتے ہیں تو ہم تو بہر حال ان کے پوتے ہیں
ہم تو دس بارہ صورتوں کی زیارت کر ہی سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے
فوراً ہی جواب دیا۔

لیکن مس کاسٹر نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے سیاہ
جلد والی فائل کھولی اور اس کے چند صفحے پلٹنے کے بعد اس نے
آنکھیں بند کر کے انگلی ایک صفحے کے درمیان بنے ہوئے دائرے
کے اندر رکھ دی۔ جس میں باریک باریک الفاظ لکھے ہوئے تھے۔
چند لمحوں تک وہ اسی طرح انگلی رکھے بیٹھی رہی۔ پھر اس نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" سوری پرنس۔ میرا حساب بتا رہا ہے کہ آپ کے مقدر میں شادی
ہے ہی نہیں"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" حساب نے تو یہی بتانا ہے۔ کیونکہ ہم ہمیشہ حساب میں فیل
ہوتے رہے ہیں۔ آپ ایسا کریں جغرافیے سے پوچھ لیں۔ وہ آپ
کو صحیح بتائے گا۔ کیونکہ جغرافیے میں ہم ہمیشہ اول آتے تھے۔
اب آپ سے کیا چھپانا مس کاسٹر۔ جغرافیے کے استاد سے ہم
ٹیوشن پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے وہ ہمیں امتحان سے پہلے سارا
پرچہ بتا دیا کرتے تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہنا شروع کیا۔

" اگر ایسی بات تھی تو آپ حساب کے استاد سے بھی ٹیوشن
پڑھ لیتے"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ پہلے سے بھی زیادہ راز کی بات ہے۔ لیکن اب آپ سے کیا

چھپانا۔ حساب ہمیں اماں بی خود پڑھایا کرتی تھیں۔ کیونکہ ان کا خیال
تھا کہ اگر وہ قبلہ ڈیڈی کی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب رکھ
سکتی ہیں تو ہمیں بھی حساب پڑھا سکتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور مس کاسٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اور کون سا سوال پوچھنا ہے پرنس"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے ہنستے
ہوئے کہا۔

" ہاں کیوں نہیں۔ یہ بتایئے کہ آپ کی شادی کس سے ہو گی۔ کس
تاریخ کو ہو گی اور کس وقت ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے اس بار بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ یہ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے حیران
ہو کر کہا۔

" اس لئے تاکہ ہم اس تاریخ اور اس وقت وہاں پہنچ کر کہہ سکیں
خبردار یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ ہمارے ہاں فلموں میں ایسے ہی ہوتا ہے۔
عین وقت پر بڑی بڑی مونچھوں اور خوفناک شکل والے صاحب
پہنچ جاتے ہیں اور یہی فقرہ دوہراتے ہیں۔ اب پتہ نہیں وہ کس
نجومی سے پوچھ کر آتے ہیں کہ عین وقت پر ہی پہنچتے ہیں"۔۔۔۔ عمران
نے کہا اور مس کاسٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" لیکن آپ کو ہماری شادی رکوانے میں کیا دلچسپی ہو گی"۔۔۔۔
مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

" ہمیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس بہانے ویزا ہی مل جائے
گا۔ ورنہ تو جس ملک کا ویزا حاصل کرنے جاؤ وہاں بیٹھے ہوئے

صاحب پوچھتے ہیں۔ وجہ بتاؤ کیوں ہمارے ملک جانا چاہتے ہو اور
اصل وجہ بتاتے ہوئے ہمیں ہمیشہ شرم آجاتی ہے اور نتیجہ یہ
کہ ویزا نہیں ملتا"۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب
دیا اور مس کاسٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ بے فکر رہیں آپ جب ہمارے ملک ایکریمیا آنا چاہیں
آپ کو ویزا آسانی سے مل جائے گا۔ آپ میرا کارڈ رکھ لیں۔ یہ
سفارت خانے کو دکھا دیجئے گا"۔۔۔ مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے
کہا اور ایک سائیڈ پہ پڑا ہوا اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے
ایک خوبصورت سا کارڈ نکال کر اس نے عمران کے ہاتھ میں
دے دیا۔

"یعنی آپ اپنی شادی کا دعوت نامہ پیشگی دے رہی ہیں مبارک
ہو۔ ویسے ایک بات تو بتائیں آپ کو اس بزنس کے سلسلے میں
پاکیشیا کا خیال کیسے آگیا"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔

"بس ایک دوست سے پاکیشیا کی تعریف سنی تھی۔ اس
لئے یہاں آگئی"۔۔۔ مس کاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر یہاں بزنس کیسے چل رہا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے اب تو آپ باقاعدہ صحافی بن گئے ہیں۔ ساری۔ میں
اس صحافیانہ گفتگو سے تھوڑی الرجک ہوں"۔۔۔ مس کاسٹر نے کہا۔

"او کے۔ بس آخری سوال۔ ویسے ہم نے دس سوالوں کی فیس
دے رکھی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مس کاسٹر

بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا پوچھئے"۔۔۔ مس کاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کب تک یہاں ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کوئی خاص مدت تو مقرر نہیں ہے۔ بس جب یہاں سے اکتائی
جاؤں گی۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔۔۔ مس کاسٹر نے کہا۔

"اس لئے تاکہ ہم آپ کو ریاست ڈھمپ کی سیر کی دعوت دے
سکیں۔ لیکن سیر کے انتظامات میں ایک ماہ لگ جائے گا۔ اگر
آپ ایک ماہ تک رک سکیں تو ہم انتظامات شروع کرا دیں"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ۔ اتنی مدت تو میں نہیں رک سکتی پھر
کبھی سہی"۔۔۔ مس کاسٹر نے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے۔ بائی بائی۔ باقی فیس بطور بخشش قبول کریں۔ ویسے اس
بار جلد والی کتاب کو ذرا بدل لیجئے تاکہ ہماری شادی کا سکوپ بن
سکے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مس کاسٹر ہنس
پڑی۔ اور عمران تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ جیسے وہ کسی
خاص نتیجے تک پہنچ گیا ہو۔

جولیا اپنے فلیٹ میں کرسی پر بیٹھی ایک کتاب کے
مطالعے میں مصروف تھی کہ پاس ہی میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فو
کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا نے چونک کر کتاب الٹ کر میز پر رکھ
اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس ـــ جولیا سپیکنگ"ـــ جولیا نے سپاٹ لہ
میں کہا۔
"صفدر بول رہا ہوں مس جولیا"ـــ دوسری طرف سے صف
کی آواز سنائی دی اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔
"اوہ۔ صفدر تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"ـــ جولیا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"مس جولیا۔ کافی دنوں سے فارغ ہیں اور فارغ رہ رہ کر سا
ساتھی بُری طرح بور ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس بار سب کا پروگرا

ہے کہ ملک سے باہر جا کر کچھ دنوں کے لئے سیاحت کی جائے۔
آپ کا کیا خیال ہے"ـــ صفدر نے کہا۔
"آئیڈیا تو اچھا ہے۔ یوں تو ہم باہر جاتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن کسی
کیس کے سلسلے میں جانا اور بات ہے اور سیر و تفریح کے لئے جانا
اور بات ہے۔ لیکن چیف اس کی اجازت نہیں دے گا"ـــ
جولیا نے جواب دیا۔
"اگر آپ چیف سے بات کریں تو شاید مان جائے۔ ٹرائی تو
کر دیکھیں"ـــ صفدر نے کہا۔
"لیکن کہاں کی بات کر دوں"ـــ جولیا نے نیم رضامند ہوتے
ہوئے کہا۔
"اس بات پر طویل بحث و مباحثہ ہو چکا ہے۔ آپ کو سن کر حیرت
ہوگی کہ آخر کار ایک ملک پر سب رضامند ہو گئے ہیں"ـــ صفدر
نے کہا۔
"اچھا ـــ بتاؤ۔ ایسا کون سا خوش قسمت ملک ہے"ـــ
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"سوئٹزرلینڈ۔ آپ کا سابقہ وطن"ـــ صفدر نے کہا تو جولیا
بری طرح اچھل پڑی۔
"اوہ اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ اوہ واقعی وہاں بے حد لطف
آئے گا۔ میں آپ کو وہاں کی ایسی سیر کراؤں گی کہ لطف آ جائے گا"
جولیا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔
"اگر آپ کو یہ آئیڈیا پسند ہے تو پھر چیف سے بات کر لیں"ـــ

صفدر نے کہا۔

" او کے میں کرتی ہوں بات۔ دعا کرو" ۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے کریڈل دبایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی مخصوص آواز ابھری۔

" جولیا بول رہی ہوں باس" ۔۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس" ۔۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

" باس۔ سارے ممبرز سوئٹزرلینڈ کا ایک تفریحی دورہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو" ۔ جولیا نے گھما پھرا کر بات کرنے کی بجائے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

" کتنے دنوں کے لئے" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

" باس۔ ابھی صفدر کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ سب کا یہی پروگرام ہے۔ ملک بھی ان سب نے مل کر طے کیا ہے عرصہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ ویسے آپ جتنے دن کی چاہیں اجازت دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا" ۔۔۔۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ایکسٹو کے دن پوچھنے سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ ایکسٹو اجازت دینے کے موڈ میں ہے۔

" ٹھیک ہے۔ جا سکتے ہو۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہمراہ رکھنا۔ ایمرجنسی کی صورت میں تمہیں کال کر لیا جائے گا اور جتنے دن چاہو رہ سکتے ہو۔ تمام اخراجات سرکاری ہوں گے" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے اسی طرح سپاٹ اور غیر جذباتی لہجے میں جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اسے شاید ایک فیصد بھی امید نہ تھی کہ ایکسٹو پوری ٹیم کو جانے کی اجازت دے دے گا۔ لیکن ایکسٹو نے نہ صرف اجازت دے دی تھی بلکہ دنوں کی بھی کوئی قید نہ تھی اور خرچ بھی سرکاری۔ اس نے جلدی سے کریڈل دبا کر ایک بار پھر صفدر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" صفدر سپیکنگ" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

" جولیا بول رہی ہوں صفدر۔ باس نے اجازت دے دی ہے۔ اور ٹور کا وقفہ بھی ہماری مرضی پر منحصر ہو گا اور خرچ بھی سرکاری ہو گا" ۔۔۔۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ویری گڈ مس جولیا۔ اب صحیح معنوں میں لطف آئے گا۔ اب ایک کام اور کر لیں تو پھر تو یہ ٹور انتہائی شاندار رہے گا کسی طرح عمران کو ساتھ چلنے پر آمادہ کر لیں" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" عمران کو ۔۔۔ اوہ۔ اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا صفدر۔ لیکن جب سرکاری خرچہ ہو گا تو پھر عمران کے اخراجات کون ادا کرے گا۔ چیف تو ان معاملات میں بے حد سخت ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" اخراجات کی فکر نہ کریں مس جولیا۔ اگر عمران آمادہ ہو گیا تو اس کے لئے اخراجات کوئی مسئلہ نہیں ہوتے۔ صرف اس کی آمادگی شرط ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ میں بات کرتی ہوں" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور ہاتھ

بڑھا کر اس نے کریڈل ایک بار پھر دبایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران سے بات کراؤ"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"صاحب اس وقت خود باتوں میں مصروف ہوں گے۔ کسی مس سے ملنے گئے ہیں اور خاص طور پر تیار ہو کر گئے ہیں۔ جاتے وقت مجھے کہہ رہے تھے کہ سلیمان دعا کرنا۔ اگر بات چیت کامیاب ہو گئی تو زندگی میں انقلاب آجائے گا"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔ اور جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کس مس سے بات کرنے گیا ہے وہ"۔۔۔ جولیا کا لہجہ خود بخود سخت ہو گیا۔

"مس جولیا۔ انہوں نے نام تو نہیں بتایا اور آپ جانتی ہیں کہ اگر وہ بتانا چاہتے تو خود ہی بتا دیتے۔ ورنہ ان سے کون پوچھ سکتا ہے"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور جولیا کے ہونٹ خود بخود بھنچ گئے۔

"کس وقت گیا ہے"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"ناشتہ کرنے کے بعد باقاعدہ تیاری کی اور پھر چلے گئے ہیں۔ دو ڈھائی گھنٹے تو ہو ہی گئے ہوں گے"۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا جب وہ واپس آئے تو مجھے فون کر دینا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور دھڑام سے ریسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مس سے ملنے گیا ہے۔ زندگی میں انقلاب آجائے گا۔ میں لاتی ہوں اس کی زندگی میں انقلاب۔ نانسنس"۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھایا اور ایک بار پھر صفدر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور ریسیور نہ اٹھایا گیا۔ شاید صفدر فلیٹ سے جا چکا تھا۔ جولیا نے ریسیور دھڑام سے کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب میں نہیں جاؤں گی۔ میں پہلے اس نانسنس کو تو دیکھوں کہ یہ کون سی مس سے بات کرنے گیا ہے"۔۔۔ جولیا نے اسی طرح غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑی۔

"کون ہے"۔۔۔ جولیا کا لہجہ اسی غصے کی وجہ سے خاصا سخت تھا۔

"ہمارے علاوہ اور کون آسکتا ہے تمہارے دروازے پر"۔۔۔ دروازے کی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی چٹخنی ہٹائی۔

"آؤ"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مس جولیا نافٹزواٹر۔ اگر تم آؤ کی بجائے جاؤ کہہ دیتیں تو میں کیا کر لیتا"۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کے جسم پر مخصوص شیکنی کلر لباس تھا۔

"تم کس مس سے ملنے گئے تھے"۔۔۔ جولیا نے دروازہ بند کرتے ہی مڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے میرے پیچھے جاسوس لگا رکھے ہیں۔ لیکن یہ کام تو بیویاں کرتی ہیں اور بیوی کا رعب دار لقب تو شادی کے بعد ہی ملتا ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے باورچی سلیمان نے بتایا تھا"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سلیمان نے۔ کیا تم نے فون کیا تھا فلیٹ پر۔ مگر خیریت آج فون کرنے کا کیسے خیال آ گیا۔ اور وہ بھی اس وقت جب میں فلیٹ میں نہ تھا۔ آج پورے دس روز ہو گئے ہیں۔ مجھے فلیٹ پر بیٹھے بیٹھے کہ شاید فون آ جائے۔ اور شکل نہ سہی کم از کم خوب صورت آواز ہی سننے میں آ جائے۔ لیکن سوائے مایوسی کے اور کچھ نہ ملا۔ جب میری آنکھیں فون کو گھورتے گھورتے خون ہونے لگیں تو میں نے سوچا چلو میں خود ہی جا کر دیکھوں شاید دروازہ دل کھل جائے اور انتہائی موسیقیت بھرا لفظ "آؤ" سننے کو مل جائے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ادھر میں فلیٹ سے نکلوں گا ادھر فون آ جائے گا"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ تو جولیا کا چہرہ جو پہلے غصے سے تمتما رہا تھا یکلخت گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کی قندیلیں جگمگا اٹھیں۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ سلیمان نے جس مس کا کہا ہے وہ کوئی اور مس نہیں ہے بلکہ وہ خود ہے۔

"اچھا اچھا یہ بات ہے۔ عمران ہم نے ایک انتہائی دلچسپ تفریحی پروگرام بنایا ہے اور ایکسٹو نے بھی اجازت دے دی ہے۔ ساری ٹیم سوئٹزر لینڈ تفریحی دورے پر جا رہی ہے اور صفدر سے میں نے وعدہ کر لیا ہے کہ میں عمران کو ساتھ چلنے پر رضامند کر لوں گی۔ فون بھی میں نے اسی سلسلے میں کیا ہے۔ بس تم تیار ہو جاؤ۔ لطف آ جائے گا" جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ضرور جاتا سر کے بل چل کر جاتا۔ مگر اب ایسا ناممکن ہے۔ کیا فائدہ جب قسمت میں ہی نہ ہو۔ تو خالی بھاگ دوڑ کا آخر کیا فائدہ۔ یقین کرو جولیا۔ اس سے ملنے سے پہلے مجھے بڑی امید تھی۔ لیکن اسے شاید مجھ پر رحم آ گیا۔ اور پھر وہ مان گئی"۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

"مان گئی ہے۔۔۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ جولیا نے مشکوک سے لہجے میں پوچھا۔ اسے اس "مان گئی" کے الفاظ کے علاوہ سب کچھ بھول گیا تھا۔

"نام تو بس یونہی سا ہے۔ مس کاسٹر۔ لیکن نام میں کیا رکھا ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مس کاسٹر۔۔۔ وہ کون ہے"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اس طرح بدل گیا تھا کہ وہ عورت کم اور خونخوار بلی زیادہ نظر آ رہی تھی۔

"کون ہے کا کیا مطلب۔ مس ہے۔ بس اس کے بعد باقی پوچھنے کے لئے رہ ہی کیا جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم سب مرد ایک جیسے ہوتے ہو۔ احمق۔ جاہل اور پاگل۔ جہاں کسی عورت کو دیکھا رال بہانے لگے۔ اٹھو یہاں سے اور نکل جاؤ میرے فلیٹ سے۔ خبردار اب اگر تم نے دوبارہ میرے سامنے آنے کی کوشش کی۔ میں تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں گی۔ نکلو ابھی۔ ایک لمحے میں نکل جاؤ"۔۔۔ جولیا بے اختیار پھٹ پڑی۔ غصے کی شدت سے اس کا پورا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اُسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

"تمہاری مرضی۔ خود ہی آؤ کہتی ہو۔ خود ہی جاؤ کہہ دیتی ہو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاموشی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ کم بخت مس کاسٹر ہے کہاں۔ کہاں تم اس سے ملے ہو۔ میں اس کے چہرے پہ تیزاب ڈال دوں گی۔ بتاؤ کہاں رہتی ہے"۔۔۔ جولیا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"چھوڑو جولیا۔ آدمی اپنی قسمت سے تو نہیں لڑ سکتا۔ جب قسمت میں ہی کچھ نہ ہو تو آدمی کی خواہشوں سے کہاں قسمت بدل سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ وہ مان گئی ہے۔ پھر یہ قسمت اور خواہش۔ سنو اب مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرنا۔ سمجھے۔ ورنہ اس پہ تیزاب ڈالنے سے پہلے تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گی"۔۔۔ جولیا نے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس نے مجھے دعوت دی ہے کہ جب میری۔ مم۔۔۔ مم۔ میرا

مطلب ہے۔ اس کی شادی ہو تو میں بھی اس شادی میں شریک ہو سکتا ہوں۔ اب جولیا تم خود ہی بتاؤ۔ ایک ایسا آدمی جس کی اپنی قسمت میں شادی نہ ہو۔ اور کر بھی کیا سکتا ہے کہ دوسروں کی شادیوں میں ہی شرکت کرتا رہے۔ یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ اپنی شادی میں میری شرکت مان گئی ہے۔ اگر وہ انکار کر دیتی تو میں کیا کر سکتا تھا"۔۔۔ عمران نے منہ لٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو تم نے "مان گئی" اس سلسلے میں کہا تھا۔ ادھر آؤ۔ بیٹھو۔ اور مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے۔ کس لئے اس نے تم کو اپنی شادی میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ اور تم نے کیسے یہ سوچ لیا کہ شادی تمہاری قسمت میں نہیں ہے"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا سوچنا ہے۔ اس نے خود ہی بتایا ہے کہ میری قسمت میں شادی نہیں ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی پیشین گوئی ہمیشہ سو فیصد درست نکلتی ہے"۔۔۔ عمران نے دوبارہ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تو وہ کوئی نجومی ہے۔ لیکن نام تو غیر ملکی ہے"۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ غیر مرئی علوم کی ماہر ہے۔ ایکریمین ہے اور آج کل یہاں پاکیشیا میں آئی ہوئی ہے۔ یہ دیکھو اشتہار"۔۔۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے تہہ شدہ اخبار نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اشتہار والا حصہ اوپر تھا۔ جولیا اخبار لے کر غور سے اشتہار پڑھنے لگی۔

"ہوں۔ نانسنس۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ تم ان جیسی مکار اور کاروباری عورتوں کے پاس اپنی قسمت پوچھنے چلے گئے"۔۔۔ جولیا نے اشتہار پڑھ کر اسے غصیلے انداز میں ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"اشتہار میں آخر اتنے بڑے بڑے دعوے کئے گئے ہیں تو سچ ہی ہوں گے۔ میرا دو لاکھ روپیہ بھی خرچ ہو گیا اور ملا کیا صرف شادی کا دعوت نامہ"۔۔۔ عمران نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"دو لاکھ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا وہ صرف یہی احمقانہ باتیں بتانے کا دو لاکھ لیتی ہے"۔۔۔ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ اس کی تو ایک سوال کی فیس دس ہزار ہے۔ میں نے دس سوالوں کی فیس پیشگی ادا کر دی۔ اور دوسرا لاکھ ہوٹل کے اسسٹنٹ منیجر اور سپروائزر کو دینا پڑا۔ تاکہ ملاقات ہو سکے"۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"دس سوال۔ تم کون سے دس سوال پوچھنا چاہتے تھے"۔۔۔ جولیا دس سوالوں کا سن کر بے اختیار چونک پڑی تھی۔

"پہلے ہی سوال پر لٹیا ڈوب گئی۔ باقی پوچھ کر کیا کرتا۔ جب شادی ہی قسمت میں نہیں ہے تو ہونے والی بیوی کا نام۔ ہونے والے بچوں کی تعداد۔ ان کے نام۔ یہ سب کچھ پوچھنے کا فائدہ ہی کیا تھا" عمران نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شرم کے آثار پیدا ہوتے لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گئی۔

"اس نے کس طرح تمہارے سوال کا جواب دیا تھا"۔۔۔ جولیا

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتا دیا۔ پھر اس نے والد کا نام پوچھا۔ لیکن یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا نام بتایا جائے۔ حالانکہ پہلے میرے نام پر فیصلہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے سیاہ جلد والی ایک فائل کھولی۔ اس کے بہت سے صفحات پلٹے ایک صفحے پر اوپر موٹا سا حرف "ٹی" لکھا ہوا تھا۔ اور اس پر دائرہ بنا ہوا تھا۔ جس کے اندر بہت باریک سے الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر کے اس دائرے میں ایک جگہ انگلی رکھی اور کچھ پڑھتی رہی۔ پھر آنکھیں کھول کر کہنے لگی کہ میری قسمت میں شادی ہے ہی نہیں"۔۔۔ عمران نے گلوگیر لہجے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"ٹی سے کیا مطلب ہوا۔ شادی کا حال دیکھنا ہو تو میرج والا صفحہ ہونا چاہئے تھا۔ میرج کا پہلا حرف تو ایم بنتا ہے۔ یہ ٹی والا صفحہ اس نے کیوں کھولا"۔۔۔ جولیا نے اپنی طرف سے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا تاکہ عمران کو معلوم ہو سکے کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے۔ وہ جانے کیوں عمران کے ذہن سے یہ بات نکالنا چاہتی تھی کہ اس مس کاسٹر نے غلط بیانی کی ہے۔

"میرے نام کے پہلے حرف والا صفحہ تھا۔ ظاہر ہے وہ میری قسمت دیکھ رہی تھی۔ سلیمان کی تو نہ دیکھ رہی تھی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے نام کا پہلا حرف۔ مگر تمہارا نام تو علی عمران ہے اس طرح تمہارے نام کا پہلا حرف "اے" بنتا ہے "ٹی" کہاں سے بن گیا"۔۔۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس نے وہ نام پوچھا تھا جو اماں بی نے رکھا تھا اور اماں بی نے میرا نام ٹمبکٹو رکھا تھا"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر یک لخت بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"وہ واقعی غیر مرئی علوم کی ماہر ہے۔ ظاہر ہے ٹمبکٹو کی قسمت میں شادی کہاں سے ہو سکتی ہے۔ کوئی احمق ہی ٹمبکٹو نام رکھنے والے سے شادی کر سکتی ہے"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"تو۔۔۔ تو تمہارا مطلب ہے۔ ٹمبکٹو کی شادی نہیں ہو سکتی میری ہو سکتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ٹمبکٹو تو میرا ہی نام ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو تمہاری اماں بی نے بچپن میں پیار کا نام رکھا ہو گا۔ اصل نام تو تمہارا علی عمران ہی ہے"۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بے حد خوش ہو رہی تھی۔

"اوہ واقعی ایک دو بار ہی یہ نام اماں بی نے کہا تھا۔ پھر وہ کہنے لگیں یہ کیا مشکل سا نام رکھ دیا ہے۔ نامراد دائی نے۔ مگر پھر دو لاکھ روپے لگیں گے۔ مگر میرے پاس تو اب ایک پیسہ بھی نہیں۔ بڑی مشکل سے ہمسایوں سے ادھار مانگ کر دو لاکھ روپے اکٹھے کئے تھے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں آخر کیا شوق ہو گیا ہے شادی کے بارے میں نجومیوں سے پوچھنے کا"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے۔ جب میرے منہ میں دانت باقی نہ رہیں بال سفید ہو کر جھڑ جائیں۔ کمر جھک جائے۔ ہاتھوں میں رعشہ آجائے۔ ٹانگوں میں درد کی لہریں اس طرح حرکت کرنے لگ جائیں جیسے سمندر میں جوار بھاٹا کے وقت لہریں حرکت کرتی ہیں۔ آنکھوں پر آتشی شیشوں والی عینک ہو۔ اس وقت جا کر پوچھوں"۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تم شادی کرنا چاہتے ہو۔ اس حالت تک پہنچنے سے پہلے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ہو جائے تو کیا جرم ہے۔ آخر دنیا میں روزانہ بے شمار شادیاں ہو رہی ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کر لو۔ تمہیں کس نے روک رکھا ہے شادی سے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اس کی آنکھیں ستاروں کی طرح جگمگا رہی تھیں۔

"کر لوں"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ہاں۔ ضرور کر لو۔ اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری طرف سے اجازت ہے۔ سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پھر ناراض ہونا شروع ہو جاؤ"۔۔۔ عمران نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں کب منع کیا ہے"۔۔۔ جولیا نے بے اختیار دوسری طرف منہ کرتے ہوئے مدھم مگر انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ہرا۔ یہ ہوئی ناں بات۔ میں اس سے خواہ مخواہ کہتا رہا کہ جولیا اجازت نہیں دے گی۔ اور میں جولیا کی اجازت کے بغیر شادی نہیں

کرسکتا۔ آخر وہ ہماری ساتھی ہے۔ اور بزرگ کہتے ہیں۔ کوئی کام کرنے سے پہلے ساتھیوں سے اجازت لینی ضروری ہے۔ وہ اصرار کرتی رہی۔ اور میں انکار کرتا رہا۔ آخر اس نے کہہ دیا کہ شادی میری قسمت میں ہی نہیں۔ ویسے اس نے یہ فقرہ بڑے جھنجلاہٹ بھرے لہجے میں کہا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اتنی آسانی سے اجازت دے دو گی۔ ویری گڈ۔ میں ابھی جاتا ہوں اُسے بتلانے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بُری طرح چونک کر اُسے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ جولیا کا لہجہ بے حد خشمگیں تھا۔

"اس مس کاسٹر کی۔ اور کس کی" ۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم مس کاسٹر کے ساتھ شادی کرنے کے لئے مجھ سے اجازت مانگ رہے تھے" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر غصے کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔

"ہاں تو اور کیا۔ دیکھو جولیا۔ آدمی کب تک امید کے سہارے اپنے آپ کو بہلاتا رہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو سوئٹزرلینڈ نہ سہی ایکریمیا سہی۔ کیا فرق پڑتا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم احمق ہو۔ جاہل ہو۔ نانسنس۔ تم میں عقل ہے ہی نہیں۔ تمہیں سلیقہ ہی نہیں ہے کسی بات کو سمجھنے کا" ۔۔۔ جولیا بے اختیار پھٹ

پڑی۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کال بیل بج اٹھی۔ اور جولیا یک لخت چونک پڑی۔

"کون ہے" ۔۔۔ جولیا نے اٹھ کر دروازے کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"صفدر ہوں مس جولیا" ۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی اور جولیا نے چٹخنی کھولی۔

"آؤ صفدر بیٹھو۔ میں چائے بنا لاتی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے یکلخت رندھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر ایک لمحے کے لئے حیرت سے جولیا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گیا جو بڑے اطمینان سے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

"آپ آخر مس جولیا کو کیوں رلاتے رہتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے عمران کے قریب والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ مڑتی ہوئی جولیا کی آنکھوں میں بھرے ہوئے آنسو بھی دیکھ چکا تھا۔ اور اس کی گلوگیر اور رندھی ہوئی آواز بھی سن چکا تھا۔ اس لئے وہ فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران نے پھر کوئی ایسی جذباتی بات کہہ دی ہو گی جس سے جولیا کا دل بھر آیا ہو گا۔

"رونے سے آنکھیں صاف ہو جاتی ہیں اور ان کی چمک بڑھ جاتی ہے" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے کبھی اپنی آنکھوں پر غور کیا ہے۔ ان کی چمک خاصی کم

ہو گئی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار عمران بے اختیار آنکھیں کھول کر ہنس پڑا۔ کیونکہ صفدر نے واقعی خوبصورت اور لطیف بات کی تھی۔

"یہی بات تو میں جولیا کو سمجھا رہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب میری آنکھوں کی چمک ختم ہو جائے گی۔ سر کے بال جھڑ جائیں گے۔ جسم میں رعشہ آجائے گا۔ اور بس اس نے سمجھنے کی بجائے رونا شروع کر دیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ تم انتہائی سفاک۔ بے مہر اور ظالم آدمی ہو۔ بلکہ تم آدمی ہی نہیں ہو۔ درندے ہو۔ تم صرف دوسروں کے جذبات سے کھیلنا جانتے ہو"۔۔۔۔ جولیا یک لخت کچن سے باہر آ کر بری طرح پھٹ پڑی۔

"ارے ارے مس جولیا۔ اس قدر غصہ پلیز"۔۔۔۔ صفدر نے جولیا کی یہ جذباتی کیفیت دیکھ کر بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"فکر نہ کرو صفدر۔ جولیا یہ باتیں صرف میری آنکھوں کی چمک بڑھانے کے لئے کر رہی ہے۔ حالانکہ اسے نہیں معلوم کہ ہم جیسے خستہ جان کی آنکھوں میں چمک رونے کی بجائے صرف جلووں سے ہی بڑھتی ہے۔ اس لئے جب چمک مدھم پڑ جائے تو مجھے مجبوراً یہاں آنا پڑتا ہے اور کڑوی کسیلی باتیں بھی سننی پڑتی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم واقعی دنیا کے سب سے بڑے عیار ہو"۔۔۔۔ جولیا نے

بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید عمران کے اس فقرے نے اس کے دل کی ان تاروں کو چھیڑ دیا تھا جن سے نکلنے والے نغموں پر جولیا کا کنٹرول بھی نہ تھا۔

"عمران صاحب۔ مس جولیا نے آپ کو بتایا ہو گا کہ ہم سوئٹزرلینڈ تفریحی دورے پر جا رہے ہیں اور چیف نے بھی اس کی اجازت دے دی ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ چلیں تو صحیح معنوں میں اس ٹور کا لطف آجائے گا"۔۔۔۔ صفدر نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں جولیا نے بتایا ہے۔ لیکن اب کیا کروں میں جا نہیں سکتا۔ آخر کچھ اخلاقی اور معاشرتی قدروں کا بھی تو آدمی کو خیال رکھنا چاہئے"۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ اس تفریحی ٹور میں اخلاقی اور معاشرتی قدریں کہاں سے گھس آئیں"۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"تفریحی ٹور کا تو صرف چیف کو چکر دینے کے لئے نام لیا جا رہا ہے۔ ورنہ اصل بات کا مجھے علم ہے اور میں اس کے لئے سارے ساتھیوں کا دلی طور پر مشکور بھی ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ صفدر اور جولیا دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔۔۔۔ آپ کیا سمجھ رہے ہیں۔ ہم تو واقعی تفریحی ٹور پر جا رہے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں تفریح بھی ساتھ ہو جائے گی۔ لیکن ایک بات کا خیال

رکھنا کوئی نہ کوئی تاریخ طے کرکے آنا۔ کبھی خالی تفریح کرکے ہاتھ ہلاتے واپس نہ آجانا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تاریخ طے کرکے۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کھل کر کہیں"۔۔۔ صفدر اور زیادہ حیران ہو کر بولا۔

"پتہ نہیں کبھی کبھی تمہاری ایسٹوری پر بلیک آؤٹ کیوں ہو جاتا ہے۔ اچھی خاصی بات کو سمجھتے ہی نہیں بھائی آخر دوست جب کسی کے سسرال جاتے ہیں تو تاریخ طے کرنے ہی جاتے ہیں۔ اور بے چارہ امیدوار پیچھے بیٹھا تاریخیں ہی گنتا رہ جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے اس بار بڑے شرمیلے لہجے میں کہا۔ تو دوسرے لمحے کمرہ صفدر کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہے سے گونج اٹھا۔ جب کہ جولیا یک لخت اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہ اوہ۔ سمجھ گیا۔ واقعی سوئٹزرلینڈ تو آپ کا سسرال ہی بنتا ہے لیکن یہ سوچ لیجیے کہ تنویر بھی ہمارے ساتھ جا رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم موجودگی میں مسئلہ ہی الٹ جائے"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ وہاں اندھے رہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو صفدر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جولیا ابھی کچن میں ہی تھی۔ اس لئے عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یہ مس جولیانا کا فلیٹ ہے۔ اور مس جولیانا اس وقت کچن میں ہیں"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی تیز آواز سنائی دی اور عمران یک لخت چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ یس سر۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ صفدر صاحب بھی میرے ساتھ موجود ہیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا کو رسیور دو"۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔ اسی لمحے جولیا کچن سے نکل کر تیزی سے قریب آئی۔ اور اس نے عمران کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

"یس باس۔ جولیا بول رہی ہوں"۔۔۔ جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا۔ تمام ممبرز کو ہدایات دے دو کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو شہر میں تلاش کریں۔ کیونکہ ابھی ابھی مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی تحویل میں ایک ٹاپ سیکرٹ فائل تھی۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس فائل سمیت اچانک غائب ہو گیا ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض تو کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ اسے یقیناً

اس فائل سمیت اغوا کیا گیا ہو گا" ـــــ صفدر نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

" وہ ملے گا تب ہی اصل حالات کا علم ہو گا" ـــــ جولیا نے کہا اور ریسیور اٹھا کر اس نے تنویر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" اس کا مطلب ہے ہمارا تفریحی ٹور ختم۔ بہرحال کام پہلے ہے۔ عمران صاحب آپ کیوں خاموش ہیں۔ فیاض سب سے زیادہ تو آپ کا دوست تھا" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں یہی بات نہیں آ رہی کہ سوپر فیاض کی تحویل میں ٹاپ سیکرٹ فائل پہنچ کیسے گئی۔ ڈیڈی ایسی فائلیں اپنی ذاتی تحویل میں رکھتے ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جولیا نے تنویر کو فون کر کے اُسے دوسرے ساتھیوں کو فون کر دینے کی ہدایت دے کر ریسیور رکھ دیا

" چلو صفدر۔ ہمیں فوراً کام شروع کر دینا چاہیئے" ـــــ جولیا نے ریسیور رکھ کر صفدر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" آیئے عمران صاحب" ـــــ صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تمہارے چیف نے صرف تمہیں ہی گھاس ڈالی ہے۔ اس لئے تم خود ہی چرتے رہو۔ میں تو جا کر مرغ مسلّم کی دعوت اڑاتا ہوں" ـــــ عمران نے سوکھے منہ سے جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے اس کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی مس کاسٹر چونک پڑی۔

" یس۔ کم ان" ـ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ میز پر الٹا کر رکھ دیا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔

" اوہ ڈک تم۔ کیسے آئے" ـــ مس کاسٹر آنے والے کو دیکھ کر بُری طرح چونک پڑی تھی۔

" ایک اہم بات سامنے آئی ہے۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا۔ میڈم اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک خطرناک ایجنٹ علی عمران آپ سے ملنے آیا تھا اور وہ کافی دیر گزار کر گیا ہے" ـــ ڈک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ علی عمران۔ نہیں یہاں تو وہ نہیں آیا۔ البتہ ایک احمق سا آدمی ضرور آیا تھا۔ کوئی دولت مند آدمی تھا۔ جس کا ذہن کھسکا ہوا سا تھا۔ اپنے آپ کو پرنس بتاتا تھا اور نام بھی عجیب سا تھا تمبکٹو" ۔۔۔ مس کاسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہی تو علی عمران ہے مس۔ وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خوف ناک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کی آپ کے پاس اس طرح آمد ہمارے لئے یقیناً انتہائی تشویش ناک ہے۔ میڈم بھی اس اطلاع پر بے حد پریشان ہیں۔ کیونکہ آپ والا سارا سیٹ اپ صرف اس بنا پر کیا گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس علی عمران کو کوئی شک نہ پڑ سکے۔ لیکن نجانے عمران کو کیسے آپ پر شک پڑ گیا۔ اور وہ آپ تک پہنچ گیا۔ بہرحال میڈم نے پیغام دیا ہے کہ آپ اس سے ہوشیار رہیں۔ اور اُسے کسی طرح بھی اس بات کا شک نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کی اس پیشے سے ہٹ کر بھی کوئی حیثیت ہے"۔ ڈک نے تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اگر میڈم کا بھی یہی خیال ہے تو پھر واقعی یہ شخص خطرناک ہو گا۔ حالانکہ میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ وہ ایک احمق اور سنکی ٹائپ کا کوئی دولت مند آدمی ہے۔ بہرحال میں مزید محتاط رہوں گی"۔ مس کاسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دوسری ہدایت آپ کے لئے یہ ہے کہ اب آپ کسی طرح بھی سی گروپ سے کوئی رابطہ نہ رکھیں گی۔ اگر آپ کے لئے کوئی پیغام ہو گا

تو وہ خود بخود آپ تک پہنچ جائے گا" ۔۔۔ ڈک نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا ابھی تک مشن مکمل نہیں ہو سکا۔ جب کہ کل تو یہی کہا جا رہا تھا کہ آج دوپہر تک مشن مکمل ہو جائے گا" ۔۔۔ مس کاسٹر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مشن تقریباً مکمل ہو گیا ہے مس کاسٹر۔ ایمو فائل تو مل چکی ہے اُسے چیک کیا جا رہا ہے۔ تاکہ تصدیق ہو سکے کہ فائل اصلی ہے یا نہیں" ۔۔۔ ڈک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میں ساری بات سمجھ گئی ہوں۔ میڈم سے کہہ دو کہ وہ میرے بارے میں مطمئن اور بے فکر رہیں۔ اول تو مجھے یقین ہے کہ وہ احمق آدمی دوبارہ یہاں نہیں آئے گا اور اگر آیا بھی سہی تو میں اسے اب زیادہ اچھی طرح ڈیل کر لوں گی" ۔۔۔ مس کاسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے"۔ ڈک نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا تو مس کاسٹر کرسی سے اٹھی اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر وہ کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کا نچلا خانہ کھولا اور اس میں موجود ایک بیگ کھول کر اس نے ایک لپ اسٹک باہر نکالی اور وہ لپ اسٹک اٹھائے تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے باتھ روم میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کیا اور پھر لپ اسٹک کے نچلے حصے کو اس نے گھمایا تو لپ اسٹک باہر کو نکل آئی۔ جب لپ اسٹک اپنے کور سے پوری طرح باہر آ گئی تو مس کاسٹر نے کور کے نچلے

حصے کو اپنی طرف گھما کر اُسے واپس اندر کیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری بار اور تیسری بار یہی عمل دوہرایا اور پھر کور کے نچلے حصے پر اس نے انگلی کی ضربیں مخصوص انداز میں تین بار ماریں تو لپ اسٹک کے کور سے ہلکی سی بھنبھناہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے کوئی بڑی مکھی باتھ روم میں اڑ رہی ہو اور اس کے پروں سے ہلکی سی آواز نکلتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ آواز بند ہوتی گئی۔ اس کے بعد یک لخت خاموشی چھا گئی۔ لیکن چند لمحوں بعد ایک بار پھر بھنبھناہٹ کی تیز آواز ابھری اور پھر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ آرتھرٹین کالنگ اوور"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا انداز سرگوشیانہ ہی تھا۔

"یس۔ آر۔ ون اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔ لیکن بولنے والے کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"باس۔۔۔۔ اہم ترین رپورٹ ملی ہے۔ میڈم ایمرو فائل حاصل کر چکی ہے۔۔۔۔ اب وہ اُسے چیک کرا رہی ہے۔ تاکہ تصدیق ہو سکے کہ فائل اصلی ہے یا نہیں اوور"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تفصیلی رپورٹ دو آرتھرٹین اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور جواب میں مس کاسٹر نے ڈک سے ملنے والی اطلاع لفظ بلفظ دوہرا دی۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ہماری توقعات کے عین مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کو میڈم کے مشن کی بھنک پڑ گئی ہے۔ اب یہ

لوگ بھوت کی طرح میڈم کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ ویری گڈ۔ یہ اچھی اطلاع ہے اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تو کیا واقعی باس وہ احمق سا آدمی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے اوور"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ اور اسی سے بچنے کے لئے ہم نے خود بیک گراؤنڈ میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ورنہ ہم خود بھی یہ فائل حاصل کر سکتے تھے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جیسے ہی فائل کی گمشدگی کی اطلاع ملی وہ پاتال تک بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ لیکن اب وہ میڈم کے پیچھے بھاگتے رہیں گے جب کہ فائل ہمارے پاس پہنچ چکی ہو گی اور ہمارے متعلق تو میڈم کو بھی علم نہ ہو گا۔ ویری گڈ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن باس۔ ایسا نہ ہو کہ میڈم فائل کو کہیں ٹھکانے لگا دے اوور" مس کاسٹر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ڈونٹ وری آرتھرٹین۔ جس طرح تم میڈم کے گروپ میں شامل ہو اس طرح اس کے اہم آدمی بھی ہمارے آدمی ہیں۔ صحیح فائل خود بخود ہمارے پاس پہنچ جائے گی۔ اور سنو۔ تم نے میڈم کی تمام ہدایات پر مکمل طور پر عمل کرنا ہے۔ تاکہ میڈم کو تم پر کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے اوور"۔۔۔۔ آر ون نے کہا۔

"یس باس۔ اسے آج تک شک نہیں پڑ سکا تو اب میں اسے کیسے شک پڑنے دیتی ہوں اوور"۔۔۔۔ مس کاسٹر نے بڑے

باعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لپ اسٹک کور سے دوبارہ بھنبھناہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ مس کاسٹر نے لپ اسٹک کے کور کے نچلے حصے کو گھمایا اور پھر باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ کمرے میں آ گئی۔ لپ اسٹک اس نے دوبارہ الماری میں رکھے ہوئے اپنے بیگ میں ڈالی اور اطمینان سے کرسی پہ بیٹھ کر اس نے میز پہ موجود رسالہ اٹھا لیا۔ اب اس کے چہرے پہ گہرا اطمینان موجود تھا۔

عمران جولیا کے فلیٹ سے نکلا اور نیچے موجود اپنی کار میں بیٹھ کر اس نے کار کو آگے بڑھا دیا۔ اس کے چہرے پہ گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اگلے چوک سے کار موڑ کر اس نے اسے ایک سائیڈ پہ روک دیا اور پھر کار کے ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں موجود اس نے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کار کے ڈیش بورڈ سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ عمران نے ایک نظر کار کے بند شیشوں پہ ڈالی اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو طاہر۔ میں عمران بول رہا ہوں اوور"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ بڑا غضب ہو گیا ہے۔ ابھی مجھے سر سلطان نے اطلاع دی ہے کہ وزارت خارجہ سے ایک اہم ترین فائل گم ہو گئی ہے۔ اس کی گمشدگی کی اطلاع اس طرح ملی ہے کہ

وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم کا ریکارڈ کیپر اپنے دفتر میں بے ہوش پڑا پایا گیا ہے۔ اور ریکارڈ کے مطابق اس نے آخری بار یہی فائل ریکارڈ روم سے حاصل کی تھی۔ وہ یہ فائل صدر مملکت کے پاس بھجوانا چاہتا تھا۔ کیونکہ صدر مملکت نے ایک اہم میٹنگ کے لئے اسے طلب کیا تھا۔ لیکن دفتر سے یہ فائل غائب تھی۔ اور عمران صاحب ریکارڈ کیپر کے بے ہوش ہونے سے پہلے ان سے ملنے والا آخری آدمی سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض تھا۔ ریکارڈ کیپر ہوش میں آگیا ہے۔ اس نے یہی بتایا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ایک سرکاری کام کے سلسلے میں اس سے ملنے آیا تھا۔ اس وقت وہ فائل ریکارڈ روم سے لے کر دفتر میں پہنچا ہی تھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض آگیا۔ وہ اس کے کسی رشتے دار کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے آیا تھا۔ ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ یک لخت ریکارڈ کیپر کی ناک پر کوئی غبارہ سا پھٹا اور وہ بے ہوش ہوگیا اس کے بعد اسے ہوش ہسپتال میں ہی آیا ہے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تلاش کیا گیا تو وہ غائب ہے۔ اس پر سر سلطان نے مجھے فون کیا اور کہا کہ فیاض کو فوری طور پر تلاش کر کے گرفتار کیا جائے اور اس سے وہ فائل حاصل کی جائے کیونکہ وہ فائل ملک کے لئے انتہائی اہم ترین فائل ہے۔ میں نے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر آپ نہ ملے اس پر میں نے جولیا کو فون کیا تاکہ فیاض کو تلاش کیا جا سکے۔ آپ وہاں موجود تھے۔ لیکن ممبرز کی وجہ سے میں آپ سے کوئی بات نہ کر سکا اوور" ——— بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی کہاں ہیں۔ ان کی موجودگی میں سر سلطان نے تمہیں کیوں کال کیا۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

" وہ ایک ہفتے کے لئے سرکاری دورے پر غیر ملک گئے ہوئے ہیں اوور" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

" کیا وہ ریکارڈ کیپر سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ذاتی طور پر جانتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے فیاض کے میک اپ میں کوئی اور آدمی ہو اوور" عمران نے کہا۔

" ریکارڈ کیپر فیاض کو ذاتی طور پر جانتا ہے۔ وہ دو تین بار پہلے بھی اسی رشتہ دار کے سلسلے میں پوچھ گچھ کے لئے اس کے دفتر آ چکا ہے۔ اس کے مطابق وہ فیاض ہی تھا اوور" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ میں سر سلطان سے مل کر اس فائل کی تفصیلات معلوم کرتا ہوں۔ اگر اس دوران فیاض کے سلسلے میں کوئی اطلاع آئے تو مجھے سر سلطان کے نمبر پر فون کر لینا اوور" ——— عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اوور" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر کار کو آگے بڑھا دیا۔ دفتر کا وقت چونکہ ختم ہو چکا تھا اس لئے وہ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف کار دوڑائے جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ ذاتی طور پر جانتا تھا کہ فیاض اس قسم کا کام کبھی نہیں کر سکتا۔

لیکن پھر فیاض غائب کیوں ہے۔ یہی بات اُسے کھٹک رہی تھی۔ ویسے اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ اس فائل کی گمشدگی سے اہم مشن پیش آئے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار سر سلطان کی کوٹھی کے پھاٹک میں موڑی اور اُسے پورچ میں جا کر روک دیا۔ چونکہ کوٹھی کے ملازم اُس سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے بڑے تپاک سے اُسے سلام کیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا تو ایک ملازم نے اُسے بتایا کہ سر سلطان اپنے خاص کمرے میں موجود ہیں۔ عمران سیدھا اُسی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ"۔۔۔ عمران نے دروازہ کھولتے ہی خالص عربی لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے تم۔۔۔ وعلیکم السلام۔ آؤ۔ اس فائل کا کچھ پتہ چلا"۔۔۔ سر سلطان جو میز پر جھکے کسی فائل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ چونک کر کہا۔

"یعنی آپ کو آخرت کے لئے کچھ ثواب کمانے کی بجائے دنیاوی فائل کا زیادہ فکر ہے۔ کمال ہے۔ کیسا زمانہ آگیا ہے کہ لوگ آخرت کو بھول کر دنیا کی دلدل میں اس طرح پھنس گئے ہیں کہ بس اب سر ہی باقی رہ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور میز کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"میں نے وعلیکم السلام کہا تو ہے۔ دیکھو عمران اس وقت میں بے حد پریشان ہوں اس لئے پلیز سنجیدگی سے بات کرو۔۔۔ وہ

فائل انتہائی اہم ہے۔ اور چونکہ میرے دفتر سے غائب ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی تمام تر ذمہ داری بھی مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے"۔۔۔ سر سلطان واقعی بے حد پریشان سے لگتے تھے۔

"تو اس میں اتنا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ بازار سے ایک فائل منگوائیں۔ یہی دو چار روپے کی مل جائے گی۔ اس پر اپنے ہاتھ سے اہم لکھیں اور ریکارڈ روم میں رکھ دیں۔ مسئلہ ختم۔ لائیے مشورہ فیس"۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان اس طرح ہنسے جیسے انتہائی بے چارگی کے عالم میں ہنس رہے ہوں۔

"اب میں تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم کسی چیز کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں ہو۔ بہرحال بتاؤ کیا پیو گے"۔۔۔ سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس وقت جو کچھ آپ پی رہے ہیں یعنی خون جگر۔ کم از کم میں تو وہ پی ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ میرا جگر ویسے بھی خون جیسی قیمتی چیز سے خالی رہتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جگر ہی خون سے خالی نہیں دماغ بھی عقل سے خالی ہے"۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بھی ان کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ عمر گزر گئی آپ کو ان فائلوں میں سر کھپاتے۔ کبھی تو اس فائل ورک سے نکل کر بھی دنیا دیکھ لیجئے۔ ویسے یہ فائل کس موضوع پر تھی۔ اگر تو لیلیٰ مجنوں کے ڈرامے کی فائل تھی تو پھر پریشان ہونے کی قطعی ضرورت نہیں۔ کسی بھی شاپنگ سنٹر میں چلے جائیے۔

جدید ترین زندہ چلتی پھرتی لیلیٰ مجنوں فائلیں مل جائیں گی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"اوہ۔ اب میں سمجھ گیا تو تم یہاں اس فائل کی تفصیلات معلوم کرنے آئے تھے۔ ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔ یہ فائل دراصل ہم نے شوگران سے حاصل کی تھی۔ ان کا یہ انتہائی سیکرٹ ریسرچ ورک تھا۔ یہ ایسی زیر زمین لہروں کے بارے میں تھی۔ جس سے کسی بھی عام پہاڑ کو زندہ آتش فشاں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ ہمارے اور کافرستان کے درمیان مشترکہ طویل ترین پہاڑی سلسلے موجود ہیں۔ اور کافرستان نے انہی پہاڑوں کے اندر انتہائی خفیہ میزائل سٹیشن قائم کر رکھے ہیں۔ جنہیں باہر سے کسی طرح بھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ میزائل سٹیشن جو اس نے روسیاہ کی مدد سے قائم کئے ہیں۔ ہمارے ملک کے دفاع کے لئے انتہائی خطرناک ہیں۔ ان میزائل سٹیشنوں کی مدد سے وہ کسی بھی لمحے ہمارے ملک کے پورے دفاع کو تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ سکتا ہے۔ اس لئے جب ہمیں معلوم ہوا کہ شوگران نے اس آئیڈیے پر انتہائی کامیاب ریسرچ کی ہے۔ کہ زیر زمین لہروں کی مدد سے عام پہاڑ کو زندہ آتش فشاں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے تو ہمارے دفاعی ماہرین نے اس میں بے حد دلچسپی لی۔ اس آئیڈیے کے تحت ہم کافرستان کے ان خفیہ میزائل سٹیشنوں کو ضرورت کے وقت تباہ کر کے اپنے ملک کے دفاع کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میری اور صدر مملکت کی مشترکہ کوششوں سے حکومت شوگران

نے انہیں یہ ریسرچ ورک دے دیا۔ صدر مملکت کا خیال تھا کہ اس سلسلے میں تمام تر عملی اقدامات سرداور کے ذمے لگائے جائیں۔ اس لئے انہوں نے فائل منگوائی تھی تاکہ سرداور سے میٹنگ کر کے انہیں اس بارے میں بریف بھی کیا جا سکے اور فائل کے مطابق ان کی مطلوبہ ضروریات پورا کرنے کے لئے عملی اقدامات بھی کئے جائیں۔ لیکن فائل اچانک غائب ہو گئی۔ اور اگر یہ فائل فوری طور پر دستیاب نہ ہوئی تو تم جانتے ہو شوگران کا کیا ردعمل ہو گا"۔ سر سلطان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے فائل سے متعلق پوری تفصیل بتا دی اور فائل کی تفصیلات سن کر عمران کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"اوہ۔ واقعی یہ تو انتہائی اہم ترین فائل ہے۔ میں سمجھا تھا کوئی عام سی فائل ہو گی۔ کیونکہ اہم ترین فائلیں تو اب سیکرٹ سروس کی تحویل میں دی جاتی ہیں"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس فائل پہ کام ہونا تھا۔ اس لئے اسے روک لیا گیا تھا"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"فائل کا کوڈ نام کیا ہے اور کیا پوری فائل ایک ہی جگہ موجود تھی۔ حالانکہ میرا خیال ہے۔ کچھ عرصہ پہلے یہ قانون بنایا گیا تھا کہ اہم ترین فائلوں کو حصوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ رکھا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"مکمل فائل تھی عمران۔ کیونکہ یہ سرداور کو دینی تھی۔ یہ اور

بات ہے کہ اس کی کاپی محفوظ ہے۔ لیکن ظاہر ہے اصل فائل ہمیں ہر صورت میں چاہیئے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"او۔ کے۔ اب میں چلتا ہوں۔ سب سے پہلے تو سپر فیاض کو تلاش کرنا ہے۔ اس کے بعد ہی گاڑی آگے چل سکے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کافی منگواتا ہوں"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے اس بار بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ ان کے چہرے پر پہلے جو پریشانی تھی وہ اب سکون میں بدل گئی تھی۔ کیونکہ عمران کے سنجیدہ ہو جانے پر ہی انہیں اطمینان ہو گیا تھا کہ اب عمران لازماً اس فائل کو واپس حاصل کر لے گا۔ انہیں عمران پر ایسا ہی اندھا اعتماد تھا اور عمران بھی ہمیشہ اس اعتماد پر پورا اترا تھا۔

"چلیئے آپ کافی منگوائیے میں اس دوران سرکاری خرچے پر فون کر لوں"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"بیگم فیاض بول رہی ہوں"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے فیاض کی بیگم سلمیٰ کی آواز سنائی دی۔ لہجے سے شدید پریشانی پوری طرح نمایاں تھی۔

"بھابھی میں عمران بول رہا ہوں۔ وہ آپ کے پرنس چارمنگ کہاں ہیں۔ سنا ہے بڑی ڈھنڈیا پڑ رہی ہے ان کی"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بھائی آپ میں تو آپ کے فلیٹ پر فون کر کر کے تھک گئی

ہوں۔ فیاض نے کیا کیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ فیاض نے کوئی اہم ترین فائل چوری کر لی ہے اور اب غائب ہیں"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"فیاض کے نزدیک آپ سے زیادہ اور کون اہم ہو سکتا ہے بھابھی اور جب آپ موجود ہیں تو پھر فیاض بے چارے نے کہاں غائب ہونا ہے۔ کسی سمگلر کے پیچھے بھاگ رہا ہو گا۔ آپ کو جاتے ہوئے کچھ کہہ تو نہیں گیا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے سلمیٰ کو حوصلہ دینے کی خاطر کہا۔

"نہیں۔ بس عام روٹین کے مطابق صبح دفتر گئے۔ دوپہر کو مجھے دفتر سے فون آیا کہ فیاض پر یہ الزام لگ گیا ہے اور اُسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ کیا واقعی فیاض پر یہ الزام لگا ہے۔ میں اُسے جانتی ہوں عمران وہ اور جو کچھ بھی کر لے میرا ایمان ہے کہ وہ ملک سے غداری کبھی نہیں کرے گا"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں بھابھی۔ اس میں اتنی جرآت ہی نہیں ہے۔ اس پر تو بس شک کیا جا رہا ہے الزام نہیں ہے۔ بس اس کے ملنے پر یہ شک بھی ختم ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"شکریہ عمران۔ تم نے مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے ورنہ میں تو انتہائی پریشان ہو گئی تھی"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اُسے مزید حوصلہ دے کر کریڈل دبا دیا۔

ملازم نے کافی کی پیالی اس کے سامنے لا کر رکھ دی تھی۔

"ویسے میرا اپنا خیال یہی ہے کہ فیاض ایسی حرکت نہیں کر سکتا لیکن وہ پھر غائب کہاں ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو اس کے خلاف جا رہی ہے۔ سیکرٹ سروس اُسے تلاش کر رہی ہے۔ جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا"۔۔۔ عمران نے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر کافی پی کر اس نے سر سلطان سے اجازت لی اور کار لے کر ان کی کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ اس کا ذہن اسی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ آخر فیاض کہاں غائب ہو گیا۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال سا آیا اور اس نے کار تیزی سے قریب نظر آنے والے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف موڑ دی۔ پبلک بوتھ کے قریب کار روک کر وہ نیچے اترا اور بوتھ میں داخل ہو کر اس نے جیب سے سکے نکال کر فون پیس میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ذیشان ہوٹل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ذیشان ہوٹل"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس فیاض بول رہا ہوں۔ مس کاسٹر سے بات کراؤ!"۔۔۔ عمران نے فیاض کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے سر۔ ہولڈ آن کریں۔ سپیشل فون کو لائن اپ کرنا پڑے گا۔ آپ تو پہلے بھی بات کرتے رہتے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ رہی ہو۔

"ہیلو فیاض۔ کاسٹر بول رہی ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد مس کاسٹر کی آواز سنائی دی۔

"مس آپ سے ایک اہم ترین بات کرنی ہے۔ ہوٹل میں نہیں ہو سکتی۔ کہاں آ جاؤں"۔۔۔ عمران نے لہجے کو انتہائی سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسی بات۔ کچھ تفصیل بتاؤ گے"۔۔۔ مس کاسٹر کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ تھا۔

"مس فون پر کوئی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔ بس اتنا اشارہ کر دیتا ہوں کہ "فائل" کا سلسلہ ہے"۔۔۔ عمران نے اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ اچھا۔ سنو۔ تم عقبی طرف سے سپیشل روم کے کیبن نمبر بارہ میں آ جاؤ۔ اور سنو۔ خیال رکھنا کسی کو پتہ نہ چل سکے"۔۔۔ مس کاسٹر کا لہجہ خاصا پُرجوش تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ اُسے ویسے ہی خیال آ گیا تھا کہ مس کاسٹر خاصی خوب صورت عورت ہے اور خوبصورت عورت ہی فیاض کی اصل کمزوری ہے۔ اس لئے اس نے اندھیرے میں ایک تیر چلایا تھا۔ اور اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ فیاض واقعی اس فائل کے چکر میں ملوث ہے۔

"اگر تم واقعی ملوث ثابت ہوئے فیاض تو پھر سلمیٰ کو بیوہ ہونا ہی پڑے گا"۔۔۔ عمران نے بوتھ سے نکل کر کار میں بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔۔۔ ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور اپنے

چہرے پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ چونکہ فیاض اور اس کے جسم میں نمایاں فرق تھا اس لئے وہ فیاض کا میک اپ تو نہ کر سکتا تھا۔ لیکن بہرحال وہ چہرے میں کچھ تبدیلی کر لینا چاہتا تھا۔ میک اپ سے فارغ ہوتے ہی اُسے اپنے لباس کا خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر اُسے ایک ایسی سڑک پر لے آیا جو بالکل ویران سی تھی۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ڈگی کھول کر اس میں سے ایک بریف کیس کھولا اور اس میں موجود تھری پیس سوٹ نکال کر کار میں آکر اس نے لباس بدلا اور پھر ٹیکنی کلر لباس اس نے تہہ کر کے اسی بریف کیس میں رکھا اور ڈگی بند کر کے وہ سٹیرنگ پر آگیا۔ اب اس کا لباس اور چہرہ بالکل بدل چکا تھا۔ ذیشان ہوٹل کے عقبی سپیشل روم سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ ہر ہوٹل میں اس قسم کے سپیشل روم بنائے جاتے تھے تاکہ ہوٹلوں میں رہائش پذیر افراد ایسے لوگوں سے خفیہ ملاقاتیں کر سکیں جنہیں وہ اپنے کمرے میں نہ لے جانا چاہتے ہوں۔

ذیشان ہوٹل کی عقبی طرف جا کر اس نے کار روکی۔ اور پھر سیدھا سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں پندرہ کے قریب علیحدہ علیحدہ کیبن بنے ہوئے تھے۔ عمران اندر داخل ہو کر تیزی سے کیبن نمبر بارہ کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے کیبن کا دروازہ کھولا تو کیبن میں مس کاسٹر موجود تھی۔ عمران بڑے اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔

"کون ہو تم۔ یہ کیبن ریزرو ہے" ——— مس کاسٹر نے چونک کر قدرے

سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے فیاض نے بھیجا ہے مس" ——— عمران نے آواز بدل کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"فیاض نے ——— کس فیاض نے" ——— مس کاسٹر نے چونک کر کہا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔

"سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ اس کی چونکہ تلاشی ہو رہی ہے۔ اس لئے وہ خود نہیں آسکا۔ میں اس کا اسسٹنٹ ہوں۔ اس کے تمام معاملات کا راز دار۔ میرا نام شوکت ہے" ——— عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"اچھا بولو۔ کیا بات ہے" ——— مس کاسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فیاض کو یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ سے کوئی ایسا آدمی ملا ہے۔ جو اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ اس آدمی سے آپ کی ملاقات کی تفصیل جاننا چاہتا ہے" ——— عمران نے گول مول انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو اُسے بھی اطلاع مل گئی ہے۔ اُسے کہہ دو کہ وہ قطعی بے فکر رہے۔ مجھے اس آدمی عمران سے ملاقات سے پہلے اس کی حیثیت کا علم نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے درمیان کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو قابل تشویش ہو۔ لیکن اب مجھے اس کا حدود اربعہ معلوم ہو گیا ہے۔ اول تو اب وہ میرے پاس آئے گا نہیں اگر آیا بھی تو ہی

توپیں اُسے ڈیل کرلوں گی۔ بہرحال فیاض کو تسلی دے دو کہ اس کے لئے خطرے کی کوئی بات نہیں۔ وہ اپنا کام مکمل کرے" ——— مس کاسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے فیاض نے یہ پیغام بھی دیا تھا کہ وہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ باتوں ہی باتوں میں آپ سے سارا راز اگلوا لے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مس کاسٹر بے اختیار ہنس پڑی۔

"فیاض کو کہو۔ کاسٹر بہت گہری عورت ہے۔ یہ تو فیاض تھا جس کے لئے نجانے کیوں کاسٹر کے دل کے دروازے خود بخود کھل گئے تھے۔ اُسے کہہ دو کہ پوری طرح مطمئن رہے۔ کاسٹر صرف فیاض کی ہے اور فیاض کی ہی رہے گی" ——— مس کاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا" ——— عمران نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر وہ کیبن سے باہر نکل آیا۔ اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔ کہ فیاض اپنی عادت کے مطابق ہوٹل میں مقیم مس کاسٹر سے ملا ہوگا۔ اور یقیناً اس نے اس کے سامنے بڑی بڑی ڈینگیں ماری ہوں گی۔ اور یہ مس کاسٹر اس فائل کو حاصل کرنے کے چکر میں یہاں آئی ہوگی اس نے موجودہ دھندہ بھی اسی خاطر پھیلا رکھا تھا تاکہ اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم ہو سکے۔ اور فیاض کو اس نے آسانی سے شیشے میں اتار لیا ہوگا۔ لیکن مس کاسٹر کی گفتگو سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ابھی فائل مس کاسٹر یا اس کے کسی آدمی تک نہیں پہنچی تو پھر وہ کہاں گئی۔ کیا یہ

مس کاسٹر کسی اور کی صرف آلہ کار ہے۔ عمران سپیشل روم سے نکل کر چلتا ہوا تیزی سے عقبی طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھ کر وہ آگے بڑھا اور سب سے پہلے اس نے اپنا تعاقب چیک کرنا شروع کر دیا۔ لیکن مختلف سڑکوں پر گھومنے کے باوجود جب اس نے اپنے تعاقب میں کسی کو نہ پایا تو اس نے کار کا رخ دانش منزل کی طرف کر دیا۔

"فیاض کے متعلق کوئی اطلاع ملی ہے" ——— عمران نے دانش منزل پہنچ کر بلیک زیرو سے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے۔ نجانے وہ کہاں غائب ہو گیا ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"دوسری شادی کے لئے وہ ہنی مون سپاٹ تلاش کرتا پھر رہا ہوگا۔ لیکن میری ابھی پہلی نہیں ہوئی وہ دوسری کیسے کر سکتا ہے اس لئے میں نے بھی پروگرام بنا لیا ہے کہ اس کی ہونے والی دوسری بیوی کو ہی اغوا کر لیا جائے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"دوسری شادی فیاض کر رہا ہے" ——— بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں کیا وہ دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ بھائی کماؤ پوت ہے ہماری طرح بیکار اور مفلس تو نہیں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور اس پر صفدر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ بلیک زیرو

خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اب وہ عمران کی بات کا کیا جواب دیتا۔

" ایکسٹو کالنگ اوور" ___ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

" صفدر اٹنڈنگ سر اوور" ___ صفدر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" تم اس وقت کہاں موجود ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے اوور" عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

" میرے ساتھ مس جولیا ہیں اور ہم شیرنگٹن ہوٹل کو چیک کرنے جا رہے ہیں اوور" ___ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا۔

" تم ہوٹل ذیشان پہنچو۔ وہاں ایک غیر مرئی علوم کی ماہر ایکریمین عورت مس کاسٹر ٹھہری ہوئی ہے۔ جولیا اسے ڈیل کرے گی اور تم نے اسے اغوا کر کے اس طرح دانش منزل پہنچانا ہے کہ اگر اس کی نگرانی ہو رہی ہو تو کوئی اس کے پیچھے دانش منزل نہ پہنچ سکے اوور" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس باس اوور" ___ دوسری طرف سے صفدر نے بااعتماد لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" یہ مس کاسٹر کون ہے" ___ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

" فیاض کی ہونے والی دوسری بیوی۔ بندہ ہوشیار ہے۔ اس نے سوچا ہو گا سلمیٰ تو گھریلو عورت ہے۔ صرف خرچ کرنا جانتی ہے۔ دوسری کمانے والی ہونی چاہئے" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر فریکونسی

ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ لیکن اس بار ٹرانسمیٹر آن کر کے وہ بولا نہیں۔ بلکہ صرف وقفے وقفے سے بٹن پریس کر کے کاشن دیتا رہا۔

" ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ___ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں۔ تمہاری کارکردگی روز بروز زیرو ہوتی جا رہی ہے۔ کیوں" ___ عمران کا لہجہ بے حد سخت اور کھردرا تھا۔

" مم ___ مم ___ معافی چاہتا ہوں جناب۔ میں تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہوں اوور" ___ ٹائیگر کا لہجہ ایسا سہما ہوا تھا جیسے اس کے سر پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔

" ایک غیر ملکی پارٹی یہاں موجود ہے۔ اس نے سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم سے انتہائی اہم ترین فائل بھی اڑا لی ہے اور تم ابھی صرف کوشش ہی کرتے پھر رہے ہو۔ تمہیں اس غیر ملکی پارٹی کی آمد کا علم کیوں نہیں ہو سکا اوور" ___ عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ سخت اور کھردرا ہو گیا تھا۔

" جناب یہاں زیر زمین دنیا میں کسی غیر ملکی پارٹی کی آمد کا اب تک کوئی اشارہ نہیں ملا۔ میرا ایسے لوگوں سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ جو اس قسم کی پارٹیوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ ویسے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کل میں نے گولڈن ایمر نائٹ کلب کے سپیشل کیبن میں ایک غیر ملکی عورت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا چونکہ وہ سول ڈریس میں تھا۔ اور اس کی فطرت بھی ایسی ہے۔ اس لئے میں نے کچھ خیال نہ

کیا تھا اوور" ___ ٹائیگر نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس غیر ملکی عورت کا حلیہ کیا تھا اوور" ___ عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ ٹائیگر کی یہ بات اس کے لئے ایک اچھا کلیو ثابت ہو سکتا تھا۔ جواب میں ٹائیگر نے جو حلیہ بتایا وہ مس کاسٹر سے قطعی مختلف تھا۔

"کیا اب تم سپرنٹنڈنٹ فیاض کا سراغ لگا سکتے ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کس حال میں ہے اوور" ___ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر رپورٹ دوں گا اوور" ___ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا ٹائیگر ایک گھنٹے کے اندر سراغ لگا لے گا" ___ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ اس معاملے میں وہ بے حد ہوشیار ہے اور اس کے تعلقات زیر زمین دنیا میں اس قدر گہرے ہیں کہ وہ لازماً فیاض کو ڈھونڈھ نکالے گا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کی بات مکمل ہی ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ ذیشان ہوٹل سے مس کاسٹر کو ان کے کمرے میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جب ہم پہنچے تو وہاں

پولیس پہنچی ہوئی تھی۔ قاتل کا پتہ نہیں چل سکا" ___ صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے۔

"تم وہیں رکو اور کوشش کرو کہ مس کاسٹر کے کمرے اور سامان کی تفصیلی تلاشی لے سکو۔ کوئی مشکوک چیز نظر آئے تو اسے دانش منزل پہنچا دینا۔ یہ بتا دوں کہ مس کاسٹر ایک ایسی غیر ملکی مجرم تنظیم سے تعلق رکھتی ہے۔ جس نے پاکیشیا کی ایک اہم ترین فائل غائب کر دی ہے" ___ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ___ صفدر نے کہا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی۔ فیاض بیچارے کی دوسری شادی کا سکوپ ہی ختم ہو گیا" ___ عمران نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ مس کاسٹر تھی کون۔ اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ اس فائل کے سلسلے میں ملوث ہے" ___ بلیک زیرو نے پوچھا۔

اور عمران نے اسے اخبار میں اشتہار دیکھ کر مس کاسٹر سے ملاقات کی تفصیل سنانے کے ساتھ ساتھ بتایا کہ مس کاسٹر کو غیر مرئی علوم کی ابجد بھی نہ آتی تھی۔ وہ فائل جس سے وہ فال نکال کر سوالوں کا جواب دے رہی تھی ایک انگریزی اخبار کی کٹنگ سے تیار کی گئی تھی۔ اور اخبار پاکیشیا میں ہی چھپتا ہے۔ جس میں ایسے کالم اکثر چھپتے رہتے ہیں۔ میں نے اخبار کی چھپائی دیکھ کر ہی ساری بات چیک کر لی تھی۔ وہ خاصی خوب صورت بھی تھی۔ اور اس کے چہرے کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ ایکریمین ہونے کے ساتھ ساتھ فیشن کے معاملے میں

ان سے بھی بہت آگے ہے۔ اس بات پر مجھے خیال آیا کہ فیاض ایسی عورتوں کی تاک میں رہتا ہے۔ گو اس کا کردار غلط نہیں ہے۔ لیکن وہ ایسی عورتوں سے گپ شپ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ میں نے اسی آئیڈیے کے پیش نظر اُسے فون کر کے اندھیرے میں تیر چلایا جو عین نشانے پر پہنچا اور پھر اس نے فیاض کا نمائندہ بن کر اس سے ملاقات کی تفصیل بھی بتا دی۔

"اوہ تو اُسے آپ سے ملاقات کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے" بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اس کی باتوں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کے ارد گرد ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھے بطور پرنس آف ڈھمپ اچھی طرح پہچانتے ہیں اور پہلی ملاقات کے بعد شاید اُسے تنبیہہ کی گئی ہو گی کہ مجھ سے ملاقات نہ کرے۔ دوسری ملاقات میں بھی میرا ریڈی میڈ میک اپ چیک کر لیا گیا اور نتیجہ یہ کہ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ اُسے راستے سے ہی ہٹا دیا جائے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ ایک معمولی آلہ کار تھی کوئی اہم عورت نہ تھی ورنہ شاید اتنی آسانی سے اُسے گولی نہ ماری جاتی اور دوسری بات یہ کہ اس کے گرد موجود لوگ مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن ٹائیگر بتا رہا ہے کہ مقامی زیر زمین دنیا میں کسی غیر ملکی پارٹی کی آمد کا اشارہ نہیں ہے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس بار کوئی ایسا گروپ یہاں آیا ہے جو پہلے بھی یہاں آ چکا ہے اور ہم سے ٹکرا چکا ہے"۔۔۔ عمران نے بھرپور انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

"مس کاسٹر کے قتل سے ہم ایک بار پھر ڈارک زون میں داخل ہو گئے۔ مجھے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ ایسا ہو گا تو میں مس کاسٹر کو اپنے ساتھ ہی لے آتا۔ بہرحال دیکھو اب تو فیاض کے ملنے پر ہی بات کچھ آگے بڑھ سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ویسے آپ کو یقین ہے کہ فیاض اس معاملے میں اسی طرح ملوث ہو گا جس طرح کے شواہد اس کے خلاف مل رہے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"سیکرٹ سروس کی گاڑی میں پٹرول ٹینک کا ہی ٹوٹا ہے۔ ورنہ یہ گاڑی ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس لئے شک تو مجھے اپنے آپ پر بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے یقین والی بات تو فیاض کے دستیاب ہونے کے بعد ہی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

سوپر فیاض کی آنکھیں جسم میں دوڑنے والی درد کی تیز ترین لہر کی وجہ سے ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اور اس کے منہ سے خود بخود تیز چیخ نکل گئی۔

"تمہیں ہوش آ گیا سپرنٹنڈنٹ فیاض" ——— اس کے کانوں میں ایک زہریلی آواز سنائی دی اور اس نے چونک کر اٹھنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اپنے آپ کو ایک کرسی سے بندھا ہوا پا کر حیران رہ گیا۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں اکیلا موجود تھا۔ اس کے سر پہ تیز روشنی کا بلب جل رہا تھا۔ کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔

"آواز تو مس پارکر کی تھی مگر......" ——— فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے دو مشین گن بردار

تھے۔ اس لڑکی کے جسم پہ نیم عریاں لباس تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک بھاری ریوالور اٹھا رکھا تھا۔ چہرہ اس وقت کسی بھوکی شیرنی جیسا ہو رہا تھا۔

"تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کی سپرنٹنڈنٹ فیاض جانتے ہو دھوکے کی کیا سزا ہوتی ہے" ——— اس لڑکی نے آگے بڑھ کر انتہائی سخت اور بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دھوکہ ——— کیسا دھوکہ مس پارکر۔ مجھے کیا ضرورت تھی تم سے دھوکہ کرنے کی۔ دھوکہ تو میں نے اپنے ملک سے کیا ہے اور تم مجھے اس کا یہ صلہ دے رہی ہو" ——— فیاض نے تلخ لہجے میں کہا اور پارکر بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"سنو فیاض۔ تم ابھی مجھے جانتے ہی نہیں۔ مجھے پورے یورپ میں ڈینٹ کیٹ کہا جاتا ہے اور میرا نام سن کر بڑے بڑے بہادر سر جھکا دیتے ہیں سمجھے۔ تمہارا خیال تھا کہ تم جعلی فائل میرے حوالے کر کے مجھے دھوکہ دے لو گے اور تم نے اپنے دوست عمران کو مس کاسٹر کے پیچھے لگا دیا۔ تاکہ عمران اس کاسٹر کے ذریعے مجھ تک پہنچ جائے۔ تم نے اپنے طور پہ چال تو اچھی کھیلی تھی لیکن تم نے میرے متعلق آئیڈیا غلط لگایا تھا اور تمہاری وجہ سے مجھے مس کاسٹر کو بھی راستے سے ہٹانا پڑا۔ اب تم شرافت سے مجھے اصل فائل دے دو۔ ورنہ......" ——— پارکر کا لہجہ بے پناہ سخت تھا۔

"یہ تم بار بار اصل اور نقل کہہ کر کیوں میری محنت پہ پانی پھیرنا چاہتی ہو۔ میں نے اس لئے تو ملک سے غداری نہ کی تھی کہ آخر میں تم یہ بات کرو"

فیاض نے کرخت لہجے میں کہا۔

"راکسن" ـــــ مس پارکر نے مڑ کر پیچھے موجود ایک مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ـــــ لمبے تڑنگے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس فیاض کے دماغ میں بھرا ہوا بھس باہر نکالو" ـــــ مس پارکر نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"یس میڈم" ـــــ راکسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس نے دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی۔ اور کوٹ کی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر وہ اس طرح کرسی پر بندھے ہوئے فیاض کی طرف بڑھنے لگا جیسے قصائی ذبح ہونے والی بکری کی طرف بڑھتا ہے اس کی آنکھوں میں یک لخت سفاک پن اتر آیا تھا

"مم ـــــ مم ـــــ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں نے جو فائل تمہیں دی ہے وہ اصلی ہے" ـــــ فیاض نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے جسم میں خوف کی وجہ سے سردی کی تیز لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ ابھی اس نے فقرہ ختم ہی کیا تھا کہ راکسن نے یک لخت خنجر والا ہاتھ گھمایا اور سویر فیاض کے حلق سے نکلنے والی تیز چیخ سے کمرہ گونج اٹھا راکسن نے تیز خنجر پوری قوت سے اس کے بازو میں گھونپ دیا تھا۔

"بولو کہاں ہے وہ فائل" ـــــ مس پارکر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی فیاض کے حلق سے دوسری چیخ نکلی۔ اس بار خنجر اس کے دوسرے بازو میں اندر تک گوشت کاٹتا ہوا چلا گیا تھا۔

"بب ـــــ بب ـــــ بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ مت مارو

بتاتا ہوں" ـــــ فیاض نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اگر سچ سچ بتا دو گے تو تمہاری زندگی بھی بچ جائے گی اور تمہیں بڑا انعام بھی مل جائے گا۔ ورنہ فائل تو ہم بہرحال ڈھونڈھ ہی لیں گے۔ لیکن تمہاری ادھڑی ہوئی لاش سے لوگ کراہت کھائیں گے۔ ایسی لاش جس پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں گی" ـــــ مس پارکر نے کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں بتاتا ہوں۔ اب مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ فائل میرے دفتر کے کانفیڈنشنل باکس میں موجود ہے" فیاض نے بری طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں بازوؤں سے خون مسلسل ابل رہا تھا۔

"اس کی مرہم پٹی کر دو راکسن تاکہ اس کی بات کی تصدیق ہو سکے۔ اور سنو فیاض اگر تمہاری یہ بات غلط نکلی تو پھر تمہارا ایسا عبرت ناک حشر ہو گا کہ شاید قیامت تک اور لوگ تمہارے حشر سے عبرت لیتے رہیں گے" ـــــ مس پارکر نے تلخ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

تکلیف کی شدت سے فیاض پر غشی کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ پھر جب اس کا شعور جاگا تو اس نے دیکھا کہ اس کے دونوں بازوؤں پر بینڈیج ہو چکی تھی اور کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرہ خالی تھا۔ فیاض کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا۔ اسے قطعی اس بات کا اندازہ نہ تھا کہ وہ اس طرح پھنس بھی جائے گا۔ اس نے تو اپنے طور پر عمران کی پیروی کرتے ہوئے اس غیر ملکی مجرم تنظیم پر خود ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اسے جب معلوم ہوا کہ

ہوٹل ذی شان میں کوئی غیر ملکی خوب صورت عورت مس کاسٹر ٹھہری
ہوئی ہے اور وہ مستقبل کے حالات بھی بتاتی ہے تو فیاض اس سے
ملنے گیا۔ ہوٹل کے منیجر نے اس کے عہدے کا ضرورت سے زیادہ
رعب بنا دیا۔ چنانچہ مس کاسٹر نے اُسے خصوصی طور پر علیحدہ وقت
دیا۔ مس کاسٹر نہ صرف خوب صورت تھی بلکہ وہ ذہنی طور پر بھی بے حد
آزاد واقع ہوئی تھی۔ اس لئے فیاض نے اس کی صحبت سے پورا
پورا لطف لیا۔ اس دوران باتوں میں مس کاسٹر کو اس نے
بتایا کہ اس نے وزارت خارجہ کے ریکارڈ کیپر سے ایک سرکاری
پوچھ گچھ کے لئے جانا ہے تو مس کاسٹر اس پر اور زیادہ بچھ گئی۔ اور پھر
اس نے اُسے کہا کہ اگر وہ ریکارڈ روم سے ایک مخصوص فائل
اُسے لا دے تو وہ نہ صرف اس کی گہری دوست بن جائے گی بلکہ
اُسے اس قدر رقم بھی مل جائے گی کہ وہ چاہے تو شہزادوں کی طرح
زندگی بسر کر سکتا ہے۔ فیاض نے حامی تو بھر لی۔ لیکن اُسے معلوم
تھا کہ ایسا ناممکن ہے۔ ویسے اس نے واقعی ریکارڈ کیپر کے پاس
جانا ہی تھا۔ وہ جب وہاں گیا تو اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا تھا کہ
ریکارڈ کیپر اپنے سامنے وہی فائل رکھے بیٹھا تھا۔ فیاض کے ذہن
میں فوراً ہی ایک پروگرام بن گیا۔ اس نے سوچا کہ مس کاسٹر لازماً
بین الاقوامی مجرم تنظیم کی رکن ہے۔ اور اس فائل کے ذریعے اس تنظیم
پر ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے۔ چونکہ سر رحمان سرکاری دورے پر ملک
سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اور وہ ہر لحاظ سے ان دنوں آزاد تھا
اگر وہ اس بین الاقوامی تنظیم کو پکڑ لینے میں کامیاب ہو گیا تو سر

جو ہمیشہ اُسے نکما کہتے رہتے تھے۔ اس پر اس کی صلاحیتوں کا رعب پڑ جائے گا۔
لیکن اس کے ساتھ ساتھ ظاہر ہے وہ ملک سے غداری بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس
لئے اس نے فوری طور پر ایک پلاننگ بنائی۔ اس نے اس ریکارڈ کیپر کو
بے ہوش کیا اور فائل اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالی اور پھر وزارت خارجہ کے
سیکرٹریٹ سے نکل کر وہ سیدھا اپنے دفتر پہنچا۔ یہاں آکر اس نے
اصل فائل تو اپنے کانفیڈنشل باکس میں محفوظ کی اور پھر اپنے ریکارڈ روم
سے اس نے ایک ایسی فائل منگوائی جو عام سے کوڈ میں تھی۔ اس نے صرف
کور اصل فائل کا استعمال کیا اور کوڈ فائل کے کاغذات اس کور میں رکھ
کر اس نے مس کاسٹر کو فون کیا اور اُسے بتایا کہ وہ فائل حاصل کر چکا
ہے۔ جس پر مس کاسٹر نے اُسے گولڈن ایٹر نائٹ کلب کا ایک فون نمبر
دیا کہ وہاں اس کی باس میڈم پارکر موجود ہے۔ فیاض فوراً اس سے ملے
سرغنہ کا پتہ چلا کر فیاض اور زیادہ خوش ہو گیا۔ اس نے وہاں فون کیا
تو میڈم پارکر نے اُسے ایک سپیشل کیبن کا پتہ دیا۔ فیاض نہ چاہتا تھا
کہ کوئی غیر متعلق آدمی اُسے میڈم پارکر سے ملتے دیکھے چنانچہ اس نے
ریٹائرنگ روم میں جا کر اپنی یونیفارم اتاری اور عام سوٹ پہن کر وہ سرکاری
جیپ میں جانے کی بجائے ٹیکسی کے ذریعے گولڈن کلب پہنچا۔ جہاں
مس کاسٹر سے بھی زیادہ خوب صورت اور نوجوان مس پارکر کی اس
سے ملاقات ہوئی۔ فیاض نے اپنے طور پر اس سے لمبا چوڑا سودا کیا
اور پھر فائل اس کے حوالے کرتے ہوئے اس سے اجازت مانگی اس
کا مقصد تھا کہ باہر جاتے ہی وہ فورس کو کال کر کے مس پارکر اور اس
مس کاسٹر دونوں کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جائے گا اور پھر ان سے

پوچھ گچھ کر کے وہ ان کی پوری تنظیم کو گرفتار کرے گا۔ اس طرح وہ اس قدر بڑا کارنامہ سر انجام دے سکے گا کہ سر رحمان اور عمران دونوں اس کی صلاحیتوں پر حیران رہ جائیں گے۔ لیکن جیسے ہی وہ مس پارکر سے اجازت لے کر اٹھا اچانک اس کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی نے قبضہ کر لیا اور اب اس کی آنکھیں کھلیں تو یہ لوگ اس کو جان سے مار دینے کے درپے تھے اس نے اپنے طور پر جو شاندار سکیم بنائی تھی وہ ساری ختم ہو گئی تھی بلکہ اب وہ ملک سے غداری کا مجرم بھی بن گیا۔ اور ملک کی اہم ترین فائل بھی ہاتھ سے چلی جائے گی۔ اُسے اپنی کم عقلی پر بے اختیار رونا سا آ گیا اس نے اپنے طور پر تو انتہائی شاندار سکیم بنائی تھی لیکن اب اُسے رسوائی اور موت دونوں آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی تھیں۔

"مجھے ہر صورت میں یہاں سے رہا ہونا چاہیئے" ــــ فیاض نے یکلخت ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دے کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسیاں اس قدر مضبوطی سے بندھی ہوئی تھیں کہ وہ ذرا سی بھی حرکت نہ کر سکا۔

"مجھے لازماً کچھ کرنا چاہیئے" ــــ فیاض نے کہا اور جھک کر اپنی ٹانگوں کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔ اس کی ٹانگیں آزاد تھیں۔ صرف بازو اور اوپر والا جسم کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ اٹھ کر کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اٹھ کر

کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ اور وہ کرسی سمیت ایک لمحے کے لئے کھڑا ہونے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے جسم کا توازن بگڑا اور وہ دوبارہ کرسی سمیت واپس اسی طرح بیٹھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے ایک اور خیال آیا اور اس نے پیروں پر زور دے کر اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھکا دیا اور پھر کرسی سمیت وہ ایک دھماکے سے الٹ کر فرش پر جا گرا اور اس کی دونوں ٹانگیں بے اختیار چھت کی طرف اٹھ گئیں۔ تکلیف کی وجہ سے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں بھی کافی ڈھیلی پڑ گئیں۔ کرسی کا ایک بازو اس لئے ٹوٹ گیا تھا کہ جھکولا دینے کے بعد وہ پہلو کے بل گھوم کر گرا تھا۔ شاید بے خیالی میں ایک پیر پر زیادہ دباؤ پڑ گیا تھا۔ اس طرح کرسی کا ایک بازو ٹوٹ گیا اور اس بازو کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے رسیاں خاصی ڈھیلی ہو گئیں۔ فیاض کو جیسے ہی رسیاں ڈھیلی ہونے کا احساس ہوا اس نے جلدی سے آگے کو کھسکنا شروع کر دیا۔ اس کے زخمی بازوؤں میں شدید اینٹھن سی ہو رہی تھی اور درد کی تیز لہریں پورے بازوؤں میں دوڑنے لگی تھیں۔ لیکن رہائی کی خوشی میں اُسے ساری تکلیف بھول گئی۔ اور مسلسل آگے کی طرف کھسکنے اور زور لگانے کی وجہ سے اس کا جسم آخرکار ان ڈھیلی رسیوں سے باہر آ گیا۔ بازو البتہ ابھی تک پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے دونوں کلائیوں کو زگ زیگ کے انداز میں زور سے آگے پیچھے کرنا شروع کر دیا۔ پہلے تو کلائیوں

یہ بندھی ہوئی رسی نے زیادہ حرکت نہ کی لیکن مسلسل کلائیاں زگ زیگ کے انداز میں حرکت کرنے سے رسی ڈھیلی پڑنے لگ ہی گئی۔ اور تقریباً دس منٹوں کی مسلسل کوششوں کے بعد آخر کار اس کا ایک ہاتھ رسی کی گرفت سے باہر آ ہی گیا۔

دوسرے لمحے اس نے دوسری کلائی پہ موجود رسی کو کھولا۔ اور بے اختیار اس کا دل چاہا کہ وہ ٹارزن کی طرح زور سے فاتحانہ انداز میں نعرہ مارے لیکن اسی لمحے اسے دروازے کے باہر قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے ساتھ دیوار سے چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے دو تھے۔

"دھماکہ کس چیز کا ہوگا رابر" ——— دروازے کے قریب ایک سخت سی آواز سنائی دی اور فیاض سمجھ گیا کہ اس کے کرسی سمیت گرنے کا دھماکہ سن کر وہ لوگ آئے ہیں۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ اگر ان لوگوں نے دھماکہ سن ہی لیا تھا تو پھر وہ فوری طور پر چیکنگ کرنے کیوں نہ آئے۔

"میں تو تمہیں اب بھی یہی کہوں گا کہ دھماکے کی آواز صرف تمہارا وہم ہے۔ لیکن تم سنجلنے کیوں بضد ہو" ——— دوسری آواز سنائی دی اور فیاض کے حلق سے خود بخود ایک طویل سانس نکل گیا۔ اب بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ ان دونوں نے اس دھماکے پر بحث کرتے ہوئے اتنا وقت گزار دیا ہے کہ فیاض کو اپنے آپ کو چھڑانے کا موقع مل گیا ہے۔

دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر دو آدمی

تیزی سے اندر داخل ہوئے

"ارے یہ کیا" ——— ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ اب فیاض کے لئے جو لوہے کے اس دروازے کی آڑ میں چھپا کھڑا تھا اور کوئی صورت نہ رہی کہ وہ ظاہر ہو جائے۔ لیکن ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ دونوں اپنے قد و قامت اور جسامت کے لحاظ سے خاصے جاندار بھی لگتے تھے۔ دونوں ہی غیر ملکی تھے۔ فیاض نے یک لخت اپنے آگے موجود دروازے کے پٹ کو زور سے دھکا دیا اور دروازے کا پٹ پوری قوت سے پچھلے آدمی سے ٹکرایا اور وہ چیخ مار کر سائیڈ کے بل گرا ہی تھا کہ فیاض بجلی کی سی تیزی سے پہلے آدمی کی طرف بڑھا جو پہلے حیرت اور پھر دوسرے لمحے اپنے ساتھی کی چیخ سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ فیاض نے پوری قوت سے اس کو سر کی ٹکر مارنی چاہی لیکن وہ آدمی بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور فیاض بالکل اس لڑاکے سینڈھے کی طرح آگے کی طرف دوڑتا گیا جو اپنے سے زیادہ زور آور سینڈھے کو ٹکر مارنے کے لئے دور سے دوڑ پڑتا ہے۔ اس کے آگے بڑھتے ہی اس آدمی نے یک لخت گھوم کر پوری قوت سے لات بھی فیاض کی پشت پر رسید کر دی اور فیاض کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سینے کے بل سامنے فرش پر پڑی کرسی سے ٹکراتا ہوا کرسی سمیت گھسٹتا ہوا کچھ دور تک پھسلتا چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر دو تین ستارے نہیں بلکہ پوری کہکشاں چمک اٹھی ہو۔

"خبردار ٹونی۔ گولی مت مارنا۔ میڈم نے منع کیا ہے" ——— یک لخت ایک چیختی ہوئی آواز فیاض کے ڈوبتے ہوئے ذہن سے ٹکرائی اور گولی مار

دینے کے الفاظ نے واقعی اس کے ذہن پر جادو کا سا اثر کیا۔ شاید موت کے خوف نے اس کے ذہن کو یک لخت جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اور اس نے کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ بزدل چوہے" ——— پہلی کرخت آواز سنائی دی۔ یہ راجر تھا۔

اور فیاض کراہتا ہوا پہلے بیٹھا اور پھر مڑ کر اٹھنے لگا۔ اس کے اٹھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے مڑے ہوئے گھٹنوں نے سیدھا ہونے سے انکار کر دیا ہو۔

"کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ" ——— راجر کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا تھا۔ اس کا ساتھی ٹونی بھی اب اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا اور فیاض کو انتہائی زہریلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ نجانے تم نے کیسی لات ماری ہے" ——— فیاض نے کراہتے ہوئے کہا اور راجر کے حلق سے بے اختیار فاتحانہ قہقہہ سا نکل گیا۔ لیکن اُسی لمحے فیاض کا جسم یک لخت حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے فرش پر پڑی ٹوٹی ہوئی کرسی بجلی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی ساتھ ساتھ کھڑے ان دونوں کے چہروں سے ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل گرے اور اس طرح اچانک گرنے کی وجہ سے ان دونوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں خود بخود جھٹکا کھا کر آگے فیاض کے قدموں میں ایک دھماکے سے آ گریں۔ اور فیاض شاید اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔ اس نے اس طرح جھک کر مشین گن اٹھائی جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ

لگے ہوں اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ریٹ ریٹ کی دہشت ناک آوازوں اور ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ فیاض پاگلوں کے سے انداز میں ان پر فائر کئے جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ان دونوں کے تڑپتے ہوئے جسم جب ساکت ہوئے تو وہ واقعی شہد کی مکھیوں کے چھتے بن چکے تھے۔ فیاض نے مکمل میگزین ان دونوں کے جسموں میں اتار دیا تھا اور ٹریگر سے اس کی انگلی اس وقت ہٹی تھی جب مشین گن سے عجیب طرح کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اب پتہ چلا کہ کیسے لات ماری تھی۔ گدھے کی طرح ماری تھی۔ گدھے کے بچے" ——— فیاض نے انتہائی جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور خالی مشین گن پھینک کر اس نے دوسری مشین گن اٹھا لی۔ اور اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ مشین گن کی آوازیں سن کر باہر موجود اس کے ساتھی نہ آ جائیں۔

"یہ کیا گدھے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ گدھا بن گیا ہوں" ——— فیاض نے اپنے آپ پر غصہ کھاتے ہوئے کہا۔ اور دوسری مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ راہداری خالی پڑی تھی۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی۔ جب کہ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور آخر میں اسی طرح کا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ فیاض تیزی سے آگے بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر پہنچا تو اس نے دروازے میں رک کر سر باہر نکالا۔ باہر ایک اور راہداری تھی۔ جو آگے جا کر برآمدے پر ختم ہو رہی تھی۔ لیکن وہاں خاموشی ایسی تھی کہ فیاض کا دھڑکتا ہوا دل

یہ سوچ کر قابو میں آنے لگ گیا کہ عمارت خالی پڑی ہے۔ وہاں ہی دو افراد تھے۔ ورنہ ایسی خاموشی بھی نہ ہوتی اور مشین گن کی آوازیں سن کر اب تک کوئی نہ کوئی نمودار بھی ہو چکا ہوتا۔ وہ تیزی سے راہداری میں آیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ برآمدے میں پہنچ گیا۔ برآمدے کی ایک سائیڈ میں ایک چھوٹی سی تپائی کے گرد دو کرسیاں پڑی تھیں اور تپائی پر شراب کی دو آدھی آدھی خالی دو بوتلیں اور دو جام پڑے ہوئے تھے سامنے لان تھا اور اس کے بعد چار دیواری اور پھاٹک۔ کوٹھی میں واقعی ان دو کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ فیاض کا چہرہ رگڑ کھانے کی وجہ سے خاصا زخمی تھا۔ بازوؤں پر موجود بینڈیج سے بھی خون رس آیا تھا۔ اور بینڈیج پر سرخ دھبے نمودار ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت فیاض کو سوائے اس کے اور کسی بات کی پرواہ نہ تھی کہ وہ جلد از جلد اس منحوس کوٹھی سے باہر نکل جائے۔ چنانچہ وہ مشین گن اٹھائے اسی طرح دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور اسی طرح سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا جیسے خرگوش خطرے کی بو پا کر اپنے بل سے سر باہر نکال کر دیکھتا ہے۔ سڑک پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ وہ جلدی سے باہر آ گیا اور پھر تیزی سے دیوار کے ساتھ ساتھ دائیں طرف بڑھنے لگا۔ وہ چلنے کی بجائے جوگنگ کے انداز میں دوڑ رہا تھا اور مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد اسے یک لخت مشین گن کا خیال آیا تو اس نے جلدی سے اسے کوٹ کے اندر کی طرف چھپا لیا۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا تھا کہ وہ اسے کسی کوٹھی کے اندر اچھال دے لیکن دوسرے لمحے اس کا

ارادہ بدل گیا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ مس پارکریا اس کے ساتھی نہ آ جائیں اور وہ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔ آگے جا کر وہ سائیڈ گلی میں گھسا اور پھر اسی گلی میں دوڑتا ہوا وہ عقبی سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اسے قدرے اطمینان ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ اب دوڑنے کی بجائے چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا تھا۔ اسی لمحے اسے دور سے خالی ٹیکسی آتی دکھائی دی۔ اس پر خالی ظاہر کرنے والی مخصوص روشنی جل رہی تھی اور فیاض نے ہاتھ دے کر اسے روکا اور ٹیکسی رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر بجلی کی سی تیزی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اس طرح بیٹھنے کی وجہ سے مشین گن کوٹ سے باہر آ گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹیکسی ڈرائیور کے حلق سے ڈری ڈری چیخ نکل گئی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مشین گن"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔

فیاض کے مسلے ہوئے کپڑے بازوؤں پر موجود بینڈیج۔ جس پر سرخ سرخ دھبے تھے۔ ہاتھ میں مشین گن۔ دہشت اور پکڑے جانے کے خوف سے قدرے بگڑا ہوا چہرہ جس پر رگڑوں اور زخموں کے نشانات بھی موجود تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور کے خوف سے چیخنے کے لئے کافی تھے۔ شاید پہلے اس نے خیال نہ کیا تھا۔ اور ٹیکسی روک دی تھی۔ ورنہ شاید وہ ٹیکسی روکنے کی بجائے اسے تیزی سے بھگا کر لے جاتا۔

"گھبراؤ مت۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں۔ مجھے ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کو پکڑ رہا ہوں۔ چلو سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر" فیاض نے یک لخت سینہ پھلاتے اور اکڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے

شاید خیال آگیا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور اُسے کوئی بدمعاش یا مجرم سمجھ کر دہشت زدہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ اُسے اس کا عہدہ سن کر دہشت زدہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے اس نے پورے رعب سے نہ صرف اپنا عہدہ بتایا بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ وہ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کو پکڑ رہا ہے۔ لفظ بین الاقوامی پر اس نے خاص طور پر زور دیا تھا۔

"ج۔۔۔ ج۔۔۔ جی۔۔۔ اچھا"۔۔۔ ڈرائیور واقعی بوکھلا گیا۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ لیکن اب بھی وہ کن انکھیوں سے فیاض کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس جیسے حلیے کا آدمی اتنا بڑا سرکاری عہدیدار بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اگر اس کا ذہن اس بات کو نہ بھی مانتا تب بھی مشین گن کی موجودگی ہی اس کو تابعدار بنانے کے لئے کافی تھی۔ فیاض البتہ اب اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی تمام خطرہ خود بخود دور ہو گیا ہو۔

ٹیکسی تھوڑی دیر بعد سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کے بڑے سے گیٹ پر پہنچ گئی اور فیاض دروازہ کھول کر نیچے اترا۔

"بھاگ جاؤ۔ میں کرایہ نہیں دیا کرتا"۔۔۔ فیاض نے نیچے اتر کر بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔ اور پھر ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اکڑتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

گیٹ پر موجود مسلح چوکیدار فیاض کو اس حالت اور حلیے میں دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

"سس۔۔۔ سس۔۔۔ سر آپ"۔۔۔ چوکیدار نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس نے ضابطے کے مطابق اُسے سیلوٹ

کیا تھا۔

"کیا اندھے ہو گئے ہو۔ جو مجھے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہو۔ نانسنس۔ سیلوٹ"۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور سیلوٹ کا حکم اس نے اس قدر چیخ کر دیا کہ سائیڈ کیبن سے بھی دو آدمی باہر نکل آئے۔

"یس۔۔۔ سر۔۔۔ سر"۔۔۔ مسلح چوکیدار نے بوکھلا کر سیلوٹ مارا۔

"سر آپ۔ آپ کی تو تلاش ہو رہی ہے۔ سنا ہے کہ آپ کی گرفتاری کے احکامات جاری ہونے والے ہیں"۔۔۔ کیبن میں سے نکلنے والے سارجنٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میری گرفتاری کے احکامات۔ نانسنس کیا پاگل ہو گئے ہو۔ کس کی جرأت ہے کہ میری گرفتاری کے احکامات دے سکے"۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر وزارت داخلہ سے ابھی دو بڑے افسر آئے تھے۔ وہ بتا رہے تھے۔ ان کے پاس آپ کے دفتر کی تلاشی کے احکامات بھی تھے۔ انہوں نے آپ کے دفتر کی تلاشی لی اور پھر آپ کا کانفیڈنشل باکس اپنے ساتھ لے گئے ہیں"۔۔۔ سارجنٹ نے جواب دیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے کوئی چھوٹا موٹا بم نہیں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کانفیڈنشل باکس۔ وہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ کیا وزارت داخلہ سے غیر ملکیوں نے آنا تھا۔ او۔ نانسنس"

فیاض نے اسے بُری طرح چیختے ہوئے کہا کہ اس کے ہونٹوں کے کناروں سے جھاگ کے بلبلے نکلنے لگے۔

"س س سر۔ غیر ملکی نہیں وہ تو مقامی تھے ان کے پاس احکامات تھے باس۔ اور سر پہلے وزارت داخلہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب کا فون آیا تھا کہ دو بڑے افسر آ رہے ہیں وہ آپ کے دفتر کی تلاشی لیں گے اور جو کچھ وہ وہاں سے لے جانا چاہیں انہیں نہ روکا جائے سر" ___ سارجنٹ نے بُری طرح گھبرائے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ اب میری گرفتاری تو ایک طرف موت یقینی ہے۔ اوہ میرا تو خیال تھا کہ وہ لوگ یہاں داخل ہی نہ ہو سکیں گے۔ اب کیا ہو گا" ___ فیاض نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اور جسم مستقبل کے خوف سے بُری طرح کانپنے لگ گیا تھا۔

"س س سر۔ آپ کو......." ___ سارجنٹ نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی تیزی سے بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر کہا۔

"اب کوئی صورت نہیں۔ کوئی بھی صورت نہیں۔ اب صرف وہ شیطان اگر چاہے تو میری مدد کر سکتا ہے۔ اوہ کاش میں پہلے ہی اس چکر میں پھنسنے کی بجائے اس شیطان کو اطلاع دے دیتا" ___ فیاض نے سارجنٹ کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں ہاں۔ بالکل بالکل۔ وہ مس کاسٹر تو ہو گی اُسے پکڑ کر اس کے

ساتھیوں سے فائل اگلوائی جا سکتی ہے۔ ہاں ہاں۔ ابھی ایک چانس ہے۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا" ___ دفتر میں داخل ہوتے ہی فیاض کو اچانک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اور تیزی سے واپس مڑا ہی تھا کہ اُسے خیال آ گیا کہ ہوٹل ذی شان میں انٹیلی جنس کا ایک سب انسپکٹر مستقل طور پر سپروائزر کے روپ میں تعینات ہے۔ اُسے پہلے کہہ کر اس مس کاسٹر کو روک لیا جائے۔ کہیں وہ نکل نہ جائے۔ یہ خیال آتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے میز پر موجود ٹیلی فون کی طرف جھپٹا۔ اس نے جلدی سے ریسیور اٹھایا اور پھر اس قدر پھرتی سے اس نے ہوٹل ذی شان کے نمبر ڈائل کیے کہ اگر تیز رفتاری سے نمبر ڈائل کرنے کا کوئی عالمی مقابلہ منعقد ہوتا تو فیاض کے اول آنے کا یقینی چانس بن جاتا۔

"ہوٹل ذیشان" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"سپروائزر۔ احسان سے بات کراؤ" ___ فیاض نے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں۔ سپروائزر احسان تو دو روز سے چھٹی پر ہیں" ___ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ اور دوسری طرف سے بولنے والے کا فقرہ سن کر فیاض کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ احسان کو تو اس نے خود حکم دے کر چھٹی پر بھیجا تھا۔ تاکہ مس کاسٹر سے اس کی ملاقاتوں کی تفصیل کہیں سر رحمان تک نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ سر رحمان پہلے بھی اس قسم کی باتوں پر اُسے

انتہائی سختی سے جھاڑ پلا چکے تھے۔

"مس کاسٹر سے بات کراؤ۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں" ـــــ فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ مس کاسٹر کو تو قتل کر دیا گیا ہے۔ ابھی دو گھنٹے پہلے ان کے کمرے میں ہی انہیں گولی مار دی گئی ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اُسے یک لخت نظر آنا بند ہو گیا ہو۔ وہ اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے جادو کی چھڑی سے اُسے انسان سے مجسمہ بنا دیا گیا ہو۔ قاتل کی واپسی کا جو واحد ذریعہ اس کے ذہن میں آیا تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے بے اختیار جھرجھری لی۔ اور دوسری طرف سے ہیلو ہیلو کی آوازیں سننے کے باوجود اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور پھر اُسی طرح چلتا ہوا وہ میز کے پیچھے موجود اپنی ریوالونگ کرسی پر جا بیٹھا۔ جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار چکا ہو۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔

"اب اب سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ورنہ فائرنگ اسکواڈ۔ ذلت۔ رسوائی۔ اوہ کاش میں اس بین الاقوامی مجرم تنظیم کو پکڑنے کے چکر میں نہ پڑتا۔ آہ سلمیٰ الوداع۔ مجھے معاف کر دینا سلمیٰ۔ عامر۔ نعیم۔ میرے بچو مجھے معاف کر دینا" ـــــ فیاض نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر جس طرح خود بخود اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اس نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک ریوالور نکال لیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی

تھیں اور چہرہ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔

"الوداع اے دنیا الوداع" ـــــ فیاض کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور والا ہاتھ اٹھایا اور اُسے کنپٹی سے لگا دیا۔ ٹریگر پر اس کی انگلی تھرتھرا رہی تھی۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نہیں" ـــــ فیاض کے منہ سے خود بخود نکلا اور اس کے ساتھ ہی ٹریگر پر اس کی تھرتھراتی ہوئی انگلی مضبوطی سے جم گئی۔ دوسرے لمحے کمرہ ایک دھماکے سے گونج اٹھا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی مین روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا۔ جب کہ ساتھ والی سیٹ پر بھی اُسی طرح ایک اور مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ پچھلی سیٹ پر مس پارکر موجود تھی۔ جس کی گود میں ایک باکس رکھا ہوا تھا۔ جو اپنی بناوٹ کے لحاظ سے کسی سرکاری دفتر کا کانفیڈنشل باکس لگتا تھا۔

"میڈم۔ یہ لوگ تو بالکل ہی احمق ہیں۔ انہوں نے صرف فون کی وجہ سے فوراً ہی ہماری بات پر یقین کر لیا۔ کہ ہم وزارت داخلہ کے افسر ہیں۔ حالانکہ انہیں چاہیئے تھا کہ وہ وزارت داخلہ خود فون کر کے تصدیق کرتے"۔۔۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے مقامی نوجوان نے مڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی غیر ملکی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ غیر ملکی تھا۔

"مجھے یقین تھا راکسن کہ تمہارے فون کے بعد انہیں کوئی شبہ نہ رہے گا۔ کیونکہ بہرحال یہ پاکیشیائی ہمارے مقابلے میں انتہائی پس ماندہ ذہن رکھتے ہیں"۔۔۔ میڈم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھا راکسن بھی ہنس دیا۔

"میڈم۔ اگر راکسن کو مقامی زبان نہ آتی تو شاید اتنی جلدی کام نہ بن سکتا"۔۔۔ ڈرائیور نے کہا اور میڈم نے سر ہلا دیا۔

"ہاں یہ بھی ہماری کامیابی کا ایک نمایاں عنصر تھا۔ بہرحال اب دیکھو۔ اس باکس میں سے اصل فائل ملتی بھی ہے یا نہیں"۔۔۔ میڈم نے جواب دیا۔

کار اب ایک کالونی میں داخل ہو رہی تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر مڑ کر رک گئی۔

"ارے یہ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کیوں کھلی ہوئی ہے"۔۔۔ راکسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ میڈم بھی چونک کر دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"جلدی سے پہلے پھاٹک کھولو"۔۔۔ میڈم نے تیز لہجے میں نیچے اترتے ہوئے راکسن سے کہا اور راکسن تیزی سے سر ہلاتا ہوا چھوٹی کھڑکی میں سے دوسری طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور کار کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی۔

"یہیں پھاٹک کے قریب روک دو مائیکل"۔۔۔ میڈم نے تیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے کار ذرا آگے بڑھا کر روک دی۔ میڈم

بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتری ۔ مائیکل بھی نیچے اتر آیا ، جب کہ راکسن بھی پھاٹک بند کر کے آ گیا تھا ۔

" دونوں اکٹھے غائب ہیں ۔ مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے ۔ جلدی چیک کرو "۔۔۔۔ میڈم نے تیز لہجے میں مائیکل اور راکسن سے کہا اور وہ دونوں جیبوں سے ریوالور نکال کر دوڑتے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھ گئے ۔ جہاں ایک میز کے گرد دو خالی کرسیاں موجود تھیں ۔ میڈم کے ایک ہاتھ میں وہی باکس تھا ۔ جب کہ اب اس کے دوسرے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا تھا ۔ اور وہ بے حد چوکنا دکھائی دے رہی تھی ۔ لیکن وہ آگے جانے کی بجائے وہیں کار کے قریب ہی کھڑی رہی تھی ، راکسن اور مائیکل دونوں برآمدے سے ہو کر اب راہداری میں غائب ہو چکے تھے ۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے واپس برآمدے میں نمودار ہوئے ۔ ان کے چہرے متوحش تھے ۔

" میڈم ۔ فیاض غائب ہے جب کہ راجر اور ٹونی دونوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں تہہ خانے میں پڑی ہیں "۔۔۔۔ راکسن نے دوڑ کر قریب آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ وہ نکل کس طرح گیا ۔ وہ تو بندھا ہوا بھی تھا اور زخمی بھی ۔ بہرحال جلدی کرو ۔ ہمیں اب فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیئے ورنہ وہ فیاض لازماً آدمی لے کر یہاں چھاپہ مارے گا "۔۔۔۔ میڈم نے دوبارہ کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا ۔

" میڈم دونوں کی لاشیں ابھی تک گرم ہیں ۔ اس کا مطلب ہے کہ فیاض کچھ دیر پہلے ہی یہاں سے نکلا ہے ۔ اسے آدمی لے آنے میں

کچھ وقت یقیناً لگے گا ۔ آپ ایسا کریں یہ باکس یہیں کھول لیں تاکہ ہم باکس ساتھ ساتھ نہ اٹھائے پھریں "۔۔۔۔ راکسن نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم دونوں یہیں ٹھہرو اور چوکنے رہنا ۔ میں اندر کمرے میں جا کر اس کے تالے پر فائر کر کے اسے کھولتی ہوں "۔۔۔۔ میڈم نے سر ہلاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور پھر باکس اٹھائے وہ عمارت کی طرف دوڑ پڑی ۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے باکس کو دیوار کے ساتھ رکھا اور پھر اس کے تالے پر فائر کر دیا ۔ ایک دھماکے کے ساتھ ہی کانفیڈنشل باکس کا نہ صرف تالا ٹوٹ گیا بلکہ گولی باکس کے اندر داخل ہو کر دوسری طرف سے سوراخ کرتی ہوئی دیوار سے ٹکرا گئی ۔ میڈم نے آگے بڑھ کر جھٹکے سے باکس کا ڈھکن اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی ۔ کیونکہ باکس کے اندر عام کور کی ایک فائل موجود تھی ۔ جس پر ایر د فائل اور ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے میڈم نے جلدی سے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر دیکھنے لگی ۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے مسرت بھری قلقاری سی نکلی اور وہ فائل ہاتھ میں پکڑے تیزی سے واپس مڑی اور دوڑتی ہوئی عمارت سے نکل کر کار کی طرف بڑھنے لگی ۔

" چلو اب ہیڈ کوارٹر ۔ کام ہو گیا ہے ۔ فیاض نے سچ بولا تھا ۔ یہ اصل فائل ہے "۔۔۔۔ میڈم نے قریب آ کر بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔ اور کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی ۔ راکسن ایک بار پھر پھاٹک کھولنے کے لئے پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا ۔ جب کہ مائیکل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد کار ایک بار پھر کوٹھی سے

نکلی اور دائیں طرف کو مڑ کر رک گئی۔ جب راکسن فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تو مائیکل نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک بار پھر شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔ اور چند لمحوں بعد ایک کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ مائیکل نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا چھوٹا سا سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک غیر ملکی باہر نکلا۔

"ڈک پھاٹک کھولو" ____ میڈم نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر تیز لہجے میں کہا۔

"یس میڈم" ____ پھاٹک سے نکلنے والے نے چونک کر کہا اور مڑ کر سائیڈ پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور مائیکل کار اندر لے گیا۔ یہ ایک خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ جس کے برآمدے میں چار مسلح غیر ملکی کھڑے تھے۔ کار جیسے ہی پورچ میں رکی میڈم کار سے نکلی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئی۔ اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ____ سوانا ایمبیسی" ____ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"تھرڈ سیکرٹری مسٹر پال سے بات کرائیں۔ میں مس کرسٹا بول رہی ہوں" ____ میڈم نے آواز بدل کر کہا۔

"یس ____ ہولڈ آن کریں" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"پال اٹنڈنگ" ____ بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"مسٹر پال۔ میڈم بول رہی ہوں۔ اصل مال مل گیا ہے۔ آپ فوراً آ جائیں" ____ میڈم نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ میں آ رہا ہوں" ____ دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور میڈم نے رسیور رکھ دیا۔

"میڈم۔ کیا آپ اس فائل کی بھی تصدیق کرائیں گی" ____ ساتھ کھڑے ہوئے راکسن نے اس کے رسیور رکھتے ہی پوچھا۔ مائیکل راکسن کے ساتھ نہ آیا تھا۔

"ہاں۔ بہر حال چیکنگ تو ضروری ہے۔ پال چیکنگ کرا لے گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ فائل اصلی ہے" ____ میڈم نے جواب دیا۔

"ذرا مجھے دکھایئے میڈم۔ میں بھی دیکھوں کہ کیسی فائل ہے" ____ راکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں دیکھ لو" ____ میڈم نے کہا۔ اور فائل راکسن کی طرف بڑھا دی۔ راکسن نے فائل لے کر اسے کھولا اور سرسری انداز میں دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ میں مسٹر پال کی آمد کی اطلاع دے دوں۔ تاکہ اسے فوراً اندر لے آیا جا سکے" ____ میڈم نے کہا۔ اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس کے باہر جاتے ہی راکسن نے بجلی کی سی تیزی سے فائل کو موڑ کر اپنے کوٹ کی جیب میں رکھا اور کمرے کی ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور راکسن دیوار میں بننے والے اس خلا سے دوسری طرف چلا گیا۔ دوسرے لمحے

دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔

چند لمحوں بعد میڈم واپس کمرے میں داخل ہوئی تو بُری طرح چونک پڑی۔

" ارے یہ راکسن کہاں چلا گیا" ـــ میڈم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئی۔

" راکسن کہاں ہے۔ میں تو اُسے فون والے کمرے میں چھوڑ کر یہاں آئی تھی۔ فائل بھی اس کے پاس ہے" ـــ میڈم نے برآمدے میں پہنچ کر وہاں موجود مائیکل اور دوسرے غیر ملکیوں سے کہا۔

" راکسن ـــ وہ تو آپ کے ساتھ ہی گیا تھا واپس تو نہیں آیا" ـــ مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ ـــ کہاں گیا۔ تلاش کرو اُسے۔ نیچے تہہ خانے میں دیکھو۔ شاید وہ تہہ خانے میں فائل محفوظ کرنے نہ چلا گیا ہو۔ وہ اس معاملے میں بے حد محتاط آدمی ہے" ـــ میڈم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور مائیکل سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

" میڈم۔ راکسن تو کہیں بھی نہیں ہے۔ نہ صرف تہہ خانہ بلکہ میں باقی سارے کمرے بھی دیکھ آیا ہوں" ـــ تھوڑی دیر بعد جب مائیکل نے واپس آکر جواب دیا تو میڈم کی آنکھیں بے اختیار پھیلنے لگ گئیں۔

" کک ـــ کک ـــ کیا مطلب۔ راکسن نہیں ہے۔ کہاں گیا۔ کہاں جا سکتا ہے" ـــ میڈم نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور خود راہداری کی طرف دوڑ پڑی۔ لیکن ظاہر ہے راکسن عمارت میں موجود ہوتا تو نظر آتا۔

" میڈم۔ یہ کوٹھی بھی راکسن نے ہی حاصل کی تھی" ـــ ایک غیر ملکی نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے راکسن غدار ہے۔ نہیں وہ تو میرا خاص آدمی ہے" میڈم نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" میڈم۔ راکسن واقعی غدار ہے۔ وہ فائل لے کر کسی خفیہ راستے سے نکل گیا ہے۔ ورنہ اس طرح وہ کہاں غائب ہو جاتا۔ اب تو کوٹھی میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہ گئی جسے چیک نہ کیا جا چکا ہو" ـــ مائیکل نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گی۔ اُسے تلاش کرو۔ اگر وہ کسی خفیہ راستے سے گیا ہے۔ تب بھی وہ زیادہ دور نہ گیا ہوگا۔ جلدی کرو۔ اُسے تلاش کرو" ـــ میڈم نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے سارے ساتھی تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑ پڑے جب کہ میڈم بے اختیار برآمدے میں موجود ایک کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گئی جیسے اس کے جسم سے اچانک جان نکل گئی ہو۔

ٹائیگر نے کار گولڈن ایٹ نائٹ کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اصل عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔ لیکن مین گیٹ میں داخل ہونے کی بجائے وہ سائیڈ کے برآمدے میں چلتا ہوا عمارت کے آخری حصے میں موجود اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک چھوٹی سی راہداری میں ہوا۔ اس راہداری کے آخری حصے میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کے باہر ایک نوجوان دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھی اور وہ بڑے لاپرواہ سے انداز میں سگریٹ پی رہا تھا۔ لیکن اس کی نظریں دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہیلو جوزف۔ کیسے ہو" ——— ٹائیگر نے قریب پہنچ کر قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فائن۔ لیکن باس مصروف ہے" ——— جوزف نے سیدھے

ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے۔ اُسے کہہ دو کہ ٹائیگر آیا ہوا ہے" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری ٹائیگر۔ اس وقت باس تمہیں نہ مل سکے گا۔ اس وقت تو اگر ملک کا صدر بھی آجائے تو وہ بھی نہیں مل سکتا۔ ویسے جب اس کی مصروفیت ختم ہوئی تو میں تمہاری آمد کی اطلاع اُسے دے دوں گا" ——— جوزف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو جوزف۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے" ——— ٹائیگر نے اُسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔ اور واپس مڑنے لگا۔ جوزف جو ٹائیگر کو سخت جواب دیتے ہوئے بے حد چوکنا اور محتاط ہو گیا تھا۔ ٹائیگر کے اس ردِ عمل پر ایک بار پھر نارمل ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح ٹائیگر گھومتا ہوا ایک لخت اس کی طرف بڑھا اور پھر جوزف کا جسم اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتا ہوا ریلنگ سے گزر کر اڑتا ہوا نیچے پختہ فرش کی طرف اس طرح گرنے لگا جیسے کوئی بھاری چٹان پہاڑ کی چوٹی سے لڑھک کر نیچے گہرائی میں گرتی ہے۔ جوزف کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی اُسی کے ساتھ گہرائی میں ڈوبتی گئی اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے سے وہ پشت کے بل پختہ فرش پر گرا۔ اور بُری طرح تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے اُسے نیچے پھینکنے کے بعد مڑ کر بھی اُس کی طرف نہ دیکھا بلکہ آگے بڑھ کر اُس نے پوری قوت سے بند دروازے پر لات ماری۔ اور دروازہ جیسے ہی دھماکے سے کھلا ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا۔ دفتر کے انداز میں سجے ہوئے

اس کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے گولڈن ایئر نائٹ کلب کا مالک اور زیر زمین دنیا کا اہم آدمی ٹام بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی کرسی پر ایک غیر ملکی موجود تھا۔ اس طرح ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگے۔ خاص طور پر ٹام کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی موجود تھا۔

"یہ کیا تماشہ ہے ٹائیگر۔ کیا تمہیں جوزف نے نہیں بتایا کہ میں مصروف ہوں" ——— ٹام نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"بتایا تھا لیکن اس کے نتیجے میں اس کی بیچارے کی کتنی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی اور تم بھی اطمینان سے بیٹھ جاؤ ٹام۔ ٹائیگر کا راستہ کوئی مصروفیت نہیں روک سکتی۔ سمجھے" ——— ٹائیگر نے بڑے مطمئن انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ میز کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے غیر ملکی کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے وہ بڑے غور سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو ٹائیگر۔ یہ میرے مہمان ہیں۔ اور میں ایک ضروری گفتگو میں مصروف ہوں۔ اس لئے پلیز" ——— ٹام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بیچارے کس طرح اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہے۔

"مسٹر مہمان۔ آپ ذرا ادھر باتھ روم میں چلے جائیں میں نے ٹام سے کچھ باتیں کرنی ہیں" ——— ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی سے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

کہا ——— کیا تم اب میرے مہمان کی بے عزتی کرو گے۔ تمہاری یہ ات حقیر کیڑے۔ میں تمہیں اس لئے طرح دے جاتا ہوں۔ کہ تم ڈ کلاس بدمعاش ہو اور تم سر پر چڑھنے لگے ہو" ——— یک لخت ٹام ی شدت سے چیختا ہوا میز کی سائیڈ سے نکل کر ٹائیگر کی طرف بڑھتے نے لگا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ آنکھوں میں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"فرسٹ کلاس بدمعاش صاحب۔ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو۔ یہاں صرف تم سے چند باتیں پوچھنے آیا ہوں۔ سمجھے" ——— ٹائیگر نے ت بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ٹام کا پشت پر موجود ہاتھ تیزی سے سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں الور تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ اونچا کر کے ٹریگر دباتا ٹائیگر لانت اس طرح فضا میں اچھلا جیسے اچانک اس کے پیروں تلے ی سپرنگ آ گیا ہو۔ اور نتیجہ یہ کہ ٹام کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر ت سے ٹکرا کر ٹائیگر کے ہاتھوں میں آ گیا۔ یہ اس قدر تیز رفتاری ہوا کہ ٹام اور اس کا غیر ملکی دوست دونوں صرف پلکیں جھپکاتے رہ گئے۔

تت ——— تم" ——— ٹام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر ٹائیگر پر حملہ کر دیا لیکن دوسرے ایک زوردار قہقہے کی آواز سے گونج اٹھا۔ قہقہے کی آواز میں ٹام کی آواز بھی شامل تھی۔ اور ٹام ٹھیک کھا کر میز پر اس طرح گرا کہ اس م خود بخود قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے میز کے پیچھے موجود کرسی

پر جا گرا۔

"اب آرام سے بیٹھے رہو۔ اور مجھے بتاؤ کہ سنٹرل انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ فیاض اس روز ایک غیر ملکی لڑکی کے ساتھ سپیشل میں گیا تھا۔ وہ لڑکی کون تھی"—— ٹائیگر نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اگر اسے لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو سائیڈ پر موجود غیر ملکی کے ریوالور سے نکلی گولی یقیناً اس کی گردن میں پیوست ہو جاتی۔ اس نے اچانک پر فائر کر دیا تھا۔ مگر ٹائیگر نے پیچھے ہٹتے ہوئے ہاتھ میں موجود ریوالور سے فائر کر دیا اور وہ غیر ملکی یک لخت چیختا ہوا کرسی سمیت فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ۔ کون تھی وہ لڑکی"—— ٹائیگر ایک بار پھر مطمئن سے انداز میں ٹام سے مخاطب ہو گیا۔ اس نے مڑ کر پر پڑے تڑپتے ہوئے غیر ملکی کی طرف نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ اسے تھا کہ دل میں پیوست ہو جانے والی گولی اسے زیادہ دیر تڑپنے کی مہلت نہ دے گی۔

"تت —— تت —— تم نے راکسن کو مار ڈالا۔ اوہ۔ ویری" ٹام نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور کرسی سے بھی لگا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کا نام راکسن تھا تم میری بات کا جواب دو"—— ٹائیگر نے ریوالور کا رخ ٹام کرتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ نہ جانے کتنی عورتیں سپیشل روم میں جاتی رہتی ہیں"—— ٹام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ٹام۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ شرافت سے میرے سوال کا صحیح جواب دے دو۔ ورنہ خواہ مخواہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ابھی میں صرف تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ کیونکہ آج سے پہلے تم نے کبھی میرے راستے میں رکاوٹ نہیں ڈالی۔ ورنہ ٹائیگر اتنی دیر کبھی نہیں لگایا کرتا۔ مجھے معلوم ہے کہ سپیشل روم میں کوئی عورت تو ایک طرف مرد بھی تمہاری خصوصی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتا۔ اور پھر عورت بھی غیر ملکی ہو اور اس کے ساتھ سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو اور تمہیں علم نہ ہو۔ اب بولو"—— ٹائیگر کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ کرخت ہو گیا۔

"میں نے آج تک تمہارے متعلق بہت کہانیاں سنی تھیں لیکن مجھے یقین نہ آتا تھا کہ تم جیسا ہنس مکھ آدمی اس ٹائپ کا ہو سکتا ہے۔ لیکن آج تم نے جس انداز سے راکسن کو گولی ماری ہے۔ اس سے مجھے تمہارے متعلق تمام کہانیوں پر یقین آ گیا ہے۔ سنو راکسن کا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ یہ میرا بہت پرانا واقف ہے۔ وہ عورت اس کی ساتھی تھی۔ اس راکسن نے ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اس غیر ملکی عورت کی ملاقات ارینج کی تھی۔ بس اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے"—— ٹام نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس عورت کا نام کیا تھا اور وہ اس وقت کہاں ہے"—— ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ اسے میڈم کرسٹا کے نام سے پکارتا تھا۔ اس ملاقات کے
بعد یہ دونوں چلے گئے اور ابھی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے یہ
پاس آیا تھا۔ اور مجھے کہہ رہا تھا کہ اگر میں اس کے ملک سے با
خفیہ طور پر جانے کا بندوبست کر دوں تو وہ مجھے اس کے معاوضے
میں بھاری رقم دے گا۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ میں یہ دھندہ کر
رہتا ہوں۔ ابھی میں اس سے معاوضے کی بات چیت کر ہی رہا تھا کہ
آ گئے"۔۔۔ ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے محسوس
کیا کہ ٹام جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم
کہ ٹام اس قسم کے دھندے میں خاصا معروف ہے۔

"یہ اکیلا جانا چاہتا تھا یا اس میڈم کرسٹا کے ساتھ جانا چاہتا
تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہ اکیلا جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس سے اس کرسٹا کے بارے
میں پوچھا تھا۔ کیونکہ پہلے یہ دونوں اکٹھے ہی میرے پاس آئے تھے
اس نے بتایا کہ کرسٹا تو پہلے ہی واپس جا چکی ہے۔ وہ چونکہ صحیح
کاغذات پر آئی تھی۔ اس لئے وہ صحیح طریقے سے واپس چلی گئی
اب وہ اکیلا جانا چاہتا تھا۔ اس کے مطابق اس کے پاس کاغذات
نہیں ہیں اور وہ یہاں موجود کسی پارٹی سے چھپ کر جانا چاہتا ہے"
ٹام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اور راکسن کی مکمل تلاشی لو۔ جو کچھ
کی جیبوں سے ملے وہ یہاں میز پر رکھ دو۔ جلدی کرو"۔۔۔ ٹائیگر نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور ٹام خاموشی سے اٹھا اور

فرش پر پڑی ہوئی راکسن کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس
نے راکسن کی مکمل تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے نکلنے والا سامان میز پر
رکھ دیا۔ اس سامان میں ایک بٹوہ چابیوں کا ایک رنگ اور بڑے
نوٹوں کی تین گڈیاں شامل تھیں۔ ایک باریک دھار کا خنجر بھی تھا۔ جس
کی ایک سائیڈ پر خون کے دھبے بھی موجود تھے۔

"چلو تمہارا کام تو ہو گیا ٹام۔ وہ تو شاید یہ تینوں گڈیاں تمہیں نہ دیتا۔
لیکن اب یہ تینوں تمہاری ملکیت ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور میز پر رکھا ہوا خنجر اور بٹوہ البتہ اس نے ایک ہاتھ
سے اٹھایا اور انہیں اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"اوہ۔ تو تم یہ تینوں گڈیاں مجھے دے دو گے"۔۔۔ ٹام نے
ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"مجھے نوٹوں سے کبھی دلچسپی نہیں رہی ٹام۔ کیونکہ دولت جب
بھی میری ضرورت بنتی ہے۔ میرے پاس خود بخود چل کر آ جاتی ہے۔
تم اب صرف مجھے یہ بتا دو کہ تم نے راکسن اور میڈم کرسٹا کو
رہائش کے لئے کون سی کوٹھی دی تھی"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا تو ٹام ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ جواب دو۔ یہ کی رنگ بتا رہا ہے کہ تم
نے اسے کوٹھی دی ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے میز پر پڑے ہوئے کی رنگ کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹام نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ تیز ہو۔ سنو۔ آج تک میں نے تمہیں دل سے دوست نہیں سمجھا تھا لیکن آج سے میں تمہیں دل سے دوست سمجھنے کا اعلان کرتا ہوں" ــــــ ٹام نے کہا۔

"او۔کے۔ سمجھتے رہو۔ مجھے تمہاری دوستی یا دشمنی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ پتہ بتاؤ اور یہ سن لو کہ اگر غلط پتہ بتایا تو پھر اس کا نتیجہ تم خود ہی سمجھ سکتے ہو" ــــــ ٹائیگر نے اسی طرح بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ راول کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بلاک بی" ــــــ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تعاون کا شکریہ" ــــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا کمرے کے کھلے دروازے سے باہر نکلا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر دروازے کی سائیڈ پر ریلنگ کے قریب ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ہاتھوں سے ریلنگ کو پکڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم قلابازی کھاتا ہوا ریلنگ کے اوپر سے گھوم کر دوسری طرف کو فضا میں لٹک گیا۔ دونوں ہاتھ ابھی تک گول ریلنگ پر جمے ہوئے تھے صرف ان کی سائیڈ بدل گئی تھی۔ ریلنگ کے اختتام پر سائیڈ پر نیچے ایک کھڑکی کا شیڈ تھا اور ٹائیگر نے جسم کو جھولا دیا اور پھر ایک جھٹکے میں اس کے پیر کھڑکی کے شیڈ پر جم گئے۔ ریلنگ اس نے چھوڑ دی تھی۔ اور اب وہ شیڈ پر کھڑا تھا۔ اسی لمحے اسے راہداری میں ٹام دوڑتا ہوا نظر آیا۔ وہ سیدھا سیڑھیوں کی طرف دوڑا چلا جا رہا تھا ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے نیچے چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا وہ اس طرف کو

بڑھ گیا۔ جدھر اس کی کار موجود تھی وہ ٹام کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ وہ صرف سیڑھیوں تک جا کر واپس پلٹ جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بہت لئے دیئے رکھتا تھا اس لئے وہ نیچے اتر کر اس کے پیچھے نہ دوڑے گا۔ ہاں اگر وہ اسے راہداری میں مل جاتا تو پھر وہ لازماً اس پر عقب سے وار کر دیتا۔ اسی لئے اس نے براہِ راست سیڑھیوں کی طرف جانے کے اس طرف سے نیچے اترنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اب وہ یہاں مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے فوری طور پر اس کوٹھی کو چیک کرنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر راول کالونی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد راول کالونی کی حدود میں داخل ہو گئی۔ ٹائیگر نے انتہائی رفتار سے کار دوڑائی تھی۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ٹام فون کر کے وہاں موجود افراد کو چوکنا نہ کر دے۔ گو اسے یہ علم نہ تھا کہ اس کوٹھی میں کون لوگ ہوں گے لیکن اس کے باوجود وہ اسے بہرحال چیک ضرور کرنا چاہتا تھا۔ بلاک بی کے پہلے چوک پر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ لیکن کوٹھی نمبر بارہ کے سامنے پولیس کی جیپ دیکھ کر وہ یک لخت رک گیا۔ وہاں نہ صرف پولیس کی جیپ موجود تھی بلکہ کچھ تماشائی بھی اکٹھے تھے۔

"کیا ہوا ہے یہاں" ــــــ ٹائیگر نے کوٹھی کے گیٹ کے مقابل سڑک کے دوسرے کنارے پر کھڑے ایک بوڑھے آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اندر سے دو غیر ملکیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا" ۔۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر اتنی جلدی پولیس کیسے پہنچ گئی۔ یہاں تو پولیس اطلاع کے باوجود گھنٹوں تک نہیں آتی" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تو یہ قتل نہیں ہوئے۔ یہ تو پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اور کوٹھی خالی پڑی تھی اس لئے پیٹرولنگ پولیس کو شک پڑا۔ اس نے تلاشی لی تو یہ دونوں لاشیں سامنے آگئیں" ۔۔۔۔ اس آدمی نے ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آخر یہ کون لوگ تھے۔ آپ یہیں رہتے ہیں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ پیچھے میری کوٹھی ہے۔ میں ریٹائرڈ آدمی ہوں اس لئے میں تو ہر وقت یہیں رہتا ہوں۔ یہاں ایک غیر ملکی عورت غیر ملکیوں کے ساتھ کئی بار نظر آئی۔ پھر ایک مقامی آدمی کو میں نے پھاٹک کی کھڑکی سے نکل کر دوڑ کر جاتے دیکھا۔ اس کی حالت بے حد خراب تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ سائیڈ گلی میں چلا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد وہ غیر ملکی عورت کار پر آئی۔ وہ کچھ دیر اندر رہے اس کے بعد وہ بھی چلے گئے۔ اور انہوں نے ہی پھاٹک کھولا تھا۔ اور پھر بند نہ کیا تھا" ۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"غیر ملکی عورت۔ وہی جو انتہائی بدصورت ہے اور سبز رنگ کی کار میں پھرتی رہتی ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ سیاہ رنگ کی کار تھی۔ شیورلیٹ۔ بالکل نیا

ماڈل تھا۔ نمبر بھی بتا رہا تھا کہ بالکل نئی ہے اور وہ غیر ملکی عورت تو بے حد خوب صورت ہے" ۔۔۔۔ بوڑھے آدمی نے کہا اور ساتھ ہی غیر ملکی عورت کا حلیہ بھی بتا دیا۔

ٹائیگر جانتا تھا کہ ریٹائرڈ آدمیوں کی کیا نفسیات ہوتی ہیں۔ مصروفیت کی وجہ سے ان سے کسی کو تفصیلی گفتگو کا وقت نہیں ملتا اس لئے ایسے لوگ باتیں کرنے کے لئے ہر وقت ترستے رہتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ٹائیگر سے بڑے مسرت بھرے انداز میں باتیں کئے جا رہا تھا اور ٹائیگر اس بوڑھے کے منہ سے غیر ملکی عورت کا حلیہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ حلیہ اسی عورت کا تھا جو فیاض کے ساتھ تھی۔

"ارے کمال ہے۔ آپ کو پھر حکومت نے کیوں ریٹائرڈ کر دیا۔ آپ کا ذہن تو نوجوانوں سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ آپ کو تو ایک نظر دیکھنے کے باوجود فوراً یہ نمبر یاد رہ گیا ہو گا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جناب آپ نے میرے دل کی بات کر دی۔ میں نے تو اخبارات میں بھی کالم لکھے ہیں کہ ہمارے ذہن ان نوجوانوں سے زیادہ طاقتور ہیں لیکن پھر بھی ہمیں ریٹائر کر دیا جاتا ہے۔ بالکل جناب اس کار کا نمبر میرے حافظے میں بالکل اس طرح محفوظ ہے جیسے اب بھی وہ کار میرے سامنے موجود ہو اور میں اس کی نمبر پلیٹ دیکھ رہا ہوں" ۔۔۔۔ اس آدمی نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے انتہائی فخریہ لہجے میں کار کا نمبر بھی بتا دیا۔

"بالکل جناب۔ آپ ضرور کالم لکھئے۔ یقیناً ایک وقت آئے گا۔ کہ سب نوجوانوں کو نوکریوں سے فارغ کر کے ریٹائرڈ کو دوبارہ رکھ

لیا جائے گا۔ ارے اوہ۔ مجھے تو ایک ضروری کام تھا۔ میں تو بالکل ہی بھول گیا۔ جناب خدا حافظ" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ نوجوان بنے پھرتے ہیں۔ حافظے کا یہ حال ہے" ــــ بوڑھے کی بڑبڑاتی ہوئی آواز ٹائیگر کے کانوں سے ٹکرائی اور ٹائیگر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ آگے جا کر وہ ایک سائیڈ گلی سے عقبی طرف کی سڑک پر آیا اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ واپس چوک پر موجود اپنی کار کی طرف پہنچ گیا۔ بہرحال وہ کار کے نمبر معلوم ہو جانے سے ایک اہم کلیو حاصل کر چکا تھا۔ اور اب وہ رجسٹریشن آفس سے اس کے مالک کا پتہ چلانا چاہتا تھا۔ تاکہ اسی کار کو تلاش کر سکے۔ ایک بار اُسے کار کا پتہ چل جاتا تو وہ اس غیر ملکی عورت کا آسانی سے پتہ چلا سکتا تھا۔ کیونکہ اس بوڑھے نے جو حلیہ بتایا تھا وہ بالکل اُسی عورت کا تھا جو فیاض کے ساتھ سپیشل روم میں گئی تھی اور جس کی تلاش میں ٹائیگر نکلا تھا۔

فیاض کی انگلی ٹریگر پر سختی سے جمی ہوئی تھی۔ اور اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ چہرے پر اس قدر پسینہ بہہ رہا تھا جیسے آبشار سے پانی بہتا ہے کہ کمرہ دھماکے سے گونج اٹھا۔ لیکن یہ دھماکہ ریوالور کا نہ تھا بلکہ دروازہ کھلنے کا تھا اور دھماکے کی آواز سن کر فیاض نے اضطراری طور پر چونک کر آنکھیں کھولیں تو یک لخت وہ اچھل کر کھڑا ہو جانے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ دروازے پر اس کی بیوی سلمیٰ کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ متوحش تھا۔

"تت ــــ تت ــــ تم سلمیٰ اور یہاں" ــــ فیاض نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم خودکشی کر رہے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی غداری کی ہے" ــــ سلمیٰ نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں نے کوئی غداری نہیں کی۔ یقین کرو سلمیٰ۔ میں اس وقت بھی تمہیں اور بچوں کو یاد کر رہا تھا۔ میں تو بین الاقوامی مجرم تنظیم کو پکڑنا چاہتا تھا تاکہ سر رحمان سے کریڈٹ حاصل کر سکوں۔ لیکن وہ لوگ میری توقع سے کہیں زیادہ عیار نکلے۔ انہوں نے مجھ سے دھوکے سے فائل حاصل کر لی۔ تم میری حالت دیکھ رہی ہو۔ وہ مجھے قتل کرنے کے درپے تھے۔ میں بڑی مشکل سے ان کی گرفت سے بچ کر آیا ہوں۔ لیکن ظاہر ہے اب میں غدار قرار دیا جاؤں گا۔ اور مجھے گولی مار دی جائے گی۔ مجھے اپنی جان کی تو پرواہ نہیں مگر تم اور بچے ساری عمر کے لئے رسوا ہو جائیں گے۔ لوگ تمہیں غدار کی بیوی اور بچوں کو غدار کے بچے کہیں گے۔ اس لئے میں نے خودکشی کا فیصلہ کیا تھا۔ یقین کرو سلمیٰ میں بے قصور ہوں۔ میں نے غداری نہیں کی" ـــــ فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اگر تم بے قصور ہو تو پھر خودکشی کیوں کر رہے تھے۔ تمہیں چاہیئے کہ مردوں کی طرح اپنی بے گناہی ثابت کرو۔ تم سے کچھ نہیں ہوتا تو عمران بھائی کو کہنا تھا۔ میں تو پریشانی کی وجہ سے تمہیں ہر جگہ ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ میں ہیڈ کوارٹر کے سامنے سے گزری تو میں نے سوچا کہ پتہ کر لوں۔ مجھے گیٹ پر بتایا گیا کہ تم آ چکے ہو اور اپنے دفتر میں ہو تو میں یہاں آ گئی۔ اور یہاں تم بزدلوں کی طرح خودکشی کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری خودکشی بذات خود ہمارے لئے ہمیشہ کی رسوائی کا سبب بنتی" ـــــ سلمیٰ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم ـــ مم ـــ میں نے بھی سوچا کہ عمران سے بات کر دوں۔ لیکن

مجھے معلوم ہے کہ وہ الٹا میرا مذاق اڑائے گا" ـــــ فیاض نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اُسے حقیقتاً اس وقت اپنے آپ سے بے پناہ ندامت محسوس ہو رہی تھی۔

"کیوں مذاق اڑائے گا۔ میں خود کرتی ہوں بات" ـــــ سلمیٰ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔ اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ فیاض اُسی طرح ندامت بھرے انداز میں سر جھکائے کھڑا مسلسل اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"یس ـــ سلیمان بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کے باورچی سلیمان کی سخت سی آواز سنائی دی۔

"سلیمان ـــ میں بیگم فیاض بول رہی ہوں۔ عمران بھائی موجود ہیں" ـــــ سلمیٰ نے کہا۔

"اوہ آپ۔ جی ہاں۔ موجود ہیں" ـــــ دوسری طرف سے سلیمان کی نرم آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــ اوہ سوری۔ آپ کو یقیناً ملنے میں بے حد دشواری ہو گی سلمیٰ بھابھی۔ اس لئے مت ہیلو کہنا چاہیئے تھا۔ فون بنانے والوں کو چاہیئے تھا کہ فون کرنے والے کی تصویر بھی ساتھ دکھا دیا کریں تاکہ کم از کم اندازہ تو ہو سکے کہ کیسے ہیلو کہنا ہے۔ اور کسے مت ہیلو کہنا ہے۔ اب آپ خود سوچیں سلمیٰ بھابھی کہ آپ کو کہا جائے ہیلو۔ تو یہ آپ جیسی بارعب شخصیت کے لئے کس قدر مضحکہ خیز بات ہے"

عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"ہونہہ۔ ہم پر قیامت ٹوٹ رہی ہے۔ اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ اس لئے مجھے بھابھی کہتے ہو۔ یہی ہے تمہارا خلوص۔ جس کا تم ہر وقت ڈھنڈورہ پیٹتے رہتے ہو۔ اگر میں چند لمحے اور فیاض کے دفتر نہ پہنچتی تو میں بیوہ ہو چکی ہوتی۔ میرے بچے یتیم ہو چکے ہوتے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے انتہائی بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے بھابھی۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ آپ کیسے بیوہ ہو سکتی ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اتنی جرأت کہاں کہ آپ کو بیوہ بنانے کی گستاخی کر سکے"۔۔۔۔۔ عمران کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں جب دفتر میں داخل ہوئی تو انہوں نے اپنا ریوالور کنپٹی پہ رکھا ہوا تھا اور ٹریگر دبانے ہی والے تھے۔ سنا تم نے۔ اور تم پھر بھی مذاق کئے جا رہے ہو"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا سوپر فیاض دفتر میں نمودار ہو چکا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے چیخ کر کہا۔

"ہاں۔ میں انہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی کہ ہیڈ کوارٹر کے سامنے سے گزری تو میں نے سوچا کہ معلوم کر لوں کہ ان کا کچھ پتہ چلا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ آ چکے ہیں اور دفتر میں ہیں۔ میں دفتر آئی تو وہ خودکشی کر رہے تھے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ وہ تو ایک غیر ملکی مجرم تنظیم کو پکڑنا چاہتے تھے۔ مگر اس تنظیم نے عیاری کی اور فائل ان سے لے لی۔ اب وہ اپنے آپ کو ذلت و رسوائی سے بچانے کے لئے خودکشی کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز عمران کچھ کرو۔ تم میرے

اچھے بھائی ہو"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے بھابھی۔ فیاض کی یہ جرأت کہ وہ آپ کو بیوہ کر سکے میں اُسے رنڈوہ نہ بنا دوں گا۔ آپ وہیں رکیں میں خود آ رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دیکھا تم نے۔ اُسے سوائے مذاق اڑانے کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ اب وہ یہاں اس لئے آ رہا ہے کہ مجھے اور زیادہ ذلیل کرے"۔ فیاض نے جو رسیور سے نکلنے والی عمران کی آواز بخوبی سن رہا تھا رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"میں اس کا سر جوتیوں سے توڑ دوں گی۔ اگر وہ میرے سامنے تمہیں ذلیل کرنے کی جرأت کرے گا۔ مگر سنو تم اسے سب کچھ سچ سچ بتا دینا۔ کوئی بات نہ چھپانا"۔۔۔۔۔ سلمیٰ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے انتہائی فرمانبردارانہ انداز میں سر ہلا دیا۔ سلمیٰ ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تو فیاض بھی مجبوراً اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ بدستور جھکا ہوا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر دھماکے سے کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ فیاض خلافِ توقع اُسی طرح سر جھکائے بیٹھا رہا۔ جب کہ سلمیٰ بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہارا انداز تو یہی بتا رہا ہے کہ تم نے واقعی ملک سے غداری کی ہے۔ سنو فیاض۔ مجھے غداروں سے قطعی کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر سلمیٰ بھابھی کو یقین آ گیا کہ تم نے

واقعی غداری کی ہے تو تم تو کیا اسے بیوہ کرو گے۔ وہ خود تمہیں گولی مار کر اپنے آپ کو بیوہ کر لینے میں فخر محسوس کرے گی" ——— عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مم ——— مم ——— میں بے قصور ہوں عمران۔ یقین کرو میں بے قصور ہوں۔ مم ——— مم ——— میں نے تو اپنے طور پر ایک غیر ملکی تنظیم کو پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ......" ——— فیاض نے بھیک مانگنے جیسے لہجے میں کہا۔

"اگر تم واقعی بے قصور ہو۔ تو پھر یقین کرو۔ میری زندگی میں کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ لیکن پہلے تم مجھے یقین دلا دو کہ تم واقعی بے قصور ہو۔ سب کچھ صاف صاف اور سچ سچ کہہ دو۔ اور سلمیٰ بھابھی۔ آپ اب جائیں اور بے فکر رہیں سب ٹھیک ہو جائے گا" ——— عمران نے فیاض سے بات کرتے کرتے سلمیٰ سے مڑ کر کہا۔

"میں چلی تو جاتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری فائلوں کی وجہ سے تم مجھے بھیج رہے ہو۔ لیکن عمران بھائی۔ میرا دل کہتا ہے کہ یہ اور سب کچھ ہو سکتے ہیں لیکن غدار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے پلیز ان کا خیال رکھنا ورنہ" ——— سلمیٰ کا لہجہ بات کرتے کرتے یک لخت بھرا سا گیا۔

"مجھے معلوم ہے بھابھی کہ فیاض غداری نہیں کر سکتا۔ اگر اس میں غداری کے جراثیم ہوتے تو اب تک یہ میرے ہی ہاتھوں دس بار زندہ دفن ہو چکا ہوتا۔ لیکن اس وقت اس کی پوزیشن بہت خراب ہو چکی ہے۔ اور اس کی پوزیشن کو صاف کرنے کی غرض سے بہت بھاگ دوڑ کرنا پڑے گی۔ آپ بے فکر ہو کر جائیں۔ جب تک آپ کا بھائی زندہ ہے۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے" ——— عمران نے کہا۔

"مجھے تم جیسے بھائی پر فخر ہے۔ عمران" ——— سلمیٰ نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے سے باہر نکل گئی۔

"عمران ——— عمران۔ خدا کے لئے مجھے بچا لو۔ میں بے قصور ہوں۔ مجھے بچا لو" ——— سلمیٰ کے باہر جاتے ہی فیاض بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھا۔ اور اس نے باقاعدہ عمران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر جا گرا۔ اور پھر کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا۔ عمران کے بھرپور تھپڑ سے کمرہ گونج اٹھا تھا۔

"ہاتھ جوڑتے ہو۔ اور اپنے آپ کو بے قصور بھی کہتے ہو۔ قصوروار ہی ہاتھ جوڑا کرتے ہیں سمجھے۔ خبردار اب اگر تم نے دوبارہ یہ حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"مم ——— مم ——— میں تو منت کر رہا تھا۔ مگر تم نے تھپڑ کیوں مارا۔ بولو کیوں مارا۔ تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ میں اب بھی تمہیں گولی مار سکتا ہوں۔ تمہاری میرے آگے کیا حیثیت ہے" ——— فیاض بات کرتے کرتے یک لخت غصے سے چیخ پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے شدید ترین آثار ابھر آئے۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ اب لگ رہے ہو سوپر فیاض" ——— عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ دفع ہو جاؤ۔ مجھے نہیں ضرورت
تم جیسے کمینوں کی ہمدردی کی۔ میں خود بھگت لوں گا"۔۔۔ فیاض
اور زیادہ غصے سے چیخ پڑا۔

"شانتی۔ شانتی ۔۔۔ پیارے سوپر فیاض۔ سر سلطان تو یوں
ملک کی پولیس کو آرڈرز کرنے والے تھے کہ فیاض کو دیکھتے ہی گولی
سے اڑا دیا جائے۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں اس آرڈرز سے
باز رکھا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں۔ اور جب تک میں سلمیٰ
بھابھی کے پاس پہنچوں گا تمہاری فاتحہ خوانی کی نوبت بھی آجائے
گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مگر تم نے تھپڑ کیوں مارا تھا"۔۔۔ فیاض سر سلطان
کے حکم کی بابت سنتے ہی یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"بڑے عرصے سے ہتھیلی کھجلا رہی تھی۔ میں تو تمہارے سر پر
چپت مارنا چاہتا تھا۔ مگر یہ کم بخت ہاتھ بھی تو زبان کی طرح چہرے
کا ہے۔ پھسل کر نیچے جا لگا۔ بہرحال بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ وہ فائل
کہاں ہے۔ اور ہاں یہ سن لو کہ اگر وہ فائل تمہاری معاونت کی
سے ملک سے باہر نکل گئی تو پھر پوری قوم تمہارے منہ پر تھوکنے
بھی دریغ نہ کرے گی"۔۔۔ عمران بات کرتے کرتے یک لخت
سنجیدہ ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ ہاں ہاں وہ فائل۔ اوہ کاش۔ میں انہیں نہ بتاتا
کہ وہ کانفیڈنشنل باکس میں ہے۔ لیکن میں کیا کرتا وہ انتہائی سنگ

دلی تھے سب بے رحم۔ کمینے۔ وہ مجھے مار ڈالتے۔ وہ راکسن تو بالکل ہی قصائی
تھا"۔۔۔ فیاض نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے کانفیڈنشنل باکس میں۔ اوہ تو یہاں تھی فائل۔ مگر تم غائب
کہاں ہو گئے تھے۔ کیا مس کاسٹر نے غائب کر دیا تھا"۔۔۔ عمران نے
چونک کر پوچھا

"مس کاسٹر۔۔۔ اوہ تو تم جانتے ہو۔ اس مس کاسٹر کی وجہ سے ہی
تو یہ عذاب آیا ہے مجھ پر"۔۔۔ فیاض نے چونک کر کہا۔ اور پھر اس نے
مس کاسٹر سے ملنے سے لے کر اس کوٹھی سے فرار ہو کر یہاں تک پہنچنے
کی پوری تفصیل بتا دی۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

"اس مس پارکر۔ راکسن اور اس کے ساتھیوں کا حلیہ تفصیل سے
بتاؤ۔ اور وہ کوٹھی جس سے تم نکلے تھے وہ کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے
بڑی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں فیاض نے پوری تفصیل
سے حلیے اور کوٹھی کی سچویشن بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم گھر جاؤ۔ اب مجھے ہر صورت میں وہ فائل برآمد
کرنی پڑے گی"۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے
کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی۔ اچانک میز پر پڑے
ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض نے چونک کر پہلے تو فون
کی طرف دیکھا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ فیاض نے شاید زندگی میں پہلی بار اپنا نام معہ
عہدے کے بتانے سے گریز کیا تھا۔

"یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کا دفتر ہے۔ یہاں عمران صاحب

آئے تھے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔ عمران نے آواز سنتے ہی ہاتھ بڑھا کر ریسیور اس کے ہاتھ سے لیا۔ کیونکہ وہ ٹائیگر کی آواز پہچان گیا تھا۔

"ہیلو ٹائیگر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ یہاں کیسے فون کیا"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔

"میں نے فلیٹ پر فون کیا تھا۔ سلیمان نے بتایا کہ آپ فیاض صاحب کے دفتر گئے ہیں اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے۔ میں نے اس غیر ملکی عورت کو ٹریس کر لیا ہے جو فیاض صاحب کے ساتھ گولڈن ایئر نائٹ کلب کے سپیشل روم میں گئی تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں ٹائیگر نے گولڈن ایئر نائٹ کلب کے مالک ٹام سے ہونے والی ملاقات سے لے کر راول کالونی کی کوٹھی تک پہنچنے اور پھر وہاں سے کار کلیو مل جانے کی پوری تفصیل بتا دی۔ کہ وہ رجسٹریشن آفس سے کار کے مالک کے متعلق معلومات کرنے جا رہا تھا کہ اس نے وہ کار ایک کالونی کی حدود میں داخل ہوتے دیکھ لی۔ کار میں وہی غیر ملکی لڑکی بھی موجود تھی۔ کار کو ایک غیر ملکی ڈرائیو کر رہا تھا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو یہ کار آدم کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں چلی گئی اور ابھی تک موجود ہے۔

"اوکے۔۔۔۔ تم وہیں رکو میں آ رہا ہوں۔ خیال رکھنا یہ عورت کا نام یاد کر ہے۔ تمہاری نظروں سے غائب نہ ہو جائے"۔۔۔۔

نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ریسیور رکھ کر اس نے فیاض کو گھر جانے کے لئے کہا۔ اور خود تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

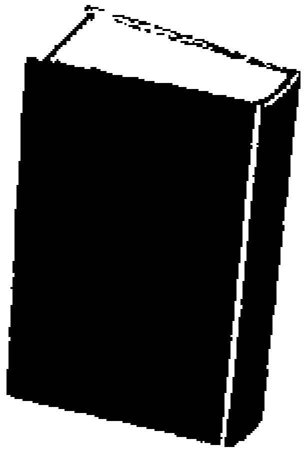

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا ایک لمبا تڑنگا اور بھاری چہرے والا غیر ملکی بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔۔۔۔ کم ان"۔۔۔۔ اس نے ہاتھ میں موجود رسالے کو میز پر رکھتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے رچرڈ"۔۔۔۔ بھاری چہرے والے نے قدرے خشمگیں لہجے میں کہا۔

"باس۔ گولڈن ایئرو نائٹ کلب کے مالک ٹام کا آدمی آیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے آپ سے کوئی اہم ترین بات کرنی ہے"۔۔۔۔ رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹام نے آدمی بھیجا ہے اور یہاں، کیوں۔ وہ فون نہیں کر سکتا تھا۔ بلاؤ اُسے"۔۔۔ باس نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور رچرڈ بغیر کوئی جواب دیئے تیزی سے واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"اوہ تم۔ جابر۔۔۔ تم شاید ٹام کے اسسٹنٹ ہو"۔۔۔ باس آنے والے کو دیکھ کر بے اختیار چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"یس سر۔ باس نے آپ کے لئے ایک پیکٹ بھیجا ہے۔ انہوں نے مجھے خاص طور پر حکم دیا ہے کہ میں یہ پیکٹ صرف آپ کو ہی دوں" آنے والے مقامی نوجوان نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر باس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس لفافے میں۔ ٹام نے مجھے فون کیوں نہیں کیا۔ تمہیں کیوں بھیجا ہے"۔۔۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے سر نہیں معلوم۔ انہوں نے مجھے دفتر میں بلایا۔ اور یہ پیکٹ دے کر مجھے یہاں کا پتہ دے کر کہا کہ میں یہ پیکٹ آپ تک پہنچا دوں اور اس کے بدلے میں آپ جو پیکٹ دیں وہ میں ان تک پہنچا دوں۔ چونکہ آپ کو میں باس کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔ اس لئے شاید انہوں نے مجھے بھیجا ہو"۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ باس نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس نوجوان

سے پیکٹ لیا۔ اور اُسے کھولنے لگا۔ لفافے کے اندر ایک فائل تھی۔ فائل پر نظر پڑتے ہی باس بُری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ تو کام ہو گیا۔ ہاں واقعی ٹام اب اپنے معاوضے کا حقدار بن گیا ہے"۔۔۔ باس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ایک سائیڈ پر موجود میز کی دراز کھول کر اس نے پیکٹ اس کے اندر رکھا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جب دراز سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں بھاری ریوالور تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ پیکٹ لے آنے والا کچھ سمجھتا کمرے میں دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نوجوان کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ الٹ کر پشت کے بل فرش پر گرا اور بُری طرح تڑپنے لگا۔ باس کے ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک اس کے دل میں پیوست ہو گئی تھی۔ جب فائل لے آنے والا چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو باس میز کی طرف بڑھا اور اس نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گولڈن ایئر نائٹ کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ٹام سے بات کراؤ۔ میں ایونز بول رہا ہوں"۔۔۔ باس نے کرخت اور بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ٹام کی آواز رسیور پر گونج اٹھی۔

"ٹام سپیکنگ"۔۔۔ ٹام کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔ شاید استقبالیہ

لڑکی نے اُسے باس کا نام بتا دیا تھا۔

"ٹام۔ تمہارا پیکٹ مجھ تک پہنچ گیا ہے۔ کیا یہ تصدیق شدہ فائل ہے"۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ راکسن خود اسے لے کر میرے پاس پہنچا اور اس نے بتایا کہ پہلی فائل کی جب تصدیق کی گئی تو وہ جعلی نکلی۔ جس پر میڈم نے اس سپرنٹنڈنٹ فیاض پر تشدد کیا تو اس نے بتایا کہ اصل فائل اس کے دفتر کے کانفیڈنشنل باکس میں موجود ہے۔ چنانچہ میڈم نے راکسن اور ایک اور ساتھی کے ساتھ دفتر سے وہ کانفیڈنشنل باکس حاصل کرنے کا پلان بنایا اور انہوں نے آسانی سے وہ باکس حاصل کر لیا۔ اس کے بعد میڈم اس کوٹھی میں پہنچی جہاں فیاض کو عارضی طور پر رکھا گیا تھا۔ لیکن فیاض وہاں سے فرار ہو چکا تھا اور میڈم کے وہاں موجود دو آدمی ہلاک ہو چکے تھے۔ اس پر میڈم سیدھی اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچی وہاں میڈم نے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری سے بات کی۔ اور اُسے بتایا کہ فائل اصلی ہے۔ اور وہ آ کر لے جائے۔ اس پر راکسن نے فوری طور پر حرکت میں آ جانے کا فیصلہ کیا اور وہ فائل لے کر اس کوٹھی کے ایک خفیہ راستے سے باہر آ گیا۔ اور سیدھا میرے پاس پہنچا تاکہ فائل کو فوری طور پر آپ تک پہنچایا جا سکے۔ میں نے اپنے اسسٹنٹ کے ذریعے وہ فائل آپ کو بھجوا دی۔ فائل سے فراغت ملتے ہی راکسن نے اپنے چہرے پر موجود مقامی میک اپ صاف کیا اور پھر میں اور راکسن آپ کی طرف سے فون کے انتظار میں تھے کہ اچانک ایک مقامی بدمعاش ٹائیگر زبردستی میرے دفتر میں گھس آیا۔ راکسن میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

وہ پوچھنے آیا تھا۔ کہ نائٹ کلب کے سپیشل روم میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ جانے والی غیر ملکی لڑکی کون تھی۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے سر وہ میڈم پارکر کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اس پر میری اُس سے جھڑپ ہو گئی۔ راکسن نے اس پر فائر کیا لیکن راکسن کا نشانہ تو خطا ہو گیا البتہ اس ٹائیگر نے راکسن کو گولی مار دی۔ میں نے اس پر قابو پا ہی لیا تھا کہ یک لخت وہ میرے ایک آدمی کی حماقت کی وجہ سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے اپنے سارے گروپ کو اس کی تلاش میں بھیج دیا ہے۔ ابھی میں یہ حکم دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ آپ کی کال آ گئی"۔۔۔ ٹام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹائیگر کس کے لئے کام کرتا ہے۔ کیا عمران کا ساتھی تو نہیں ہے"۔۔۔ باس نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں جناب۔ عمران سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ زیر زمین دنیا کا آدمی ہے۔ فری لانسر ہے"۔۔۔ ٹام نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے میڈم کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے میڈم بھی نظروں میں آ گئی ہے۔ اور راکسن بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ ٹام مجھے صورت حال انتہائی خطرناک محسوس ہو رہی ہے۔ میں تم سے انتہائی اہم اور خفیہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن ظاہر ہے ان حالات میں یہ بات چیت فون پر نہیں ہو سکتی۔ تمہارے پاس زیرو ڈبل ٹرانسمیٹر تو موجود ہے۔ میں نے تمہیں پہلی ملاقات میں دیا تھا"۔۔۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن اس کی پہلے استعمال کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی" —— ٹام نے جواب دیا۔

"اب ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم فوراً اس کو آن کر دو۔ لیکن پہلے کمرہ بند کر لینا۔ بات چیت تمہارے اور میرے درمیان ہی محدود رہنی چاہئے" باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرتا ہوں کال" —— دوسری طرف سے ٹام نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ باس نے بھی ریسیور رکھا۔ اور پھر اٹھ کر اس نے عقبی دیوار میں موجود الماری کھولی۔ اور اس میں رکھا ہوا ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد یک لخت ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ باس نے اس کے نیچے موجود بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن دبایا تو بلب مسلسل جلنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ٹام کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو —— ٹام کالنگ اوور" —— ٹام کے لہجے میں ہلکی سی بے چینی موجود تھی۔ شاید یہ بے چینی اس تجسس کی بنا پر تھی جو کوئی اہم بات سننے کے لئے پیدا ہو جاتی ہے۔

"ایونز اسٹنڈنگ۔ تم نے کمرہ اچھی طرح بند کر لیا ہے اوور" —— باس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"بالکل آپ بے فکر ہو کر بات کریں اوور" —— ٹام نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ٹام۔ تم سے میری ملاقات بے حد سود مند رہی ہے۔ اور تم نے واقعی میرے لئے انتہائی اہم کام سر انجام دیئے ہیں۔

لیکن اس مقامی بدمعاش کی تم سے آکر پوچھ گچھ کرنا اور پھر صحیح سلامت نکل جانا یہ ثابت کر رہا ہے کہ تم میں وہ صلاحیتیں نہیں ہیں جن کی میں توقع کر رہا تھا اور جن صلاحیتوں کی وجہ سے میں تمہیں یہاں پاکیشیا میں اپنا مستقل ایجنٹ مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے گڈ بائی اوور" باس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور اوور کہتے ہی اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر مسلسل جلنے والا بلب ایک تیز جھماکے کے بعد تاریک ہو گیا۔ اور ٹرانسمیٹر بھی خاموش ہو گیا۔ باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا پہلے والا بٹن آف کیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس نے واپس الماری میں رکھا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان طاری تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ زیرو ٹرانسمیٹر میں موجود انتہائی طاقتور بم اس سرخ بٹن کے دبانے سے اچانک پھٹ گیا ہوگا اور ٹام تو کیا وہ پورا کمرہ جس میں وہ موجود ہوگا ذروں میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔

"اب عمران لاکھ سر پٹختا رہے وہ مجھ تک کبھی نہ پہنچ سکے گا" —— باس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس" —— رسیور سے مؤدبانہ آواز ابھری۔

"رچرڈ۔ ٹام کے جس آدمی کو تم لے آئے تھے۔ اس کی لاش میرے کمرے میں پڑی ہے۔ اسے اٹھا کر کسی گٹر میں ڈال دو اور مادام فراڈ کو میرے پاس بھیج دو" —— باس نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور وہی پیکٹ اٹھا کر اس نے اس میں موجود

فائل باہر نکالی اور اُسے کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ فائل میں آٹھ ٹائپ شدہ صفحات تھے۔ لیکن یہ سارے صفحات ٹیڑھے میڑھے ہندسوں اور لکیروں سے بھرے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے حساب یا الجبرا کے سوالات ان صفحات پر حل کئے گئے ہوں۔ ابھی وہ فائل دیکھ ہی رہا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو غیر ملکی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے باس کو سلام کیا اور پھر خاموشی سے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی لاش اٹھا کر دروازے سے باہر نکل گئے۔ ان کے باہر نکلتے ہی دروازہ آٹومیٹک انداز میں خود ہی بند ہو گیا تھا۔ باس ایک بار پھر فائل کو دیکھنے لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے فائل بند کر کے دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازے پر ایک بار پھر دستک کی آواز ابھری۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔ باس نے ایک بار پھر اُسی طرح سخت لہجے میں کہا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس میں سے ایک ادھیڑ عمر لیکن شکل وصورت سے انتہائی معزز نظر آنے والی ایک ایکریمین خاتون اندر داخل ہوئی۔ وہ لباس اور اپنے رکھ رکھاؤ سے کوئی ادب پتی خاتون لگتی تھی۔

"آپ نے مجھے طلب کیا ہے باس"۔۔۔ معزز خاتون نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں مادام فراؤ۔ بیٹھو۔ اب تمہارے کام کرنے کا وقت آ گیا ہے" باس نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں تو خود یہاں بیکار پڑے پڑے عاجز آ گئی ہوں"۔۔۔ مادام فراؤ نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مادام فراؤ۔ فائل مجھے مل چکی ہے۔ اب پارٹی تک یہ فائل پہنچانی ہے اور بقیہ رقم حاصل کرنی ہے"۔۔۔ باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ مادام فراؤ نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ شاید اب تک دارالحکومت کی پوری پولیس اور سنٹرل انٹیلی جنس بھی اس فائل کی تلاش کے لئے نکل کھڑی ہوگی۔ اور لازماً وہ ملک سے باہر جانے کے تمام راستوں پر انتہائی سخت چیکنگ کر رہے ہوں گے۔ تم نے اس چیکنگ سے اس فائل کو نکال کر لے جانا ہے۔ بولو کیا تم تیار ہو"۔۔۔ باس نے کہا۔

"باس۔ آپ میری صلاحیتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ فائل نکل جائے گی"۔۔۔ مادام فراؤ نے انتہائی پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"تمہاری انہی صلاحیتوں کی وجہ سے تو میں نے اس اہم ترین کام کے لئے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ لیکن یہ فائل اس قدر اہم ہے کہ پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم اس فائل کو کس طرح سے نکال کر لے جاؤ گی"۔۔۔ باس نے کہا۔ اور مادام فراؤ بے اختیار مسکرا دی۔

"باس۔ اب تک میں نے یہاں کے ایک اعلیٰ افسر سے خاصی گہری

دوستی پیدا کر لی ہے۔ اس افسر کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور بچے جوان ہو کر غیر ملکوں میں سیٹل ہو چکے ہیں۔ وہ بالکل ہی اکیلا اور اداس ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ اُسے جوا کھیلنے کی بھی عادت ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنی ساری جائیداد بھی فروخت کر چکا ہے۔ اور اس پر بے پناہ قرضہ بھی چڑھ گیا ہے۔ میں نے اس پر اپنا جال ڈالا۔ اور ہم دونوں کے درمیان شادی کا عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ وہ افسر مجھ سے شادی کرے گا اور میں اسے اپنا سارا بنک بیلنس جو دس کروڑ ڈالر پر مبنی ہے۔ تحفے کے طور پر دے دوں گی۔ لیکن چونکہ یہ رقم ایکریمیا میں موجود ہے۔ اس لئے یہ طے ہوا ہے کہ وہ میرے ساتھ ایکریمیا جائے گا۔ ہم وہاں شادی کریں گے۔ اور پھر وہ رقم لے کر یہاں واپس آئے گا۔ یہاں اپنے قرضے ادا کر کے اور اپنے باقی سلسلے مکمل کر کے پھر نوکری چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے میرے ساتھ ایکریمیا آکر رہنے لگے گا اور یہ اتنا بڑا افسر ہے کہ اس کے ساتھ جاتے ہوئے میری چیکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔۔۔۔ مادام فراؤ نے مسکراتے ہوئے کہا اور باس بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویری گڈ آئیڈیا۔ لیکن کیا وہ فوراً تمہارے ساتھ جا سکے گا۔ اُسے تو کاغذات بنوانے کے لئے کچھ روز لگ جائیں گے اور وہ افسر کون ہے پہلے مجھے اس کی تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ باس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اس کے کاغذات تیار ہو چکے ہیں۔ محکمے سے اس نے ہنی مون کے لئے چھ ماہ کی رخصت بھی لے لی ہے۔ اور ویسے بھی وہ اتنا بڑا افسر ہے کہ اس کے لئے کاغذات کی تیاری کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ سن کر حیران ہو جائیں گے وہ یہاں

مرکزی سیکرٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری ہے۔ اس کا نام عزیز خان ہے اور [illegible] میرے کہنے پر اُسے اچھی طرح چیک بھی کر چکا ہے۔ وہ بالکل صاف آدمی ہے"۔۔۔۔ مادام فراؤ نے کہا۔

"او کے۔ پھر تم ایسا کرو کہ اُسے تیار کرو۔ سیٹیں بک کرا لو۔ پھر فائل لے جانا"۔۔۔۔ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ہم آج شام کی فلائٹ سے ہی چلے جاتے ہیں۔ سیٹیں بھی وہ آسانی سے بک کرا لے گا۔ وہ تو رقم حاصل کرنے کے لئے اس قدر بے چین ہے کہ اگر میں اس سے کہوں کہ وہ یہاں سے دوڑ کر ایکریمیا پہنچے تو آپ یقین کریں وہ دوڑ بھی پڑے گا اور باس میرا خیال ہے کہ یہ فائل اس کے سامان میں رکھ دی جائے۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ مادام فراؤ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ اس پر چونکے گا نہیں"۔۔۔۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نو باس۔ میں نے پہلے ہی پوری پلاننگ کی ہوئی ہے۔ میں نے اُسے بتایا ہے کہ میں اپنے شوق کی غرض سے سائنس کے ایک مخصوص شعبے میں ریسرچ کرتی رہتی ہوں۔ اور یہاں بھی اسی ریسرچ کے سلسلے میں آئی ہوئی ہوں۔ یہ فائل میں اُسے یہ کہہ کر دے دوں گی کہ یہ میری ریسرچ کے اہم کاغذات ہیں۔ اس طرح اُسے شک نہ پڑ سکے گا۔ آپ قطعی مطمئن رہیں۔ میں نے اس کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا ہے۔ وہ بالکل وہی کرے گا جو میں اس سے کہوں گی۔ اور وہ

جس محکمے میں ہے۔ ایئرپورٹ اُسی کے محکمے کے تحت آتے ہیں اس لئے ایئرپورٹ کے حکام تو اس کے آگے پیچھے دوڑتے رہیں گے"۔۔۔ مادام فراؤ نے جواب دیا۔

" او۔ کے۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے۔ جاؤ تیاری کرو۔ اور پھر مجھے فون کر دینا۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا"۔۔۔ باس نے کہا اور مادام فراؤ سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور پھر سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد کمرے کا دروازہ خودبخود بند ہو گیا تو باس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

" یس باس"۔۔۔ دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

" رچرڈ۔ کیا تم نے اس افسر کو اچھی طرح چیک کر لیا ہے جسے مادام فراؤ استعمال کرنا چاہتی ہے"۔۔۔ باس نے پوچھا۔

"عزیز خان کی بات کر رہے ہیں آپ۔ میں نے اُسے چیک کیا ہے وہ انتہائی بے ضرر اور غیر متعلق سا آدمی ہے۔ مادام فراؤ کا انتخاب بہترین ہے۔ ویسے وہ بہت بڑا افسر ہے۔ خاصا با اختیار۔ صرف اُسے جوئے کی لت ہے اور اس وجہ سے ہی مادام فراؤ اُسے اپنا بنانے میں کامیاب ہوئی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

" او۔ کے۔ میں نے مادام فراؤ کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس عزیز خان کے ذریعے فائل یہاں سے نکال لے جائے۔ اس لئے تم اب فوری طور پر عزیز خان کی نگرانی شروع کرا دو۔ لیکن انتہائی احتیاط سے اسے ہرگز کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہیئے۔ میں اس معاملے میں معمولی

سا شک لینے پر بھی تیار نہیں ہوں"۔۔۔ باس نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" مادام فراؤ چونکہ پہلے ہی پلاننگ بنا چکی تھی باس۔ اس لئے میں نے کئی دنوں سے عزیز خان کو مسلسل نظروں میں رکھا ہوا ہے۔ اس کی مصروفیات کی رپورٹ ملتی رہتی ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں" رچرڈ نے جواب دیا۔

" ویری گڈ۔ اس بار تو واقعی ہمارے ستارے عروج پر ہیں۔ یہ فائل یہاں سے اگر صحیح سلامت نکل جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارا ایک تاریخی کارنامہ ہو گا"۔۔۔ باس نے بے طرح خوش ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اطمینان بھرے انداز میں کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

عمران نے کار آدم کالونی کے چوک پہ جا کر ایک سائیڈ پہ
اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ آدم کالونی ایک
جدید رہائشی کالونی تھی۔ اور یہاں امرار طبقے کے افراد رہتے تھے
لئے تمام کوٹھیاں خاصی بڑی اور ایک دوسرے سے فاصلے پہ وا
تھیں۔ چونکہ ٹائیگر نے کوٹھی کا نمبر آٹھ بتایا تھا۔ اس لئے عمران
کار پہلے ہی چوک پہ روک دی تھی۔ کیونکہ ظاہر ہے آٹھ نمبر کوٹھی چ
کے قریب ہی ہو گی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ او
تھوڑی دور جانے کے بعد اُسے کوٹھی نمبر آٹھ نظر آ گئی۔ سرخ رنگ
پتھروں سے بنی ہوئی خاصی خوب صورت کوٹھی تھی۔ ابھی وہ اس
فاصلے پہ تھا کہ ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کے پیچھے سے ٹائیگر نکل
اور عمران کی طرف بڑھا۔
"باس۔ وہ کار اور عورت دونوں اندر ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر

...ب آ کر کہا۔
"...عقبی طرف کو چیک کر لیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"...یس باس۔ عقبی طرف دوسری کوٹھی کی پشت ملی ہوئی ہے اور اس
کوٹھی میں ایک سرکاری دفتر ہے۔ سائیڈ گلی بھی ایک طرف ہے۔
... وہ میرے سامنے رہی ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
"ساتھ والی کوٹھی بھی خالی نظر آتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے آٹھ نمبر
...کوٹھی سے ملحقہ نو نمبر کوٹھی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ میں اسے چیک کر چکا ہوں۔ کوٹھی خالی ہے"۔۔۔۔
ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"...کس طرح چیک کیا تھا۔ کیا اندر گئے تھے"۔۔۔۔ عمران نے چونک
کر پوچھا۔
"نو باس۔ اگر اندر جاتا تو پھر ہو سکتا تھا کہ میرے اندر جانے کے
...دوران میں وہ عورت نکل جاتی۔ میں نے کوٹھی کے ماحول کو دیکھ کر چیک
...کیا۔ اور پھر جا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ لیکن مسلسل گھنٹی بجنے کے
باوجود کوئی جواب نہ آیا۔ تب میں نے غور سے دیکھا تو پھاٹک کی
...کنڈی کے کنڈے کو ایک تار سے بند کیا گیا تھا"۔۔۔۔ ٹائیگر
نے جواب دیا۔
"اوہ پھر تو واقعی خالی ہوئی۔ تم یہیں رہو۔ اور خیال رکھو میں اندر
جاتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے
...کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی دوسری طرف سائیڈ گلی تھی۔
...وہ اس گلی میں آیا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے جمپ لیا اور

ایک لمحے بعد وہ کوٹھی کی قدرے نیچی دیوار پھلانگ کر اندر کود چکا تھا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ کیونکہ لان کی حالت اور پورچ اور برآمدے میں جمی ہوئی گرد بتا رہی تھی کہ وہ کافی عرصے سے خالی ہے۔ وہ تیزی سے لان کراس کرتا ہوا درمیانی دیوار کی طرف بڑھا۔ لیکن اسی لمحے اُسے دوسری طرف آٹھ نمبر کوٹھی سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ بولنے والی غیر ملکی عورت تھی۔ عمران دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے آوازیں زیادہ واضح سنائی دے رہی تھیں۔

"ہم نے راکسن کو ہر صورت میں تلاش کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ راکسن نے ایونز کے لئے غداری کی ہے۔ ایونز یہاں لازماً موجود ہے۔ اس کی وہ مکار بڑھی مادام فراڈ کو میں نے ایک کلب میں دیکھا تھا لیکن میں یہ سمجھی تھی کہ وہ ویسے ہی گھومنے پھرنے یہاں آئی ہو گی"۔ نسوانی آواز کا لہجہ خاصا غصیلا تھا۔

"میڈم۔ راکسن سے تو ایونز کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں۔ وہ تو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ راکسن اس کے لئے غداری کر سکتا ہے"۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

"میں بھی یہی سمجھتی رہی ہوں۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ سب کچھ ڈرامہ تھا۔ ایونز کی پرانی عادت ہے کہ وہ خود لومڑی کی طرح چھپا رہتا ہے۔ اور جب دوسرا کوئی شکار کھیل لیتا ہے تو پھر اس سے شکار چھین کر لے جاتا ہے۔ کاش مجھے پہلے ذرا سا بھی اندازہ ہو جاتا کہ راکسن اس طرح غداری کرے گا تو میں اُسے گولیوں سے کر دیتی۔ لیکن اس نے مجھے ذرا برابر بھی شک نہیں پڑنے دیا۔"

میڈم کی تیز آواز سنائی دی۔

"میڈم آپ نے مادام فراڈ کو کون سے کلب میں دیکھا تھا"۔۔۔ مائیکل نے پوچھا۔

"سنو وائٹ کلب میں اس کے ساتھ کوئی مقامی آدمی تھا۔ اور وہ دونوں بڑے گھل مل کر باتیں کر رہے تھے۔ میں اُسے دیکھ کر چونکی تھی۔ اس وقت بھی راکسن ہی میرے ساتھ تھا۔ میں نے راکسن سے بھی بات کی تھی۔ لیکن راکسن نے مجھے یہ بتا کر مطمئن کر دیا تھا کہ مادام فراڈ اپنے آپ کو ارب پتی بیوہ ظاہر کر کے ایسے لوگوں کو نچوڑ لیتی ہے جو ایسی بیواؤں سے دولت کے لالچ میں شادی کرنے کے لئے پاگل ہو رہے ہوتے ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ مسلسل مختلف ملکوں میں گھومتی پھرتی رہتی ہے کہ اپنی مرضی کا شکار تلاش کر سکے۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ مادام فراڈ کو ایونز ساتھ لے کر آیا ہو گا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اہم کاغذات کسی جگہ سے نکلنے کے لئے مادام فراڈ کو ہی استعمال کرتا ہے"۔۔۔ میڈم کی آواز سنائی دی۔

"اوہ میڈم۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اس مادام فراڈ کو تلاش کرنا چاہئے۔ اس سے ہمیں فائل مل سکتی ہے"۔۔۔ مائیکل نے کہا۔

"ہاں بالکل۔ تم سب اب ایسا کرو کہ شہر میں پھیل جاؤ اور اس راکسن، ایونز اور اس مادام فراڈ کو تلاش کرو۔ ان میں سے جو ایک بھی نظر آ جائے تو ہم فائل دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ میں خود ائیرپورٹ پر رہوں گی تاکہ اگر مادام فراڈ فائل سمیت یہاں سے نکلنا چاہے تو میں اسے وہیں ڈھیر کر سکوں۔ اب ہم سب رابطے کے لئے زیرو دن ٹرانسمیٹر استعمال کریں گے"۔۔۔ مادام نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم ۔ لیکن وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض تو آزاد ہو چکا ہے وہ مجھے اور آپ کو دیکھ چکا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے ہمیں میک اپ کر لینا چاہیئے" ہائیکل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ واقعی ٹھیک ہے۔ ہمیں واقعی میک اپ میں ہی ہونا چاہیئے۔ جلدی کرو۔ سب میک اپ کر کے تلاش شروع کر دو"۔۔۔۔ مادام کی آواز سنائی دی۔

اور عمران تیزی سے واپس مڑا۔ وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ اس مادام نے فیاض کے دفتر سے اصل فائل حاصل کی اور پھر اس کے ساتھی راکسن نے غداری کی اور وہ فائل لے کر نکل گیا۔ ایونز کا نام سامنے آتے ہی وہ اسے بھی پہچان گیا تھا۔

ایونز ایکریمیا کی ایک مجرم تنظیم کا سرغنہ تھا۔ کافی عرصہ پہلے وہ عمران سے ٹکرایا تھا۔ لیکن مشن ناکام ہو جانے کے باوجود وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور ٹائیگر کی رپورٹ میں وہ راکسن کا نام سن چکا تھا۔ وہی غیر ملکی جو ٹام کے دفتر میں موجود تھا اور ٹائیگر کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ راکسن یہاں سے نکل کر سیدھا ٹام کے پاس گیا ہو گا۔ اور ظاہر ہے فائل بھی اس ٹام کے ذریعے ایونز تک پہنچی ہو گی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر اس ٹام کو کور کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کے نزدیک مادام اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری سے اس فائل کی برآمدگی زیادہ ضروری تھی۔ مادام اور اس کے ساتھیوں کو تو کسی بھی وقت کور کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا واپس پہلے والی دیوار کے قریب آیا اور دوسرے لمحے کود کر وہ سائیڈ

گلی میں پہنچ چکا تھا۔

سائیڈ گلی سے نکل کر وہ سڑک پر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرح چوک کی طرف بڑھنے لگا جیسے وہ یہاں کا رہنے والا ہو۔ اور پیدل چل کر چوک کی طرف جا رہا ہو۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیر کر ٹائیگر کو بھی اپنے پیچھے آنے کا مخصوص اشارہ کر دیا تھا۔ چنانچہ جب وہ اپنی کار کے پاس پہنچا تو ٹائیگر بھی دوسری طرف سے قریب پہنچ چکا تھا۔

"وہ راکسن مادام پارکر سے فائل لے کر فرار ہو گیا ہے۔ اور تم کہہ رہے تھے کہ وہ ٹام کے پاس موجود تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ فائل ٹام کے پاس پہنچ گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا دوسری طرف کا دروازہ کھول کر بیٹھ چکا تھا۔ اور عمران نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔

"باس۔ راکسن کی تلاشی میرے سامنے ٹام نے لی تھی۔ اس کی جیب سے بٹوہ اور بڑے نوٹوں کی تین گڈیوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ بٹوے میں بھی کوئی خاص چیز نہ تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے فائل کا سودا ٹام نے کسی پارٹی کے لئے کیا ہو۔ اور وہ گڈیاں اس فائل کے معاوضے کے طور پر دی گئی ہوں۔ بہرحال راکسن تو مر چکا ہے۔ اس لئے اب ٹام کے ذریعے ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کار اب کالونی سے نکل کر شہر کی طرف جانے والی سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے بڑھی جا رہی تھی۔

"ٹام کے متعلق اب تک تو کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ کہ اس کا تعلق کسی غیر ملکی پارٹی سے ہے۔ اس کا خاص آدمی میرا مخبر ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ یہ بتاؤ۔ تم سنو وہائٹ کلب میں جاتے رہتے ہو یا نہیں" عمران نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"جی ہاں۔ اکثر جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں بڑے بڑے سرکاری آفیسر آتے رہتے ہیں" ــــ ٹائیگر نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کسی مادام فراڈ کے متعلق سنا ہے تم نے۔ کوئی ادھیڑ ایکریمین بیوہ" ــــ عمران نے پوچھا۔

"مادام فراڈ۔ نہیں باس۔ اب تک تو نہیں سنا۔ ویسے وہاں غیر ملکی عورتیں اور مرد تو کافی تعداد میں آتے بھی ہیں اور کئی تو وہاں رہتے بھی ہیں" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے صرف ہونٹ بھینچ لئے کوئی جواب نہ دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب گولڈن ایر نائٹ کلب والی سڑک پر پہنچی تو دور سے آسمان پر موجود گرد کے بادل دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ اور جب وہ کچھ آگے گئے تو عمران کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔ کیونکہ آگے سڑک پولیس نے بلاک کر رکھی تھی۔

"اوہ باس۔ یہ گرد تو گولڈن ایر نائٹ کلب والی جگہ سے اٹھ رہی ہے" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ایک پولیس کانسٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں" ــــ عمران نے اس سپاہی سے مخاطب ہو کر سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"نائٹ کلب کو بم سے اڑا دیا گیا ہے" ــــ سپاہی نے بیزار سے لہجے میں جواب دیا۔ شاید وہ لوگوں کی مسلسل انکوائری سے بری طرح بیزار ہو چکا تھا۔ اسی لمحے عمران کو ایک طرف موجود ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نظر آ گیا جو پہلے انٹیلی جنس میں تھا۔ اور وہاں سے پولیس میں شفٹ ہو گیا تھا۔ فیاض اور سر رحمان کی وجہ سے وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ عمران صاحب آپ" ــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے عمران کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"میں بھی سوچتا تھا کہ تم انٹیلی جنس چھوڑ کر پولیس میں کیوں شفٹ ہوئے ہو۔ آج پتہ چلا کہ تماشہ دیکھنے کا موقع اس محکمے میں زیادہ ملتا ہے وہاں انٹیلی جنس میں تو سمگلروں اور مجرموں کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے۔ یہاں کیا ہے۔ بس اطمینان سے ایک طرف کھڑے ہو کر تماشہ دیکھتے رہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شاہد کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جسے آپ تماشہ کہہ رہے ہیں وہاں پچیس افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ اور ساٹھ ستر شدید زخمی ہیں۔ بڑے بڑے افسر آئے ہوئے ہیں اس لئے چھوٹے افسر تماشہ ہی دیکھ سکتے ہیں" ــــ شاہد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس قدر تباہی۔ مگر ہوا کیا ہے۔ کیا کوئی تخریب کاری ہوئی ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تخریب کاری ہوتی تو کلب کے ہال میں یا برآمدے میں بم پھٹتا۔ یہ بم کلب کے مالک ٹام کے دفتر میں پھٹا ہے۔ البتہ بم اس قدر خوف ناک

تھا کہ پورا نائٹ کلب ہی ذروں میں تبدیل ہو گیا ہے ۔ ٹام بے چارے کی تو بوٹیاں اڑ گئی ہیں۔ وہ اس وقت دفتر میں موجود تھا" ___ ڈی ۔ ایس پی شاہد نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" یہ واقعہ کس وقت ہوا ہے " ___ عمران نے پوچھا ۔

" آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا ۔ اتفاق سے میں قریب ہی گشت پر تھا ۔ اس لئے سب سے پہلے میں ہی یہاں پہنچا ۔ پھر میں نے فائر بریگیڈ اور ایمبولینس وغیرہ طلب کی ۔ لاشیں نکال ہی رہے تھے کہ اعلیٰ حکام بھی آ گئے ۔ اور نتیجے میں مجھے سائیڈ پر ہونا پڑا " ___ شاہد نے جواب دیا ۔

" تم نے ٹام کی لاش کیسے پہچانی " ___ عمران نے پوچھا ۔

" ٹام کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ اس کا دایاں ہاتھ ثابت ملا ہے اور ٹام کے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈبل تھی اور زخمیوں نے بھی یہی بیان دیئے ہیں کہ ٹام اپنے دفتر میں تھا اور دھماکہ اس کے دفتر میں ہی ہوا ہے " ___ شاہد نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" او کے ۔ تمہیں تو تماشہ دیکھنے کی تنخواہ ملتی ہے ۔ اس لئے دیکھتے رہو ۔ لیکن میں تو مزدور آدمی ہوں ۔ مجھے یہ تماشہ مہنگا پڑے گا ۔ اس لئے خدا حافظ " ___ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا ۔ جب وہ کار کے قریب پہنچا تو ایک طرف سے ٹائیگر بھی آ گیا ۔ عمران کے بیٹھتے ہی وہ بھی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔

" باس ۔ ٹام ہلاک ہو چکا ہے ۔ میں نے معلوم کیا ہے " ___ ٹائیگر نے کہا ۔

" ہاں مجھے معلوم ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہم سے دو

قدم آگے چل رہے ہیں ۔ پہلے مس کاسٹر کا کلیو ملا تو مس کاسٹر کو ہلاک کر دیا گیا ۔ اب ٹام کا کلیو ملا ہے تو ٹام کا خاتمہ کر دیا گیا ہے ۔ راکسن کو تم نے ہلاک کر دیا ۔ اس لئے اب ایک بار پھر ہم وہیں ہیں جہاں سے چلے تھے " عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور کار موڑ کر آگے بڑھ گیا اس کا چہرہ اس وقت پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا ۔ کیونکہ اس بار واقعی صورت حال مسلسل اس کے خلاف جا رہی تھی ۔ ملک کی اہم ترین فائل بھی غائب تھی ۔ اور ابھی تک یہ بھی پتہ نہ چل رہا تھا کہ مجرم ہیں کہاں " ___ ٹائیگر بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔ ظاہر ہے اس کے پاس بھی کہنے کے لئے کچھ نہ تھا ۔

عمران کار ڈرائیو کرتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر جب سنو وہائٹ کلب کے قریب پہنچا تو ٹائیگر چونک پڑا ۔

" آپ اس مادام فراؤ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں " ٹائیگر نے کہا ۔

" ہاں ۔ شاید اس کے ذریعے کچھ معلوم ہو جائے " ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں ۔ میرا ایک دوست یہاں موجود ہے " ___ ٹائیگر نے جواب دیا ۔

" او کے ۔ تم معلوم کرو ۔ اور اگر یہاں وہ نہ رہتی ہو تو کسی طرح اس کا حلیہ معلوم کر دو اور پھر اسے تلاش کرنے کی کوشش کرو ۔ میں اب واپس جا رہا ہوں ۔ مجھے فون کر لینا " ___ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کار سے اترا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا سنو وہائٹ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا گیا ۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایونز نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ ایونز نے تیز لہجے میں کہا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں باس۔ آپ کو ایک اہم اطلاع دینی ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کیسی اطلاع"۔۔۔ ایونز نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سنو ڈہامٹ کلب میں مادام فراؤ کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ پوچھ گچھ کرنے والوں میں ایک مقامی آدمی بتایا جاتا ہے جس کا نام ٹائیگر ہے اور دوسرا غیر ملکی تھا انہیں وہاں سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ مادام فراؤ نے کلب چھوڑ دیا ہے اور وہ آج رات کی فلائٹ سے واپس ایکریمیا جا رہی ہیں"۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور ایونز رچرڈ کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ پھر اس ٹائیگر اور غیر ملکی کا کچھ پتہ چلا"۔۔۔ ایونز نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نو سر۔ یہ تو اتفاق سے ہمارا ایک آدمی مادام فراؤ سے کوئی بات کرنے وہاں گیا تو اُسے مادام فراؤ والے کمرے کے بیرے نے بتایا کہ دو گھنٹے قبل یکے بعد دیگرے دو آدمی مادام فراؤ کے متعلق پوچھ گچھ کرنے آئے تھے۔ ان میں سے اس مقامی کو وہ جانتا تھا اس لئے اس کا نام اس نے بتا دیا جب کہ غیر ملکی اس کے لئے اجنبی تھا۔ مجھے خیال آیا کہ کہیں اس کا تعلق مادام پارکر سے نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اس سے اس کا حلیہ پوچھا۔ لیکن اس حلیے کا کوئی آدمی مادام پارکر کے گروپ میں نہیں ہے"۔۔۔ رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر مادام فراؤ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ ویری بیڈ۔ یہ یہاں کے لوگ مجھے شیطانوں کی اولاد لگتے ہیں۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ اس ٹائیگر کا تعلق یقیناً عمران سے ہے"۔۔۔ ایونز نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر باس وہ تو اُسے مقامی بدمعاش کہہ رہا تھا۔ سیکرٹ ایجنٹ تو بدمعاشیاں نہیں کرتے پھرتے"۔۔۔ رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے بھی ٹائیگر ٹام کے پاس پہنچا وہاں اس نے راکسن کو قتل کیا اور ٹام کے بقول اس کے روکنے کی کوشش کے باوجود نکل گیا۔ وہ وہاں مادام پارکر کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ شکر ہے کہ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ٹام اپنے اسسٹنٹ کے ہاتھوں فائل مجھے بھجوا چکا

تھا۔ لیکن چونکہ ٹام نظروں میں آچکا تھا۔ اور چونکہ وہ مقامی آدمی ہے اس لئے کسی بھی وقت وہ ہماری نشاندہی کرسکتا تھا اس لئے میں نے اس کا خاتمہ کرکے درمیانی رابطہ مکمل طور پر ختم کر دیا۔ لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ وہ ٹائیگر مادام فراڈ کو پوچھتا پھر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کسی پُراسرار ذریعے سے یہ جان چکے ہیں کہ فائل مادام فراڈ کے پاس ہے۔ اس لئے اب جیسے ہی مادام فراڈ ایئرپورٹ پہنچے گی یہ لوگ اُسے گھیر لیں گے۔ نتیجہ یہ کہ فائل ان کے ہاتھ پہنچ جائے گی اور جہاں تک اس غیر ملکی کا تعلق ہے وہ لازماً میک اپ میں ہوگا اور اس کا تعلق یقیناً مادام پارکر سے ہی ہوگا۔ مادام فراڈ اس کی نظروں میں آچکی ہوگی اور اُسے دیکھتے ہی وہ چالاک عورت سمجھ گئی ہوگی کہ میں بھی یہاں موجود ہوں۔ راکسن کو چونکہ میرے گروپ سے ہی توڑا گیا تھا اس لئے راکسن کی غداری کے ساتھ ہی اُسے میرا خیال آیا ہوگا۔ اور اب وہ مادام فراڈ کے ذریعے مجھ تک پہنچنا چاہتی ہوگی یہ تو بہت بُری خبر سنائی تم نے"۔۔۔۔ ایونز نے انتہائی اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس واقعی اب آپ کے تجزیے کے بعد تو صورت حال انتہائی خراب نظر آرہی ہے۔ پھر کیا کیا جائے۔ مادام فراڈ کو روک دیا جائے"۔ رچرڈ نے کہا۔

"فائل تو ہم نے بہر حال نکالنی ہی ہے۔ کیونکہ میری پارٹی سے بات ہو چکی ہے۔ اول تو اب میں اسے روک نہیں سکتا اور اگر روک بھی لوں تب بھی کسی نہ کسی طرح نکالنا تو ہے ہی۔ اور جس پُراسرار انداز میں یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ اس سے مجھے اب حقیقت میں یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اگر فائل رک گئی تو پھر یہ لوگ ہم تک کسی نہ کسی طرح پہنچ جائیں گے۔ اس لئے ایک کام ہوسکتا ہے کہ ہم مادام فراڈ کو میک اپ میں بھجوا دیں۔ وہ عزیز خان سے کوئی بھی بہانہ کرسکتی ہے۔ اور عزیز خان کی وجہ سے کوئی اُسے چیک بھی نہ کر سکے گا۔ اس طرح وہ آسانی سے فائل نکال کر لے جائے گی۔ اس طرح ہمارا سارا مسئلہ حل ہوسکتا ہے"۔۔۔۔ ایونز نے جواب دیا۔

"باس۔ مادام فراڈ سنو وہائٹ کلب میں ہی اس عزیز خان سے ملاقاتیں کرتی رہی ہے اور یہ عزیز خان مادام فراڈ کے کمرے میں بھی آتا جاتا رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کو عزیز خان کے متعلق سن گن مل چکی ہو۔ آخر وہ مقامی آدمی ہے اور مشہور افسر ہے۔ اور عزیز خان کی وجہ سے وہ مادام فراڈ کو میک اپ کے باوجود بھی پہچان لیں گے"۔ رچرڈ نے کہا۔

"اوہ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ اوہ اوہ بالکل ایسا ہوسکتا ہے۔ اب تو بڑا مسئلہ بن گیا اس فائل کو نکالنا اور میں چاہتا ہوں کہ یہ فوری طور پر ملک سے باہر نکل جائے تاکہ ہمارا مشن مکمل ہو جائے"۔ ایونز نے کہا۔

"باس ایسا نہ کریں کہ اس فائل کا پیکٹ بنا کر اسے ایئر کارگو سے بک کرا دیں۔ اس طرح کسی کو خبر بھی نہ ہوگی اور فائل اطمینان سے نکل جائے گی"۔۔۔۔ رچرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ انہوں نے ہر طرف چیکنگ کر رکھی ہو گی۔ انہیں بھی معلوم ہو گا کہ فائل اس طرح بھی ملک سے باہر بھجوائی جا سکتی ہے۔ اس لئے میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ ہاں البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اس فائل کو عام ڈاک کے ذریعے بھجوا دیں مجھے یقین ہے کہ عام ڈاک کی چیکنگ وہ نہ کر سکیں گے"۔۔۔ ایونز نے کہا۔

"لیکن باس۔ عام ڈاک میں اگر فائل گم ہو گئی تو۔ یہ پس ماندہ ملک ہے۔ یہاں کے لوگ اس قدر ذمہ داری سے کام نہیں کرتے جس ذمہ داری سے ہمارے ملک میں کام ہوتا ہے۔ میرے ذہن میں ایک اور تجویز آئی ہے اگر ہم ایکریمیا جانے والی فلائٹ کے کسی سٹیوارڈ وغیرہ کو اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی بھجوا دیں تب یہ فائل بغیر چیکنگ کے آسانی سے نکل سکتی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تجویز تو ٹھیک ہے لیکن اس پر فوری عمل مشکل ہے۔ سٹیوارڈ کا رابطہ بے شمار افراد سے ہوتا ہے اور اس قدر جلد ہم اس کے ہر رابطے کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ نتیجہ یہ کہ وہ کسی بھی غلطی کی بنا پر چیک ہو کر پکڑا جا سکتا ہے۔ ادھر کے۔ فی الحال میں فائل روک لیتا ہوں۔ پھر سوچ کر کوئی صحیح ترکیب نکالوں گا"۔۔۔ ایونز نے آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اب مادام فراڈ کا کیا کرنا ہے"۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

"مادام فراڈ ہماری اہم ممبر ہے۔ اس لئے اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اب اسے عزیز خان کے ساتھ جانے بھی نہیں دیا جا سکتا۔

کیونکہ مادام بارکر کی طرف سے خطرہ ہو سکتا ہے کہ وہ مادام فراڈ کو اغوا کر کے اس کے ذریعے ہم تک نہ پہنچ جائے۔ اس لئے اب مادام فراڈ کو نہ صرف روکنا پڑے گا بلکہ اسے چھپانا بھی پڑے گا۔ تم ایسا کرو کہ مادام فراڈ کو فوری طور پر اپنے پاس بلوا لو۔ اور اسے کہہ دو کہ وہ اب کسی صورت بھی باہر نہ جائے"۔۔۔ ایونز نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ رچرڈ نے دوسری طرف سے جواب دیا۔ اور ایونز نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی لکیروں سے بھر چکی تھی۔ آنکھیں سوچنے کے انداز میں سکڑی ہوئی تھیں۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

"فائل تو مل گئی اب اسے نکالوں کیسے"۔۔۔ ایونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال تیزی سے آیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"واہ۔ یہ ہوئی نا تجویز"۔۔۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"یس۔۔۔ رچرڈ سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"رچرڈ ہم خواہ مخواہ سر کھپاتے رہے۔ اصل ترکیب تو بالکل سامنے کی بات تھی۔ اس کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں گیا"۔۔۔ ایونز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا باس"۔۔۔ رچرڈ کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ

اشتیاق تھا۔

" اگر صرف عزیز خان باہر جائے اپنے طور پر۔ اور فائل ساتھ لے جائے مادام فراؤ اس کے ساتھ ہو ہی ناں تو پھر کیسا ہے۔ اکیلے عزیز خان پر تو کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ آفیسر تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ مادام یار کر یا وہ ٹائیگر وغیرہ ظاہر ہے مادام فراؤ کو ہی چیک کرتے رہیں گے "۔۔۔۔۔ ایونز نے کہا۔

" اوہ باس۔ ویری گڈ۔ واقعی یہ تو سامنے کی بات تھی۔ مادام فراؤ اگر ساتھ نہ ہو تو عزیز خان کی طرف تو کسی کا دھیان ہی نہیں جا سکتا ویسے بھی اس کا کوئی تعلق ہمارے ساتھ نہیں ہے اور مادام فراؤ بڑی آسانی سے عزیز خان کو کوئی بھی بہانہ بنا کر اکیلا بھجوا سکتی ہے۔ اوہ ویری گڈ باس۔ آپ کے ذہن کو داد دیتا ہوں "۔۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور ایونز مسکرا دیا۔

" او کے۔ پھر مادام فراؤ سے رابطہ کر کے اس تجویز پر فول پروف انداز میں عمل درآمد کرنے کا پروگرام بناؤ۔ اور سنو۔ پھر بھی احتیاطاً لوگ میک اپ میں ایئرپورٹ پر رہو گے تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو جائے تو اسے سنبھال سکو "۔۔۔۔۔ ایونز نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے باس۔ اب آپ قطعی بے فکر رہیں فائل نکل جائے گی "۔۔۔۔۔ رچرڈ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا اور ایونز نے مسکراتے ہوئے او کے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اب اس کے چہرے پر سے الجھن اور سوچ کے تمام تاثرات مٹ چکے تھے۔ اور اس کی جگہ گہرے اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

فیاض عمران کے جانے کے بعد کرسی سے اٹھا اور ڈھیلے قدموں چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو عمران کے حرکت میں آ جانے کی وجہ سے اُسے قدرے اطمینان تو ہو گیا تھا لیکن شرمندگی اور ندامت کے احساس کی وجہ سے اس کے کاندھے سکڑے ہوئے تھے۔ چہرہ لٹکا ہوا تھا اور نظریں نیچی تھیں۔ بہرحال وہ اپنے آپ کو قصور وار تو سمجھ ہی رہا تھا۔ دفتر سے باہر نکل کر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سرکاری جیپیں کھڑی رہتی تھیں۔ وہ اب گھر جانا چاہتا تھا کیونکہ اب وہ بُری طرح تھک چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی جیپ ہیڈکوارٹر سے نکلی اور تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔ چونکہ اس کا ذہن اور جسم بُری طرح تھکا ہوا تھا۔ اس لئے اپنے گھر جانے کے لئے طویل راستہ اختیار کرنے کی بجائے اس نے آفیسرز کالونی کے درمیان سے ہو کر گزرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح کافی

فاصلہ کم ہو جاتا تھا۔ وہ عام طور پر اس طرف سے اس لئے نہ گزرتا تھا۔ کیونکہ یہاں ہائی گریڈ آفیسرز رہتے تھے اور پروٹوکول کے مطابق اُسے انہیں سلام کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اس وقت اُسے کسی پروٹوکول کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس لئے وہ بغیر کسی کو سلام کئے بس جیپ دوڑاتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس نے ایک موڑ پر جیپ کو ٹرن دیا۔ اس کی نظریں سامنے سے آتی ہوئی ایک کار پر پڑیں۔ کار تیزی سے اس کی جیپ کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔ اور فیاض کی جیپ آگے نکل گئی تھی۔ لیکن فیاض کے ذہن میں اس کار کے اندر پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی غیر ملکی عورت کو دیکھ کر جھماکا سا ہوا اور بے اختیار اس کا پیر بریک پیڈل پر پڑ گیا۔ جیپ ایک جھٹکے سے رکنے لگی۔ فیاض نے پیر ہٹا کر پوری قوت سے سٹیرنگ کاٹ کر جیپ کو موڑا۔ یہ ٹرن اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ جیپ کے ٹائر سڑک پر گھومتے ہوئے چیخ اٹھے۔ لیکن فیاض نے ان کے احتجاج کی کوئی پرواہ نہ کی اور جیپ کو موڑ کر تیزی سے کار کے پیچھے دوڑانے لگا۔ جو موڑ سے گھوم کر اس کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔ وہ جب موڑ سے گھوم کر دوبارہ سیدھا ہوا تو دور تک جاتی ہوئی سڑک صاف پڑی تھی۔ کار غائب ہو چکی تھی۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں صرف کوٹھیوں کے پھاٹک تھے۔ اس لئے یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ کار کسی کوٹھی کے پھاٹک میں مڑ گئی ہے ورنہ اتنی دیر میں تو کسی صورت بھی کار اس سڑک کو کراس کر کے کافی دور موجود اگلے چوک سے نہ مڑ سکتی تھی۔ فیاض جیپ کو آگے بڑھائے لئے گیا ساتھ ساتھ وہ تیزی سے گردن گھما کر دائیں بائیں دونوں طرف کوٹھیوں کے گیٹ

بھی چیک کرتا جا رہا تھا۔ لیکن ذرا سا آگے بڑھتے ہی اُسے ایک کوٹھی کے کھلے گیٹ کے اندر سامنے پورچ میں وہی کار کھڑی نظر آ گئی۔ جیپ چونکہ اس گیٹ سے آگے نکل چکی تھی۔ اس لئے فیاض نے تیزی سے بریک لگائے اور پھر بڑی پھرتی سے ریورس گیئر لگا کر اس نے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ جیپ تیزی سے پیچھے ہٹتی گئی۔ اور پھر جب وہ کھلے پھاٹک کو کراس کرتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تو فیاض نے گیئر بدلا اور دوسرے لمحے اس کی جیپ گھوم کر کوٹھی کے کھلے گیٹ کے اندر دوڑتی ہوئی اس کار کے عقب میں رکی۔ فیاض نے انجن بند کیا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس وقت ظاہری طور پر تو اس کی حالت پہلے کی طرح خراب دکھائی دے رہی تھی۔ لیکن اپنے انداز سے وہ بے حد چست اور تیز محسوس ہو رہا تھا۔ پورچ کے آگے برآمدہ خالی پڑا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ راہداری میں سے ایک ملازم نما آدمی نمودار ہوا۔

"جی صاحب۔ فرمایئے"—— اس ملازم نے حیرت سے فیاض کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کس کی کوٹھی ہے۔ سنو میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں۔ اس لئے صحیح جواب دینا"—— فیاض نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ یہ کوٹھی ڈپٹی سیکرٹری مواصلات عزیز خان صاحب کی ہے۔ وہ ابھی مادام کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اطلاع کر دوں انہیں آپ کی آمد کی"—— ملازم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور ڈپٹی سیکرٹری مواصلات کا سن کر فیاض کے پھیلے ہوئے کندھے ایک بار پھر سکڑ گئے۔ ظاہر ہے ڈپٹی سیکرٹری ایک بہت بڑا عہدہ تھا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض باوجود با اختیار ہونے کے صرف شک کی بنا پر اس سے پوچھ گچھ تو نہ کر سکتا تھا۔

"یہ مادام کون ہیں۔ کیا نام ہے ان کا" ——— فیاض نے کہا۔

"جناب نام کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ ایکریمین ہیں اور ادب پتی بیوہ ہیں۔ یہاں سیاحت پر آئی تھیں کہ صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ویسے وہ رات کو واپس جا رہی ہیں اور صاحب بھی ان کے ساتھ جا رہے ہیں" ——— ملازم نے جواب دیا۔

"ساتھ جا رہے ہیں کیوں" ——— فیاض نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی سرکاری دورہ ہی ہو سکتا ہے جناب۔ صاحب جاتے ہی رہتے ہیں۔ میں اطلاع دوں صاحب آپ کی آمد کی" ——— ملازم نے ایک بار پھر کہا۔

"ارے نہیں۔ شکریہ۔ پھر کبھی سہی" ——— فیاض نے جواب دیا۔ اور تیزی سے مڑ کر واپس اپنی جیپ میں آ کر بیٹھا۔ اور جیپ کو موڑ کر وہ کوٹھی کے گیٹ سے نکلا اور ایک بار پھر پہلے والے راستے پر چل پڑا۔ اُسے دراصل کار میں بیٹھی ہوئی اس بوڑھی غیر ملکی عورت کو دیکھ کر ایک خیال آیا تھا کہ کہیں یہ بھی ان بین الاقوامی مجرموں کی ساتھی نہ ہو کیونکہ اس نے اس کی تصویر مس کاسٹر کے پاس دیکھی تھی۔ مس کاسٹر کے پرس میں موجود تھی یہ تصویر۔ اور فیاض کے پوچھنے پر مس کاسٹر ٹال گئی

تھی۔ گو اس وقت تو اس نے خیال نہ کیا تھا۔ لیکن موجودہ صورت حال میں جب اس نے اُسے دیکھا تو اچانک اس کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ اس عورت کو پکڑ کر وہ مجرموں تک پہنچ سکتا ہے۔ تاکہ فائل واپس حاصل کی جا سکے۔ لیکن ڈپٹی سیکرٹری مواصلات اور ادب پتی بیوہ کا سن کر اس کا سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ ظاہر ہے کسی ادب پتی بیوہ سیاح خاتون کو کیا ضرورت پڑی ہے ایسے چکروں میں پڑنے کی۔ اور اب اُسے خیال آ رہا تھا کہ یہ بیوہ بھی لازماً اس مس کاسٹر کے پاس قسمت کا حال پوچھنے آتی ہو گی اور اس نے اپنا رعب جمانے کے لئے اس کا فوٹو پرس میں رکھ لیا ہو گا تاکہ لوگوں کو بتایا جا سکے کہ اس جیسی ادب پتی خاتون بھی اس کے پاس آتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اپنی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوئی۔ اور اس نے جیپ پورچ میں جا کر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اُسی لمحے اس کا گھریلو بوڑھا ملازم دروازہ کھول کر باہر آیا۔ اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فیاض کو سلام کیا۔

"بیگم کہاں ہے" ——— فیاض نے سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ گھریلو ملازموں سے بھی انتہائی سخت لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا اس لئے ملازم بھی اس سے زیادہ بات نہ کرتے تھے۔

"وہ ابھی بچوں کو لے کر بازار گئی ہیں صاحب۔ بچوں کی یونیفارم لینی تھیں۔ پچھلے کئی دنوں تو وہ بے حد پریشان رہی ہیں۔ اس لئے یونیفارم نہ لے سکی تھیں" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور فیاض سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر ٹی۔ وی لاؤنج میں داخل ہوا۔ اور پھر وہاں سے وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اپنے

کمرے میں داخل ہو کر وہ سیدھا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر جب وہ باتھ روم سے واپس آیا تو نہانے اور لباس تبدیل کرنے کی وجہ سے اس پر چھائی ہوئی پہلی سی خستگی اور بے چارگی دور ہو چکی تھی وہ اب خاصا فریش لگ رہا تھا۔ اس کے جسم پر چونکہ باتھ گاؤن تھا اس لئے لباس نکالنے کے لئے وہ وارڈ روب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک طرف تپائی پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یہ کس کا فون آ گیا" ——— فیاض نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ——— فیاض سپیکنگ" ——— فیاض کا لہجہ کو سنجیدہ تھا۔

" رحمان بول رہا ہوں۔ مجھے سر سلطان کی طرف سے پیغام ملا تھا کہ تم نے وزارت خارجہ کے ریکارڈ کیپر کو بے ہوش کر کے ملک کی اہم ترین فائل چوری کی اور پھر غائب ہو گئے۔ اور ابھی ہیڈ کوارٹر سے مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ تم واپس آ گئے ہو۔ کیا سر سلطان کی رپورٹ درست ہے" ——— سر رحمان کی انتہائی سرد آواز سنائی دی۔ اور فیاض کا پورا جسم بری طرح کانپنے لگا۔ اسے سب سے زیادہ اس بات کا خوف تھا کہ وہ سر رحمان کا کیسے سامنا کرے گا اور وہ اب تک اپنے دل کو تسلیاں دیتا رہا تھا کہ عمران جب فائل برآمد کرے گا تو پھر وہ کوئی چھوٹی موٹی کہانی بنا کر سر رحمان کو مطمئن کر دے گا۔ لیکن اب وہ کیا کہتا۔

" ج ——— ج ——— جی ہاں۔ درست ہے" ——— بے اختیار اس کی زبان سے الفاظ پھسل کر باہر آ گئے۔

" کیا ——— کیا کہہ رہے ہو۔ تم تو تم نے واقعی ایسا کیا ہے۔ ملک سے غداری کی ہے۔ اور پھر ابھی تک زندہ بھی ہو۔ کہاں ہے وہ فائل" ——— سر رحمان نے اس قدر زور سے چیختے ہوئے کہا کہ ان کی آواز پھٹ گئی۔

" سر۔ میری بات سنیں۔ میں نے غداری نہیں کی۔ میں نے تو ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کو گرفتار کرنے کے لئے جال بچھایا۔ لیکن بد قسمتی سے میں خود پھنس گیا۔ یہاں کے اخبارات میں ایک ایکریمی ماہر روحانیات کے اشتہارات شائع ہوئے۔ اس کا نام مس کاسٹر تھا۔ میں نے سوچا کہ اکثر بین الاقوامی مجرم ایسے روپ دھار کر آتے ہیں۔ چنانچہ میں اسے ٹٹولنے کی غرض سے اس سے ملا۔ اور جناب میں نے وہاں اس سے اصل بات اگلوانے کے لئے ایسی اداکاری کی کہ مس کاسٹر میرے سامنے کھل گئی۔ اس نے بتایا کہ وہ ایک بہت بڑی بین الاقوامی مجرم تنظیم کی رکن ہے۔ اور وہ یہاں ایک اہم فائل کے حصول کے لئے آئے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اس تنظیم کے اصل سرغنوں کو نہ جانتی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان اصل سرغنوں کی گرفتاری کے لئے جال بچھایا جائے۔ ابھی میں اس کے طریقہ کار کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے ایک دفتری انکوائری کے سلسلے میں وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم میں ریکارڈ کیپر کے پاس جانا پڑا۔ اتفاق سے ان کی میز پر وہی فائل پڑی ہوئی تھی۔ میرے ذہن میں فوراً ہی ایک پلان آ گیا۔ ویسے تو ریکارڈ کیپر صاحب وہ فائل مجھے نہ دیتے۔ اس لئے میں انہیں بے ہوش کر کے وہ فائل وہاں سے

لے آیا اور یہاں اپنے دفتر آ کر میں نے اس فائل کے کاغذات تو اپنے
کانفیڈنشل باکس میں رکھے اور اس کے کور میں غیر اہم سے کاغذات
رکھ کر میں نے مس کاسٹر کو فون کیا کہ فائل میں لے آیا ہوں۔ وہ مجھے اپنے
کسی سرغنے سے ملائے۔ اس پر اس نے مجھے فوری طور پر گولڈن ریم
نائٹ کلب کے کاؤنٹر پر پہنچنے کے لئے کہا جہاں اس نے بتایا کہ میری
ملاقات کسی مس پارکر سے ہوگی جو مجھے سرغنے کے پاس لے جائے گی۔
چنانچہ میں وہاں پہنچا تو وہ غیر ملکی مس پارکر مجھے اپنے ساتھ کلب کے سپیشل
روم میں لے گئی۔ وہاں اچانک میں بے ہوش ہوگیا۔ پھر مجھے ہوش
آیا تو میں ایک کمرے میں کرسی پر بندھا بیٹھا تھا اور وہ مس پارکر اپنے
دو ساتھیوں کے ساتھ میرے سر پر سوار تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ فائل جعلی
نکلی ہے۔ وہ مجھ سے اصل فائل پوچھ رہی تھی لیکن سر ظاہر ہے میں
اصل فائل کیسے اسے دے سکتا تھا۔ میں نے انکار کر دیا اس پر انہوں
نے مجھ پر بے پناہ تشدد کیا۔ میرے دونوں بازوؤں میں انہوں نے
خنجر گھونپ دیئے۔ میری انگلیوں کے ناخن اکھاڑ لیے گئے۔ مجھے
کوڑے مارے گئے۔ میں اس خوفناک تشدد کے دوران
بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں شدید زخمی حالت میں اس
کمرے میں اکیلا تھا۔ میں نے بڑی جدوجہد کر کے اپنے آپ کو رسیوں
سے چھڑایا۔ اسی لمحے مسلح آدمی اس کمرے میں آئے۔ میں نے شدید
زخمی ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ کیا۔ وہ تعداد میں دو تھے۔ لیکن میں
نے انہیں مار گرایا۔ اور پھر میں اس کوٹھی سے نکل کر سیدھا اپنے ہیڈ
کوارٹر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر مجھے پتہ چلا کہ وزارت داخلہ سے فون آیا تھا۔

کہ اس کے دو افسر میرے دفتر کی تلاشی لینے آ رہے ہیں اور دو آدمی آئے انہوں
نے میرے دفتر سے وہ کانفیڈنشل باکس اٹھایا اور سب کے سامنے چلے گئے ہو سکتا
ہے سر تشدد کے دوران نیم بے ہوشی کے عالم میں لاشعوری طور پر میں نے انہیں بتا دیا ہو
کہ اصل فائل کانفیڈنشل باکس میں ہے بہرحال وہ فائل اس طرح دفتر سے نکل کر ان کے
ہاتھوں میں پہنچ گئی میں زخمی ہونے کے باوجود فوری طور پر حرکت میں آ گیا۔ مگر
ان لوگوں نے سب نشان مٹا دیئے ہیں۔ لیکن میں مسلسل ان کے تعاقب
میں ہوں۔ میں گھر صرف لباس بدلنے ابھی آیا ہوں۔ اور ابھی میں نے
واپس جانا تھا۔ کیونکہ میں نے ان کی ایک ساتھی عورت کو ٹریس کر لیا
ہے۔ وہ بظاہر ایک ادب پیتی بیوہ ایکریمین سیاح خاتون بنی ہوئی
ہے۔ اور اس نے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے ڈپٹی سیکرٹری مواصلات
عزیز خان کی کوٹھی میں پناہ لے رکھی ہے۔ میں ابھی اس کی کوٹھی میں
گیا تھا۔ اور جب میں نے عزیز خان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ مجھے
اور سنٹرل انٹیلی جنس کو گالیاں دینے لگ گیا۔ اس نے آپ کو بھی بیہودہ
الفاظ کہے۔ مجھے بے حد غصہ آیا۔ لیکن میں مجبور تھا کیونکہ میرے
پاس خصوصی اجازت نامہ موجود نہ تھا۔ آپ بھی ملک میں موجود نہ
تھے کہ آپ سے فون پر اجازت لے لیتا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا
کہ گھر آ کر لباس بدل کر میں سیدھا وزارت داخلہ جاؤں اور وہاں سیکرٹری
صاحب کی منت کر کے ان سے خصوصی اجازت نامہ حاصل کروں اور
اس عزیز خان کو بتاؤں کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس کیا اختیارات
اور سر رحمان کی کیا حیثیت ہے اور اس عورت کو اس کی کوٹھی
برآمد کر کے اس سے فائل کا کھوج حاصل کروں" ——— سوپر فیاض

شروع شروع میں تو ہکلا ہکلا کر بولتا رہا لیکن پھر اس کی زبان پوری روانی سے چل پڑی۔ عمران کے ساتھ رہ کر وہ اتنی بات تو سیکھ گیا تھا کہ کسی کی کمزوری کو کس طرح ایکسپلائٹ کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر اس وقت تو مسئلہ اس کی موت و زندگی کا تھا اگر سر رحمان مطمئن نہ ہوتے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے موت سے نہ بچا سکتی۔ یہی وجہ تھی کہ لاشعوری طور پر اس کی زبان پورے اعتماد سے چلتی رہی اور ساتھ ساتھ اس نے سر رحمان کو نفسیاتی طور پر بھی اکسا دیا۔ اگر عام حالات ہوتے تو شاید فیاض دو کے بعد تیسرا فقرہ بھی نہ بول سکتا۔

"اس عزیز خان کی یہ جرأت کہ وہ کسی مجرم کو بھی پناہ دے اور پھر سنٹرل انٹیلی جنس کے اختیارات کو بھی چیلنج کرے۔ تم نے اُسے گولی مار دینی تھی۔ سنو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پیشے میں ایسا ہو جاتا ہے کہ ہم مجرموں کے لئے جال بچھاتے ہیں لیکن وہ الٹ ہو جاتا ہے۔ اور تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ لیکن مجھے تمہاری رپورٹ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ تم نے بہرحال کام تو کیا۔ تم فکر مت کرو۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ تم فوراً اس عزیز خان کی کوٹھی میں جاؤ۔ اور اس عورت کو گرفتار کر کے اس سے فائل اگلواؤ اور پوری تنظیم کو گرفتار کر لو۔ اگر عزیز خان مزاحمت کرے تو اُسے بھی گرفتار کر لینا۔ ملکی مفادات کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے"۔۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں فائل بھی حاصل کر لوں گا اور مجرموں کو بھی گرفتار کر لوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے بڑی

مشکل سے اپنے دل میں امنڈنے والی بے پناہ مسرت کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں ایک ہفتے بعد واپس آؤں گا۔ تم نے اس دوران تمام کارروائی مکمل کرنی ہے۔ اگر تم نے کوتاہی کی تو میں اپنے ہاتھ تمہیں گولی مار دوں گا۔ اور سنو۔ میں ہیڈ کوارٹر آرڈر کر دیتا ہوں میری واپسی تک میرے اختیارات بھی تم ہی استعمال کرو گے۔ لیکن میں کامیابی چاہتا ہوں کامیابی۔ سن لیا تم نے"۔۔۔۔ سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ فکر نہ کریں سر"۔۔۔۔ فیاض نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ اور فیاض رسیور رکھ کر بے اختیار کمرے میں ناچنے لگ گیا۔ اس کے سر سے نہ صرف سارا الزام اتر گیا تھا بلکہ وہ اب مکمل با اختیار بھی بن گیا تھا۔ وہ نہ صرف خود بلکہ اس کا رواں رواں مسرت سے ناچ رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ اچانک دروازے سے اس کی بیوی کی آواز سنائی دی اور وہ چونک کر رک گیا۔

"سلمیٰ میں بچ گیا۔ اوہ اوہ تم واقعی رحمت کا فرشتہ۔ اوہ سوری۔ فرشتہ تو مذکر ہوتا ہے۔ فرشتی۔ مم۔۔۔۔ مگر فرشتی تو سنا ہی نہیں"۔۔۔۔ فیاض بات کرتے کرتے بوکھلا کر خاموش ہو گیا اور سلمیٰ اس کی اس حالت پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"فرشتے کی مؤنث نہیں ہوتی۔ تم آگے بات کرو۔ آخر یہ رقص کس خوشی

میں ہو رہا ہے۔ دفتر میں تو تم خودکشی کرنے والے تھے"۔۔۔۔ سلمیٰ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہی تو بتا رہا تھا کہ اگر تم اس وقت موقع پر نہ آجاتیں تو میں خودکشی کر چکا ہوتا۔ لیکن تم رحمت کی حور ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم ویسے بھی حور سے کم نہیں ہو۔ آگئیں اور میں خودکشی سے بچ گیا۔ ابھی سر رحمان کا فون آیا۔ میں نے اُسے ساری بات بتا دی۔ انہوں نے بجائے ناراض ہونے کے مجھے شاباش دی اور اپنے اختیارات بھی مجھے سونپ دیئے۔ ہے ناں خوشی کی بات"۔۔۔۔ فیاض نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تم پر بھی عمران بھائی کا رنگ چڑھتا جا رہا ہے۔ وہ بھی اسی طرح دوسروں کی تعریفیں شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن سر رحمان تو ان معاملات میں بے حد سخت واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے کیسے شاباش دی۔ کیا عمران بھائی نے قاتل تلاش کر کے تمہیں دے دی ہے"۔۔۔۔ سلمیٰ نے قدرے شرماتے ہوئے کہا۔ شاید فیاض کے اُسے حور کہنے کا یہ ردعمل تھا۔

"اس نے کیا دینی ہے۔ اس سے تو میں اب نپٹوں گا۔ اس نے تو مجھے تھپڑ بھی مارا ہے۔ میرے ہی دفتر میں مجھے۔ اگر مجھے تمہارا خیال نہ ہوتا کہ تم اُسے بھائی کہتی ہو تو میں اس تھپڑ کے جواب میں اُسے گولی مار دیتا۔ لیکن تمہاری وجہ سے میں نے اس کی جان بخش دی اور بس اُسے دفتر سے دھکے دے کر نکال دیا۔ میں نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہ ڈالیں تو میرا نام بھی فیاض نہیں۔ اب تو

مجھے سر رحمان سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اب تو سب اختیارات میرے پاس ہیں۔ ہونہہ اب دیکھوں گا میں اُسے"۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔ تھپڑ یاد آتے ہی اس کی مسرت غصے میں تبدیل ہو گئی تھی۔

"عمران بھائی نے تھپڑ مارا اور آپ کو۔ نہیں۔ میں یہ نہیں مان سکتی۔ وہ تو بے حد خلیق آدمی ہیں"۔۔۔۔ سلمیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں مانتیں تو تم بھی اس کے ساتھ ہی جہنم میں جاؤ۔ مجھے معلوم ہے تم بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ تم دونوں بھائی بہن ایک جیسے ہی ہو۔ اپنے شوہر کی بات نہیں مانتی۔ اور اس بھائی کی تعریفیں کر رہی ہو۔ ہونہہ۔ نانسنس"۔۔۔۔ فیاض کو اور بھی زیادہ غصہ آ گیا۔ اور جسے وہ چند لمحے پہلے رحمت کا فرشتہ اور حور کہہ رہا تھا۔ اب غصہ آتے ہی اُسے جہنم میں جانے کا کہنا شروع کر دیا۔ سلمیٰ اس کی فطرت جانتی تھی کہ اب اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو اس کا غصہ اور تیز ہو جائے گا۔ اس لئے وہ خاموشی سے مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

"ہونہہ۔ اس کی تعریف کر رہی ہے۔ اس شیطان کی"۔۔۔۔ فیاض نے اسی طرح غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر اس نے وارڈروب کھولی اور اس کے اندر موجود استری شدہ اپنی یونیفارم نکالی اور دوبارہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اب سر رحمان کی طرف سے اختیارات ملنے کے بعد اس نے یونیفارم میں ہی خان کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سر رحمان کو تو اس نے

لاشعوری طور پر اس لئے عزیز خان اور اس ادب پتی بیوہ کی بات کر دی تھی کہ سر رحمان یہی سمجھیں کہ وہ واقعی بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔ لیکن اب کہنے کے بعد ایک بار تو اس کا وہاں جانا ضروری تھا۔ اس لئے اس نے یونیفارم پہننے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر جب باتھ روم سے وہ باہر آیا تو اس کے جسم پر فل یونیفارم تھی۔ اب وہ پہلے سے بھی زیادہ اکڑ کر چلتا ہوا پورچ کی طرف چل پڑا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ کوٹھی سے نکل کر تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی عزیز خان کی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگی۔ اس بار جب وہ کوٹھی میں پہنچا تو وہ کار غائب تھی۔ اس نے جیپ روکی۔ اور پھر اچھل کر نیچے اترا۔ پہلے کی طرح ابھی وہ برآمدے تک پہنچا ہی تھا کہ وہی ملازم دوبارہ نمودار ہو گیا۔ اس بار فیاض کی بدلی ہوئی حالت اور یونیفارم دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"جی صاحب" ——— ملازم کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ مؤدبانہ تھا۔

"یہ کار جو پہلے کھڑی تھی وہ کہاں گئی۔ اور وہ تمہاری مادام ابھی اندر ہے" ——— فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ تو مادام کی کار تھی جناب۔ وہ واپس چلی گئی ہیں۔ البتہ صاحب اندر ہیں۔ میں آپ کی آمد کی اطلاع دوں یا نہیں" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ انہیں کہو کہ سنٹرل انٹیلی جنسی کا سپرنٹنڈنٹ فیاض آیا ہے" ——— فیاض نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب۔ ادھر ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیے۔

میں انہیں اطلاع دیتا ہوں" ——— ملازم نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں فیاض برآمدے کی سائیڈ میں موجود ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ ملازم جا چکا تھا۔ فیاض کو وہاں بیٹھے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر قیمتی سوٹ تھا۔ آنکھوں پر انتہائی نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ اور اسے دیکھتے ہی فیاض کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر آئی۔ اس نے اسے ایک بار ایک گیم کلب میں دیکھا تھا۔ وہ بڑے زور شور سے جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ اور فیاض کے پوچھنے پر گیم کلب کے ملازم نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ بہت بڑے سرکاری افسر ہیں۔ اور سرکاری افسر کا سن کر فیاض نے دلچسپی چھوڑ دی تھی۔

"میرا نام عزیز خان ہے۔ فرمایئے۔ کیسے تکلیف کی آپ نے" ——— عزیز خان نے سپاٹ لہجے میں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے فیاض کہتے ہیں اور میں سنٹرل انٹیلی جنس میں سپرنٹنڈنٹ ہوں" ——— فیاض نے بھی بڑے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں اور میرے ہاں اپنی آمد کا مقصد بتائیں" ——— عزیز خان نے بڑے درشت لہجے میں کہا اور خود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا کہ فیاض کے تن بدن میں آگ سلگ اٹھی۔ لیکن چونکہ مسئلہ بہرحال اعلیٰ آفیسر کا تھا اس لئے اس نے بمشکل اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔

"آپ ملک سے باہر جا رہے ہیں" ——— فیاض نے صوفے پر

بیٹھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے ملک سے باہر جانا کوئی سنگین ترین جرم ہو۔

"ہاں ـــ کیوں۔ آپ کا مطلب "ـــــ عزیز خان فیاض کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"مطلب ہے تو آیا ہوں۔ آپ جیسے اعلیٰ آفیسر کا اس طرح اچانک ملک سے جانا مشکوک بھی ہو سکتا ہے۔ سمجھے۔ آپ اور یہ بھی سن لیں کہ میرا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔ گو میں پوسٹ کے لحاظ سے سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ لیکن اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے اختیارات میرے پاس ہیں اور میں آپ کو ہتھکڑی بھی لگا سکتا ہوں"ـــــ فیاض سے غصے پر مکمل کنٹرول نہ ہو سکا تو وہ ابل پڑا۔ عزیز خان کے ہونٹ بھنچ گئے اور آنکھیں سکڑ سی گئیں۔

"آفیسر پلیز آپ کنٹرول میں رہ کر بات کریں۔ میں ڈپٹی سیکرٹری ہوں کوئی چپڑاسی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے کیا اختیارات ہیں۔ پہلے مجھے بتایئے کہ میرا ملک سے باہر جانا کیسے مشکوک ہو گیا ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ سے چھ ماہ کی رخصت لی ہوئی ہے اور ملک سے باہر جانے کا باقاعدہ اجازت نامہ بھی میرے پاس موجود ہے"ـــــ عزیز خان نے سپاٹ انداز میں کہا۔ لیکن بہرحال فیاض کی دھمکی کام دکھا چکی تھی۔ کیونکہ پہلے کی نسبت اب اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔ اور عزیز خان کی بات سن کر فیاض کی آنکھوں میں مزید چمک ابھر آئی۔ کیونکہ پہلے وہ یہی سمجھا تھا کہ عزیز خان سرکاری دورے پر جا رہا ہے اور اس نے بس

بات چلانے کی غرض سے اس کے باہر جانے کو مشکوک قرار دے دیا تھا۔ لیکن اب جب کہ عزیز خان رخصت پر تھا اور نجی طور پر باہر جا رہا تھا تو اب وہ اور زیادہ شیر ہو گیا تھا۔

"آپ اکیلے جا رہے ہیں یا آپ کے ساتھ وہ اربیئن ایکریمین بیوہ خاتون بھی جا رہی ہیں"ـــــ فیاض نے کہا اور عزیز خان اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ حیرت ہے۔ آپ کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہوا"ـــــ عزیز خان کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔

"آپ انٹیلی جنس کو کیا نکموں کا محکمہ سمجھتے ہیں"ـــــ فیاض نے مسکراتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو عزیز خان بے اختیار مسکرانے لگا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی مجھے خیال نہ آ رہا تھا کہ آپ کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے۔ بہرحال مادام فراؤ میری دوست ہیں۔ اور آپ کو یہ بتا دوں کہ اگر آپ کو علم نہ ہو کہ میں اور مادام فراؤ نے شادی کا فیصلہ کیا ہے اور میں نے اس کے لئے بھی محکمے سے باقاعدہ اجازت نامہ لے لیا ہے۔ کیونکہ غیر ملکی خاتون سے شادی کے لئے اعلیٰ افسروں کو باقاعدہ اجازت لینی ضروری ہوتی ہے۔ یہ شادی ایکریمیا میں ہو گی۔ میں نے رخصت بھی اسی وجہ سے لی ہے۔ میں یہ چھ ماہ مادام فراؤ کے ساتھ ایکریمیا میں گزاروں گا اور پھر مادام سمیت واپس آ جاؤں گا۔ ہمارا پروگرام یہی تھا کہ ہم آج رات اکٹھے ہی ایکریمیا فلائی کر جاتے لیکن مادام فراؤ کو یہاں کوئی کام تھا اس لئے وہ فی الحال رک گئی ہیں۔

اور میں اکیلا وہاں جا رہا ہوں۔ مادام بعد میں آئیں گی تاکہ میں وہاں ان سے پہلے جا کر ان کے کاروباری معاملات کو اچھی طرح سمجھ لوں کیونکہ بہر حال شادی کے بعد میں نے ہی ان کے وسیع و عریض جائیداد کو سنبھالنا ہے"۔۔۔۔ عزیز خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید یہ ساری تفصیل اس لئے بتائی تھی کہ کہیں انٹیلی جنس مادام فراؤ سے شادی کی وجہ سے مشکوک نہ ہو گئی ہو۔

"اچھا طریقہ ہے دولت حاصل کرنے کا۔ بہر حال یہ آپ کا ذاتی فعل ہے۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ صرف اتنی تفصیل بتا دیں کہ آپ کس فلائٹ سے جا رہے ہیں اور ایکریمیا میں آپ کا پتہ کیا ہو گا"۔۔۔۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ فیاض کے دولت حاصل کرنے والے ریمارک پر عزیز خان کا چہرہ ایک بار غصے سے تمتما اٹھا مگر وہ اپنے آپ کو کنٹرول کر گیا اور اس نے مطلوبہ معلومات فیاض کو بتا دیں۔

"او۔کے۔ تعاون کا شکریہ"۔۔۔۔ فیاض نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور بغیر مصافحہ کئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر واقعی سوچ بچار کی بے شمار لکیریں نمایاں ہو چکی تھیں۔

"یہ لیجئے چائے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کچن والے حصے سے نکل کر اس کے سامنے چائے کی پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ بلیک زیرو دوسری پیالی اٹھائے میز کی سائیڈ سے گھوم کر دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"اس بار صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کلیو تو ملتا ہے لیکن کلیو تک پہنچتے پہنچتے اس کو مٹا دیا جاتا ہے۔

میں اس وقت ذہنی طور پر انتہائی بے بسی سی محسوس کر رہا ہوں۔ شاید میری زندگی میں اس سے پہلے ایسے لمحات کم ہی آئے ہوں گے کہ ملک کی اہم ترین فائل مجرموں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور مجھ سمیت ساری سیکرٹ سروس بے بس ہو گئی ہے۔ اگر فائل ملک سے باہر نکل گئی تو میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر سکوں گا"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد گھمبیر تھا۔

"عمران صاحب فائل تو باہر نہیں جا سکتی۔ پوری سیکرٹ سروس اس معاملے میں الرٹ ہے۔ ایئرپورٹ۔ بحری راستے۔ شہر سے باہر نکلنے والی سڑکیں۔ حتی کہ ایئرکارگو۔ محکمہ ڈاک اور مواصلات کے دفاتر تمام پرائیویٹ فرموں کے دفاتر کی مکمل نگرانی کی جا رہی ہے۔ معمولی سا شک پڑنے پر مکمل چیکنگ کی جاتی ہے۔ میں نے سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس اور اس ٹائپ کے دوسرے اداروں کے لوگوں کو بھی اس چیکنگ میں انگیج کر لیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چائے پیتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تم نے اچھا کیا ہے۔ لیکن فائل تو بہرحال ملنی چاہیئے۔ ایسی چیکنگ ہم کب تک جاری رکھ سکیں گے۔ آخر ایک روز اسے ختم کرنا پڑے گا۔ اور تب مجرم آسانی سے فائل سمیت باہر جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے بھی سر ہلا دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے اس بات کا کوئی حل اس کے پاس بھی نہ تھا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔ عمران کی ہدایت پر چونکہ بلیک زیرو نے عمران کی مخصوص فریکونسی پہلے ہی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کر رکھی تھی۔

اس لئے کال آتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہو گی جسے وہ مادام فراؤ کے بارے میں انکوائری کی ہدایت دے کر آیا تھا عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر کالنگ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔۔ عمران اٹنڈنگ۔ رپورٹ دو اوور"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ مادام فراؤ سنو وائٹ کلب میں ہی رہائش پذیر تھی وہ ایک ارب پتی بیوہ عورت ہے اور سیاحت کی غرض سے یہاں آئی ہے۔ لیکن میرے پہنچنے سے پہلے وہ کلب چھوڑ چکی تھی۔ کیونکہ اس کا پروگرام واپس جانے کا تھا۔ مزید انکوائری پر یہ پتہ چلا ہے کہ مادام فراؤ کے انتہائی گہرے تعلقات ڈپٹی سیکرٹری مواصلات عزیز خان سے تھے اور جب اس نے کلب چھوڑا تو یہاں یہی بتایا گیا کہ آج رات وہ دونوں ایکریمیا روانہ ہونے والے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ وہ عزیز خان اس مادام فراؤ سے ایکریمیا جا کر شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ شاید مادام فراؤ کلب چھوڑ کر عزیز خان کی کوٹھی میں منتقل نہ ہو گئی ہو۔ عزیز خان کے بارے میں یہ بتا دوں باس کہ وہ جوا کھیلنے کا بے حد عادی ہے۔ اور جوئے میں اس نے بڑی بھاری رقمیں ہاری ہوئی ہیں اور اسی پر زیر زمین دنیا کی کئی بدمعاش تنظیموں کا بھاری قرضہ چڑھا ہوا ہے۔ اس شہرت کی بنا پر میں عزیز خان کو جانتا تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے جب عزیز خان کی کوٹھی آفیسرز کالونی پہنچا تو باس میں نے

سپرنٹنڈنٹ فیاض کو پوری یونیفارم میں ملبوس جیپ پر سوار اس کی کوٹھی سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عزیز خان کے ملازم کو کچھ رقم دے کر جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ مادام فراؤ اور عزیز خان دونوں اکٹھے ایک پرائیویٹ کار میں یہاں پہنچے ہی تھے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ان کے پیچھے آ گیا اس وقت وہ یونیفارم میں نہ تھا۔ اور ملازم کے کہنے کے باوجود اس نے عزیز خان یا مادام فراؤ سے ملاقات نہ کی اور ملازم سے ہی سرسری باتیں کر کے واپس چلا گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد مادام فراؤ اکیلی کار میں بیٹھ کر چلی گئی۔ اور عزیز خان کوٹھی میں ہی رہا پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض دوبارہ آیا اب وہ مکمل یونیفارم میں تھا اور اس بار اس نے عزیز خان سے ملاقات کی اور پھر واپس چلا گیا۔ ملازم سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مادام فراؤ اور عزیز خان دونوں اکٹھے ایکریمیا جا رہے تھے لیکن پھر اچانک مادام فراؤ نے ارادہ بدل دیا۔ اب عزیز خان اکیلا جائے گا۔ جب کہ مادام فراؤ ابھی یہاں رہے گی۔ ان معلومات کے بعد میں نے سوچا کہ شاید مادام فراؤ دوبارہ سنو وائٹ کلب گئی ہو۔ لیکن وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں واپس نہیں گئی۔ میں نے ملازم سے اس کار کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن سوائے کار کے رنگ کے اور کوئی مطلب کی بات معلوم نہیں ہو سکی اوور" ___ ٹائیگر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو کہ سامنے آئے بغیر اس عزیز خان کے اس سامان کی مکمل تلاشی لو۔ جو وہ ساتھ لے جانا چاہتا ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو۔

اور ہاں اس مادام فراؤ کا تفصیلی حلیہ بھی بتا دو۔ تم نے تو معلوم کیا ہو گا اوور" ___ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور پھر جب ٹائیگر نے مادام فراؤ کا حلیہ بتا دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

" فیاض کا اس عزیز خان سے ملنا تو خاصا مشکوک معاملہ ہے" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے کہ فیاض نے مجھے سب کچھ سچ سچ نہیں بتایا۔ وہ کچھ واقعات چھپا گیا ہے۔ اُسے مادام فراؤ اور اس عزیز خان کے بارے میں کچھ معلوم تھا۔ البتہ اب فیاض کے عزیز خان سے ملنے سے مادام فراؤ کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ حالانکہ بظاہر تو کوئی کلیو نہ تھا۔ میں نے تو صرف اس لئے ٹائیگر کو اس کی تلاشی کی ہدایات دی تھیں کہ مادام پارکر نے شک ظاہر کیا تھا کہ مادام فراؤ کی موجودگی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایونز یہاں موجود ہے اور راکسن جو مادام پارکر سے فائل لے اڑا تھا۔ اُسے ایونز کے گروپ سے ہی توڑا گیا تھا۔ لیکن اب فیاض کے وہاں پہنچ جانے اور خاص طور پر یونیفارم پہن کر جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عزیز خان سے کچھ اگلوانا چاہتا تھا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ نے ٹائیگر کو تلاشی لینے کے لئے کہا ہے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ فائل عزیز خان کے ذریعے ملک سے نکالی جا رہی ہے" ___ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے عزیز خان بڑا افسر ہے اور پھر بظاہر قطعی بے تعلق آدمی ہے۔ اس لئے وہ فائل آسانی سے نکال کر لے جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" مادام فراؤ کے پروگرام کینسل کر دینے کی سمجھ نہیں آئی۔ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کو یہ اطلاع مل گئی ہو کہ ٹائیگر مادام فراؤ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ہے۔ ارے ہاں وہ مادام پارکر کے آدمی بھی تو اس مادام فراؤ کو تلاش کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کی وجہ سے مادام فراؤ کو منظر سے ہٹا لیا گیا ہے۔ اس طرح یہ کلیو بھی ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

" آپ نے مادام پارکر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی ہدایات نہیں دیں۔ کم از کم انہیں تو گرفتار کر لینا چاہئے تھا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" فی الحال سب سے پہلے میں فائل حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ لوگ کہاں بھاگ کر جا سکتے ہیں۔ بہرحال فائل تو ان کے ہاتھ سے بھی جا چکی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" جولیا سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس باس" ـــــ جولیا کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

" ایک حلیہ نوٹ کرو۔ اس عورت کا نام مادام فراؤ ہے اور یہ سنو وہائٹ کلب میں رہتی تھی۔ تمام ممبروں کو یہ حلیہ بتا کر ہدایت دے دو کہ اسے فوری طور پر تلاش کیا جائے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مادام فراؤ کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

" یس باس" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے کہا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آنی شروع ہو گئی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ٹائیگر کالنگ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" یس عمران اٹنڈنگ ـــــ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس میں نے تلاشی لے لی ہے۔ عزیز خان اپنے ساتھ صرف دو بڑے بریف کیس لے کر جا رہا ہے۔ ملازم کو اس نے کسی کام سے بھیجا تھا۔ اس لئے وہ کوٹھی میں اکیلا تھا۔ میں نے بے ہوش کر دیا اور پھر ان بریف کیسز کی تلاشی لی۔ اس میں کوئی مشکوک چیز موجود نہیں ہے۔ عام کاغذات اور کپڑے وغیرہ ہیں اوور" ـــــ ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اسے چھوڑ دو اور تم جا کر اس مادام فراؤ کو تلاش کرو۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" بلیک زیرو جولیا کو ہدایت دے دینا کہ وہ ایئرپورٹ پر موجود

نگرانی کرنے والوں کو عزیز خان کے بارے میں ہوشیار کر دے۔ اس کی خاص طور پر تلاشی لی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُسے یہ فائل جاتے وقت دی جائے اور مادام فراؤ کے بارے میں بھی ہدایات دے دینا۔ اگر وہ وہاں پہنچے تو اس کی بھی مکمل تلاشی لی جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا، اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن آپ اب کہاں جا رہے ہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں اس فیاض کو مزید ٹٹولتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کوئی کلیو مل جائے" عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ایونز نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا۔

"یس ایونز"۔۔۔۔ ایونز کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"رچرڈ بول رہا ہوں جناب۔ ایک اطلاع دینی تھی۔ عزیز خان نظروں میں آ چکا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ اور ایونز بری طرح چونک پڑا۔

"عزیز خان نظروں میں آ گیا ہے۔ وہ کیسے۔ کس کی نظروں میں آیا ہے"۔۔۔۔ ایونز نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس، مادام فراؤ کو میں نے عزیز خان کی کوٹھی میں فون کر کے واپس بلا لیا تھا اور مادام فراؤ کے پہنچ جانے کے بعد جب میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ عزیز خان کی کوٹھی میں پہنچا۔ تاکہ اس کی ائیرپورٹ تک مکمل نگرانی کی جائے اور ائیرپورٹ پر اُسے وہ

بیکٹ دیا جائے جس میں فائل ہوتی جس کی بات اس سے مادام فراؤ کر چکی تھی لیکن وہاں جا کر میں نے دیکھا کہ عزیز خان اپنے کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اور باس اس کے سامان کی بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی بھی لی گئی تھی۔ اس کا ملازم موجود نہ تھا۔ وہ جب آیا تو میں نے پولیس آفیسر کے طور پر اس سے پوچھ گچھ کی تو حیرت انگیز انکشافات ہوئے ہیں۔ کہ مادام فراؤ جب عزیز خان کی کوٹھی میں موجود تھی اس وقت انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض وہاں پہنچا تھا۔ لیکن وہ صرف ملازم سے پوچھ گچھ کر کے واپس چلا گیا پھر مادام فراؤ کے وہاں سے آجانے کے بعد سپرنٹنڈنٹ فیاض یونیفارم میں دوبارہ وہاں پہنچا اور اس نے عزیز خان سے ملاقات کی اور واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور مقامی آدمی نے بھی ملازم کو رشوت دے کر اس سے مادام فراؤ کے آنے جانے کے سلسلے میں معلومات حاصل کی ہیں" ---- رچرڈ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فائل باہر جانے کا یہ سکوپ بھی ختم ہو گیا۔ یہ لوگ آخر کس طرح ہر اس سیٹ اپ تک پہنچ جاتے ہیں جو ہم فائل باہر نکالنے کے لئے طے کرتے ہیں۔ ایک معمولی سی فائل کا ملک سے باہر نکالنا ہمارے لئے عذاب بن گیا ہے۔ مادام فراؤ اس وقت کہاں ہے" ---- ایونز نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"باس آپ نے تو کہا تھا کہ مادام فراؤ کو میں اپنے پاس رکھوں لیکن میں نے احتیاطاً اسے پوائنٹ ایکس پر جانے کے احکامات

دیئے تھے۔ کیونکہ مادام فراؤ کے تعاقب میں ہو سکتا تھا کہ کوئی آدمی ہم تک پہنچ جاتا" ---- رچرڈ نے جواب دیا۔

"گڈ۔ ان حالات میں تو واقعی تم نے عقلمندی سے کام لیا ہے۔ لیکن مادام فراؤ اب مکمل طور پر نظروں میں آ چکی ہے اور اب یہ واحد ایسا ذریعہ رہ گیا ہے جو سیکرٹ سروس یا انٹیلی جنس کو ہم تک پہنچنے میں مدد دے سکتا ہے۔ میں مادام فراؤ کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب یہ ضروری ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اس عزیز خان کا بھی خاتمہ کر دو" ---- ایونز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو کیا باس۔ مادام فراؤ کو ہلاک کر دیا جائے" ---- رچرڈ کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ دنوں تک مکمل طور پر کیمو فلاج ہو کر بیٹھے رہیں سخت نگرانی جب تک ہو سکے گی۔ اس کے بعد ہم آسانی سے فائل نکال کر لے جا سکیں گے۔ میں پارٹی کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ ابھی انتظار کرے لیکن اگر مادام فراؤ زندہ رہی تو یہ شیطان اس کا کھوج یقیناً نکال لیں گے۔ اور مادام فراؤ ان کے ہاتھ لگ گئی تو پھر وہ تمہیں اور مجھے سب کو ڈھونڈھ نکالیں گے۔ اگر مادام فراؤ کو ختم کر دیا جائے تو پھر ہم سب مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں گے" ---- ایونز نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ واقعی ان حالات میں یہ ضروری ہے۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ عزیز خان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا" ---- رچرڈ نے

جواب دیا اور ایونز نے طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ لیکن اب اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ شیطانی روحیں ہر جگہ پہنچ جاتی ہیں۔ نجانے انہیں کیسے پتہ چل جاتا ہے" ——— ایونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحے وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اچانک وہ سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔ اور انکوائری کے نمبر ڈائل کیے۔

"یس انکوائری پلیز" ——— چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"سنیئے۔ میں غیر ملکی ہوں۔ اور پہلی بار یہاں بزنس کے سلسلے میں آیا ہوں۔ میں نے یہاں اپنے ایک دوست کو تلاش کرنا ہے۔ اس کا نام کارلس ایڈورڈ ہے۔ ایکریمین ہے۔ لیکن کافی طویل عرصے سے یہاں رہ رہا ہے۔ کئی سال پہلے وہ یہاں ایک کلب وائٹ سٹار کا منیجر رہا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ کلب ختم ہو چکا ہے۔ کیا آپ کارلس ایڈورڈ کی تلاش میں میری مدد کر سکتے ہیں" ——— ایونز نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کارلس ایڈورڈ۔ ایک منٹ جناب۔ میں چیک کرتا ہوں" ——— دوسری طرف سے آپریٹر کا جواب سنائی دیا اور ایونز خاموش بیٹھا رہا۔

"ہیلو سر۔ کارلس ایڈورڈ کے نام پر براہ راست تو فون نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک ٹپ دے سکتا ہوں۔ میرے ایک دوست کا

والد وائٹ سٹار میں سپروائزر رہا ہے۔ ان کا نام منیر فاروقی ہے۔ وہ اس وقت گرین ہوٹل کے منیجر ہیں۔ آپ ان سے بات کریں ہو سکتا ہے وہ آپ کے دوست کو جانتے ہوں" ——— آپریٹر نے جواب دیا۔ وہ شاید ایونز کو پردیسی سمجھ کر اس کی پوری مدد کرنا چاہتا تھا۔

"اوہ۔ بہت بہت شکریہ۔ اس ہوٹل کا نمبر بتا دیں" ——— ایونز نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ اور جب آپریٹر نے نمبر بتایا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے وہ نمبر ڈائل کر دیا۔

"گرین ہوٹل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جواب ملا۔

"منیجر منیر فاروقی صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام البرٹ ہے" ایونز نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ریسیور پر ایک اجنبی آواز ابھری۔

"ہیلو۔ منیر فاروقی۔ منیجر گرین ہوٹل بول رہا ہوں" ——— بولنے والے کا لہجہ کاروباری تھا۔

"منیر فاروقی صاحب۔ میرا نام البرٹ ہے اور میں ایکریمیا سے آیا ہوں۔ میں نے اپنے ایک پرانے دوست کارلس ایڈورڈ سے ملنا ہے۔ لیکن مجھے ان کا موجودہ پتہ معلوم نہیں ہے۔ البتہ وہ پہلے وائٹ سٹار میں منیجر رہے ہیں۔ آپ کے متعلق مجھے ٹپ ملی ہے۔ کہ آپ بھی اس وائٹ سٹار سے متعلق رہے ہیں۔ اگر آپ میری رہنمائی

کر سکیں تو مہربانی ہو گی" ۔۔۔ ایونز نے کہا۔

"جی ہاں۔ کارلس ایڈورڈ آج کل وکٹری کلب کے مالک ہیں آپ وہاں فون کر لیں" ۔۔۔ منیر فاروقی نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے وکٹری کلب کا نمبر بھی بتا دیا۔ ایونز نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا کر وکٹری کلب کا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"وکٹری کلب" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور آواز ابھری۔

"کارلس ایڈورڈ صاحب سے بات کرائیں۔ میں ان کا ایک پرانا دوست بول رہا ہوں۔ نام میں انہیں خود بتاؤں گا" ۔۔۔ ایونز نے کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز رسیور پر ابھری۔

"کارلس ایڈورڈ سپیکنگ۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں" بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایونز بول رہا ہوں۔ آسکر ایونز۔ یاد آ گیا یا ڈارک نائٹ کا حوالہ دوں" ۔۔۔ ایونز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ایونز تم ۔۔۔ اوہ اس قدر طویل عرصے کے بعد کیسے رابطہ ہوا۔ کیا ایکریمیا سے بول رہے ہو" ۔۔۔ دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ یہیں موجود ہوں اور بڑی مشکل سے تمہارا نمبر تلاش کیا ہے۔ میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔ لمبا کام ہے۔ اور

یقین ہے کہ تم اسے آسانی سے مکمل کر لو گے" ۔۔۔ ایونز نے جواب دیا۔

"اچھا۔ کیسا کام۔ کچھ بتاؤ تو سہی" ۔۔۔ کارلس نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"فون پر بتانے کا نہیں ہے۔ میں وہیں تمہارے ہوٹل آ رہا ہوں۔ لیکن سنو۔ میں خفیہ ملاقات چاہتا ہوں" ۔۔۔ ایونز نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تو سنو۔ میرے ہوٹل مت آؤ۔ تم ایسا کرو کہ کاسموس کلب میں آ جاؤ۔ وہ بھی میری ملکیت ہے۔ تم کاؤنٹر پر جا کر صرف میرا نام لینا۔ تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں ملاقات ہر لحاظ سے خفیہ رہے گی" ۔۔۔ کارلس نے کہا۔

"یہ کہاں ہے کلب" ۔۔۔ ایونز نے پوچھا۔ اور جواب میں کارلس نے اسے تفصیلی پتہ سمجھا دیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ ایونز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ کارلس کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ انتہائی شاطر ذہن کا آدمی ہے۔ پہلے جب وہ پاکیشیا آیا تھا تو کارلس نے اس کی بڑی مدد کی تھی۔ اور سچی بات تو یہی ہے کہ وہ کارلس کی مدد سے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گھیرے کے باوجود زندہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہوا تھا۔ اس نے یہاں آ کر پہلے اسی کے متعلق معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب اسے پتہ چلا کہ وائٹ سٹار کلب ہی ختم ہو چکا ہے۔ تو اس نے مزید کارروائی کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ اور ٹام کو انگیج کر لیا تھا۔ لیکن اب جب فائل کو یہاں سے نکالنے کا ہر راستہ مسدود ہو گیا اور اسے

اپنی انتہائی اہم ساتھی مادام فراؤ تک کو قتل کرنے کا حکم دینا پڑا تو اُسے کارلس ایڈورڈ پھر یاد آ گیا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کارلس ایڈورڈ پہلے کی طرح اس بار بھی اس کی ضرور مدد کرے گا۔ اور وہ اس کی مدد سے فائل آسانی سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ اس زمانے میں بھی کارلس ایڈورڈ کے زیر زمین دنیا میں ہاتھ بے حد لمبے تھے۔ حالانکہ اس وقت وہ صرف منیجر تھا اب جب کہ ایک ہوٹل اور ایک کلب کا بھی مالک بن چکا ہے۔ اب تو ظاہر ہے کہ اس کا اثر رسوخ اور زیادہ بڑھ چکا ہو گا۔ چنانچہ اُسے ذہنی طور پر مکمل یقین ہو گیا کہ کارلس اب اس کا کام آسانی سے کرا دے گا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آیا۔ اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ باہر پورچ میں آ گیا۔ یہاں ایک کار موجود تھی۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا کوٹھی سے باہر آ گیا۔ چونکہ وہ شروع سے ہی خفیہ رہ کر فائل حاصل کرنے کا پلان بنا کر آیا تھا۔ اس لئے آتے ہوئے اس نے ایک نیا مستقل میک اپ کر لیا تھا۔ اور اس میک اپ میں ہی اس نے تمام کاغذات تیار کرائے تھے۔ اس میک اپ میں اس کا نام جانسن تھا۔ اور کاغذات کی رو سے وہ ایک ادیب تھا۔ اور یہاں آمد کا مقصد پاکیشیا پر ایک کتاب لکھنا تھا۔ اس نے یہاں کارادو کوٹھی اسی نام سے حاصل کی تھی۔ اور شروع سے یہاں اکیلا رہتا آ رہا تھا۔ صرف رچرڈ کو معلوم تھا کہ وہ ایونز ہے اور یہاں رہتا ہے۔ باقی اس کے اپنے گروپ تک کو علم نہ تھا۔ کہ وہ کہاں اور کس نام سے رہتا ہے۔ ضرورت کے وقت وہ رچرڈ والے دفتر میں بھی جاتا تھا

یہاں وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کاسموس کلب پہنچ گیا۔ کلب کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔ البتہ یہاں آنے جانے والوں میں زیادہ تعداد غیر ملکیوں کی ہی تھی۔ اس لئے ایونز مطمئن ہو گیا کہ یہاں اُسے چیک نہ کیا جا سکے گا۔ چند لمحوں بعد وہ کاؤنٹر پر پہنچا اور واقعی کارلس ایڈورڈ کا نام لیتے ہی اُسے دوسری منزل پر واقع ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ اور خاص بات جو ایونز نے دیکھی تھی کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ اس سے ایونز سمجھ گیا کہ کارلس صرف مخصوص مقاصد کے لئے یہ کمرہ استعمال کرتا ہے۔ کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ لیکن ابھی اُسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک سائیڈ کی دیوار درمیان سے سائیڈوں پر ہٹی اور اس میں سے کارلس نمودار ہوا۔ لیکن اس کے چہرے پر اجنبیت اور سختی موجود تھی۔

"آپ کون ہیں"۔۔۔۔ کارلس نے گھور کر ایونز کو دیکھتے ہوئے کہا اور ایونز مسکرا دیا۔ ظاہر ہے وہ میک اپ میں تھا اس لئے کارلس اُسے کیسے پہچان سکتا تھا۔

"کارلس میں ایونز ہوں۔ ابھی فون پر تم سے بات ہوئی ہے"۔۔۔۔ ایونز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم ایونز۔ اچھا تم میک اپ میں ہو"۔۔۔۔ کارلس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر بڑے پُرجوش انداز میں ایونز سے مصافحہ کیا۔

"ہاں۔اسی لئے تو خفیہ ملاقات کی بات کی تھی میں نے" ---- ایونز نے کہا اور کارلس نے سر ہلا دیا۔

"بیٹھو یہاں ہم کھل کر بات کر سکتے ہو۔لیکن ٹھہرو بڑے طویل عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔اس لئے پہلے کچھ پی لیا جائے" ---- کارلس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بڑی سی بوتل اور دو جام اٹھائے اور ایونز کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

"کارلس بڑے ٹھاٹھ بنا لئے ہیں تم نے۔ہوٹل اور کلب دونوں خرید لئے ہیں۔خاصے تیز جا رہے ہو" ---- ایونز نے شراب کا جام کارلس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"بس ایونز۔قسمت ساتھ دیتی رہی ہے" ---- کارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا دھندہ کر رہے ہو" ---- ایونز نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے آج کل منشیات کا ہی دھندہ عروج پر ہے۔بہرحال تم بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔لیکن ایک بات پہلے کر دوں کہ ساری بات کھل کر بتانا۔تم میری فطرت جانتے ہو۔اگر میں تمہارا کام نہ بھی کر سکا۔تب بھی یہ بات باہر نہ جا سکے گی۔لیکن مجھے حالات پورے معلوم ہونے چاہئیں۔کیونکہ میں نے یہاں رہنا ہے" ---- کارلس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔سنو ایک تنظیم یہاں آئی جس کی لیڈر مادام پارکر

ہے۔اس تنظیم کا نام وائٹ کیٹ ہے۔اس کا مقصد یہاں سے ایک اہم ترین فائل حاصل کرنا تھا۔مجھے اطلاع مل گئی اور میں نے ایک اور پارٹی سے اس فائل کا سودا کر لیا۔چونکہ میں یہاں پہلے آ چکا تھا اس لئے مجھے یہاں کی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا پورے طور پر علم تھا۔اس لئے اس بار میں نے بالکل نئی گیم کھیلی کہ خود فائل حاصل کرنے کی بجائے اپنے خاص آدمی وائٹ کیٹ تک پہنچا دیئے۔وائٹ کیٹ نے بڑی جدوجہد کر کے فائل حاصل کر لی۔انہوں نے اس سلسلے میں یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آلہ کار بنایا" ایونز نے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض۔اوہ اوہ کیسے آلہ کار بن گیا۔وہ ایسا آدمی تو نہیں ہے۔میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں" ---- کارلس نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تفصیلات کا علم نہیں۔بہرحال سپرنٹنڈنٹ فیاض نے وہ فائل وائٹ کیٹ کے حوالے کی۔تو میرا آدمی جو وائٹ کیٹ کی مادام پارکر کا دست راست بنا ہوا تھا اسے اڑا کر لے آیا۔میں نے اس کے لئے ایک سیٹ اپ کیا تھا اور یہاں کے ایک مقامی آدمی ٹام کو درمیانی آدمی کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ٹام کے ذریعے وہ فائل مجھ تک پہنچ گئی اور میں نے سارے کلیو ختم کرنے کے لئے اپنے آدمی اور ٹام دونوں کو ختم کر دیا" ---- ایونز نے کہا۔

"اوہ۔تو ٹام کے کلب میں بم کا دھماکہ تم نے کرایا تھا" ---- کارلس ایک بار پھر چونک پڑا۔

"ہاں۔ آگے سنو" ۔۔۔ ایونز نے کہا۔ اور پھر اس نے اس فائل کو باہر نکالنے کی کوششوں کی پوری تفصیل بھی بتا دی۔ اور آخر یہاں تک بتا دیا کہ اسے اپنی ایک اہم ترین ساتھی مادام فراڈ کو بھی ختم کرنا پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مسلسل اس فائل کے پیچھے ہے۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ انہوں نے لازماً مکمل نگرانی کا جال پھیلا رکھا ہو گا۔ میں جانتا ہوں انہیں" ۔۔۔ کارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے شروع سے اب تک سارے حالات اور اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اس فائل کو بحفاظت نکالنے میں میری مدد کرو۔ لیکن یہ سن لو کہ میں فائل تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ تم نے مجھے بھی اس فائل سمیت یہاں سے نکالنا ہو گا۔ معاوضہ تم جو چاہو لے لو۔ لیکن کام بالکل صاف ہونا چاہیئے" ۔۔۔ ایونز نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے متعلق ابھی تک سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کوئی بھی نہیں جانتا۔ اس کے باوجود تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو۔ تمہارے کاغذات اصلی ہیں تم اطمینان سے فائل لے کر یہاں سے نکل سکتے ہو" ۔۔۔ کارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو نکل سکتا ہوں۔ فائل نہیں نکل سکتی۔ تم ان لوگوں کی چیکنگ کو نہیں سمجھ سکتے یہ لوگ بال کی کھال اتارتے ہیں اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ یہاں انتہائی جدید ترین مشینوں سے چیکنگ کی جا رہی ہے۔

اصل مسئلہ تو فائل کا نکالنا ہے" ۔۔۔ ایونز نے جواب دیا۔

"تم کہاں جانا چاہتے ہو" ۔۔۔ کارلس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"فی الحال تو اس ملک سے نکلنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد کوئی پریشانی نہ ہو گی" ۔۔۔ ایونز نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ کب جانا چاہتے ہو" ۔۔۔ کارلس نے کہا۔

"جس قدر جلد ہی ممکن ہو سکے۔ لیکن یہ دیکھ لو خطرہ ایک فیصد بھی نہیں ہونا چاہیئے" ۔۔۔ ایونز نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ایک فیصد تو کیا ایک فیصد کا ہزارواں حصہ بھی خطرے کا امکان نہیں ہے۔ لیکن معاوضہ دس لاکھ روپے ہو گا۔ اور وہ بھی کیش" ۔۔۔ کارلس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے" ۔۔۔ ایونز نے فوراً ہی جواب دیا۔

"او۔ کے۔ دو گھنٹوں بعد تم رقم کے بیگ سمیت بندرگاہ پر واقع ہوٹل سی ویو کے برآمدے میں موجود پبلک بوتھ پر پہنچ کر وہاں سے ایک نمبر ڈائل کرنا۔ جب دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا جائے تو تم کہنا کہ بلیک وولف سے ملنا ہے۔ اس پر تمہیں ایک کوڈ بتایا جائے گا۔ تم بوتھ سے باہر نکل آنا اور وہاں آگے ایک بک سٹال پر رک جانا۔ سیاہ رنگ کی کار وہاں بک سٹال پر پہنچے گی اور ایک آدمی بک سٹال پر آ کر اخبار خریدے گا۔ بک سٹال والے کو ایک ہزار روپے کا نوٹ دے گا۔ ظاہر ہے بک سٹال والے کے پاس چینج نہ ہو گا۔ تو تم چینج دینے کی آفر کرنا۔ وہ آدمی جب

تمہاری طرف متوجہ ہو تو تم اُسے چیلنج دینے کے ساتھ ہی اپنا بیگ اٹھا کر اس طرف کو چل پڑنا جدھر کار موجود ہو گی۔ وہ تم سے کوڈ پوچھے گا تم اُسے وہ مخصوص کوڈ بتا دینا اس پر وہ تمہیں اپنی کار میں بٹھالے گا اور ایک خاص جگہ پہنچا کر مخصوص ہدایات دے دے گا۔ رقم کا بیگ اُسی آدمی کے حوالے کر دینا۔ اس کے بعد تمہیں سمندر کے راستے ملک کی سرحد پار کرا کر ہمسایہ ملک کافرستان کی سرحد پر پہنچا دیا جائے گا" ——— کارلس نے طویل ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ نمبر بھی بتا دیا جو اس نے پبلک فون بوتھ سے ڈائل کرنا تھا۔

" اس قدر پر اسراریت کی کیا ضرورت ہے کارلس" ——— ایونز نے حیران ہو کر پوچھا۔

" سنو ایونز۔ میں کسی طرح بھی بظاہر تمہارے معاملے میں ملوث نہیں ہونا چاہتا۔ کیونکہ اس طرح میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس کی نظروں میں آسکتا ہوں۔ اور اگر ایک بار میں ان کی نظروں میں آ گیا تو پھر میرا یہاں رہنا محال ہو جائے گا" ——— کارلس نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ میرا کام تم خود کرنے کی بجائے کسی اور کے ذمہ لگانا چاہتے ہو" ——— ایونز نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں یہ سارا سیٹ اپ میرا اپنا ہے۔ صرف میں خود ——— سامنے نہ آؤں گا۔ تم فکر مت کرو۔ تمہارا بال بھی بیکا نہ ہو گا۔ اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ میں شاید دس لاکھ میں بھی یہ کام نہ کرتا

کیونکہ دس لاکھ روپے آج کل میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ لیکن تم سے دیرینہ تعلقات کی بنا پر میں نے حامی بھر لی ہے اور یہ دس لاکھ روپے صرف اخراجات کے لئے میں لے رہا ہوں" ——— کارلس نے جواب دیا۔

" دیکھ لو کارلس۔ کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے" ——— ایونز نے متذبذب لہجے میں کہا۔

" اگر تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔ بات ختم تم اپنے طور پر جو کوشش کرنا چاہو کر لو۔ ویسے میری طرف سے بے فکر رہو۔ یہ بات میرے سینے سے باہر نہ جا سکے گی" ——— کارلس نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ بات نہیں کارلس۔ اگر مجھے تم پر اعتماد نہ ہوتا تو ظاہر ہے میں اس قدر طویل تحقیق کے بعد تم تک کیوں پہنچتا۔ دس لاکھ روپے دے کر تو میں کسی بھی ذریعے سے یہاں سے نکل جاتا۔ میرے لئے رقم یہاں سے نکلنے کا مسئلہ اس قدر اہم نہیں ہے جس قدر اہمیت اعتماد کی ہے" ——— ایونز نے کہا۔

" تم قطعی بے فکر رہو ایونز۔ تم نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ تو میں بھی تمہارے اس اعتماد پر پورا اتروں گا" ——— کارلس نے ایونز کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ اب یہ بتا دو کہ کیا کاغذات وغیرہ مکمل طور پر ساتھ ہوں یا......" ——— ایونز نے مسکراتے ہوئے اور مطمئن لہجے میں پوچھا۔

" ارے نہیں ایونز۔ کاغذات وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میرا کام بالکل ہی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ تم خود دیکھو گے تو حیران ہو جاؤ گے۔ تمہاری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ تم بے فکر رہو۔ بس میری ہدایات کا خیال رکھنا" ـــــــ کارلس نے کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ اب مجھے اجازت" ـــــــ ایلونز نے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر کارلس سے ہاتھ ملا کر وہ مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اب اس کے چہرے پر خاصا اطمینان موجود تھا۔ چنانچہ کار لے کر وہ تھوڑی دیر بعد واپس اپنی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ فائل اور رقم چونکہ اس نے اپنی تحویل میں رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ مکمل طور پر مطمئن تھا۔ کہ وقت پر سی ویو پہنچے گا۔ اس نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ رچرڈ اور دوسرے ساتھیوں سے بھی اس کو خفیہ رکھے گا۔ اور ملک سے باہر جا کر وہ رچرڈ سے رابطہ کرے گا۔ تاکہ کسی قسم کی گڑبڑ کا کوئی ذرہ برابر بھی امکان باقی نہ رہے۔

سوپر فیاض عزیز خان سے ملنے کے بعد جیپ دوڑاتا سیدھا اپنے دفتر پہنچا۔ اور اس وقت اس کا پھولا ہوا سینہ کچھ اور پھول گیا۔ جب وہاں اس کا استقبال بالکل ویسے ہی ہوا۔ جیسے سر رحمان کا کیا جاتا تھا۔ کیونکہ سر رحمان ہیڈ کوارٹر فون کر کے یہ ہدایات دے چکے تھے کہ انہوں نے اپنے اختیارات بھی عارضی طور پر سوپر فیاض کو دے دیئے ہیں۔

فیاض ابھی اپنے دفتر جا کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور انسپکٹر عارف جو فیاض سے خاصا بے تکلف تھا اندر داخل ہوا۔

"مبارک ہو فیاض۔ ڈائریکٹر جنرل بن گئے ہو۔ عارضی ہی سہی بن تو گئے ہو" ـــــــ انسپکٹر عارف نے اندر آتے ہی انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مبارک کا شکریہ انسپکٹر عارف۔ مسئلہ اختیارات ملنے کا

نہیں اس وقت مسئلہ فائل ملنے کا ہے۔ اگر سر رحمان کی واپسی تک فائل نہ مل سکی تو وہ نہ صرف اپنے اختیارات واپس لے لیں گے بلکہ ساتھ ہی میری جان بھی لے لیں گے" ـــــ فیاض نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

"اگر کسی خصوصی دعوت کا وعدہ کرو تو میں اس معاملے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں" ـــــ انسپکٹر عارف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ تمہیں معلوم ہے کہ فائل کہاں ہے" ـــــ فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم تو نہیں ہے۔ لیکن اگر کوشش کی جائے تو معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن پہلے وعدہ" ـــــ انسپکٹر عارف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دعوت کی بات کر رہے ہو عارف۔ اگر تم فائل کی واپسی میں میری مدد کرو تو میرا وعدہ کہ تمہیں میں سینئر انسپکٹر بنوا دوں گا" فیاض نے تیز لہجے میں کہا اور انسپکٹر عارف فیاض کی بات سن کر کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ پھر تو ایک فائل کیا میں دس فائلیں تلاش کر سکتا ہوں۔ لیکن سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ فائل ملنے کے بعد تم ٹالنا شروع کر دو" عارف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ جو وعدہ فیاض نے کیا تھا وہ تو اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ سینئر انسپکٹر کے عہدے تک ترقی کا تو اس کا ذہن سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ وہ ابھی

حال ہی میں انسپکٹر بھرتی ہوا تھا۔ اپنے کام کے لحاظ سے اس مختصر عرصے میں ہی اس نے سر رحمان کو خاصا متاثر کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ایک عملی آدمی تھا اس لئے اُسے معلوم تھا کہ صرف سر رحمان کی خوشنودی اس کے کام نہیں آ سکتی۔ جب تک سپرنٹنڈنٹ فیاض کی خوشنودی بھی ساتھ حاصل نہ کی جا سکے۔ کیونکہ دفتری کام سوپر فیاض کے ذریعے ہی آگے بڑھتا تھا اور سوپر فیاض کی خوشامد پسندی ایک ایسی کمزوری تھی جو اس نے فوری طور پر بھانپ لی تھی۔ نتیجہ یہ کہ اس نے اس کمزوری کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اور فیاض کے معمولی سے کام کی بھی اس قدر تعریف کرتا کہ فیاض اُسے اپنا سب سے زیادہ ہمدرد سمجھنے لگا۔ یہی وجہ تھی کہ فیاض جیسا رکھ رکھاؤ رکھنے والا آفیسر بھی اس سے بے تکلف ہو گیا تھا۔

"جلدی کرو۔ نکالو کہاں ہے فائل" ـــــ فیاض نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ فائل میں نے اپنی جیب میں تو نہیں رکھی ہوئی۔ لیکن میرے پاس ایک کلیو ایسا ہے کہ اگر اس کلیو پر کام کیا جائے تو ہم فائل تک پہنچ سکتے ہیں" ـــــ انسپکٹر عارف نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کون سا کلیو۔ جلدی بتاؤ" ـــــ فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض۔ جو دو افراد وزارت داخلہ کے افسر بن کر یہاں سے فائل لے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کو میں نے گولڈن ایئر ٹ کلب کے مالک ٹام کے دفتر میں جاتے دیکھا تھا۔ اس

وقت تو میں یہی سمجھتا تھا کہ یہ وزارت داخلہ کا افسر ہے۔ اس لئے مجھے یہ خیال آیا کہ ٹام جیسے عام سے غنڈے کی اتنے بڑے افسر کے ساتھ اس طرح کے بے تکلفانہ تعلقات کی وجہ معلوم کروں۔ ٹام کا ایک اسسٹنٹ جابر میرا خاصا گہرا دوست ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جابر سے بات کی جائے۔ چنانچہ میں نے جابر کو تلاش کیا۔ تو وہ نہ ملا۔ اس کے ایک ساتھی نے بتایا کہ جابر باس ٹام کے کسی انتہائی خفیہ کام گیا ہے۔ مزید اس نے ہی بتایا کہ باس ٹام نے اُسے ایک لفافہ دیا ہے اور وہ اس لفافے کو کسی پارٹی تک پہنچانے گیا ہے۔ ٹام کے اُسی ساتھی نے ہی بتایا کہ یہ لفافہ ٹام کے اس دوست نے دیا ہے جو اس وقت دفتر میں موجود ہے۔ اس بات پر میں اور زیادہ چونک پڑا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ یہ آدمی جسے میں وزارت داخلہ کا افسر سمجھ رہا تھا ایک غیر ملکی ہے۔ جو مقامی میک اپ میں تھا۔ اس کا نام راکسن ہے۔ یہ اس قدر اہم بات تھی کہ میں یہ سن کر بھونچکا رہ گیا۔ چنانچہ اب مجھے اس لفافے کی فکر ہو گئی۔ میں نے مزید تحقیق کی کہ آخر جابر کہاں گیا ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ وہ گلبار کالونی کے پہلے چوک پر جا کر اتر گیا ہے۔ کلب سے چونکہ وہ ٹیکسی کے ذریعے گیا تھا اس لئے ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کرنے کے بعد اتنا معلوم ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا پتہ نہ چل سکا۔ میں نے سوچا کہ آخر وہ واپس تو آئے گا۔ چنانچہ میں جب اس کا انتظار کرتے واپس کلب آیا تو یہاں کلب بم کے خوفناک دھماکے سے تباہ ہو چکا تھا۔ ٹام اور راکسن دونوں کی لاشوں کے

ٹکڑے ملے۔ تب سے اب تک میں جابر کو تلاش کر رہا ہوں۔ لیکن جابر پھر کہیں نہیں مل سکا۔ سنجانے اس کے ساتھ کیا ہوا۔ یہاں آ کر مجھے جب معلوم ہوا ہے کہ تمہارے اس کانفیڈنشنل باکس میں اصل فائل تھی۔ تو میں سمجھ گیا کہ اس پیکٹ میں لازماً وہ فائل ہی ہو گی" انسپکٹر عارف نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کانفیڈنشنل باکس میں فائل تھی۔ میں نے تو اب تک کسی کو نہیں بتایا"۔۔۔ فیاض نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"سر رحمان نے جب تمہیں اختیارات دینے کی ہدایات دیں تو ساتھ ہی انہوں نے چیکنگ سٹاف کو بھی زبردست جھاڑ پلائی کہ انہوں نے بغیر پوری تحقیق کئے فیاض کے دفتر سے اس کا کانفیڈنشنل باکس کیوں لے جانے دیا۔ اس میں اہم ترین ملکی فائل موجود تھی۔ ان کی اس بات سے مجھے پتہ چلا"۔۔۔ انسپکٹر عارف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔

"لیکن گلبار کالونی تو بہت بڑی ہے۔ وہاں کیسے معلوم ہو گا کہ جابر کس کوٹھی میں گیا ہے۔ اور اس کالونی میں غیر ملکی بھی کثیر تعداد میں رہتے ہیں"۔۔۔ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب جب کہ تم نے مجھے سپیشل انسپکٹر بنانے کا فیصلہ کیا ہے تو میرے دماغ نے اور زیادہ تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ کوٹھی لازماً پہلے چوک کے قریب ہو گی۔ تبھی جابر پہلے چوک پر ہی جا کر اتر گیا۔ اور پہلے چوک کے قریب ایسی کوٹھیاں تلاش کی

جا سکتی ہیں جہاں غیر ملکیوں کی پر اسرار آمد و رفت ہو۔ پھر انہیں چیک کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی کلیو لازماً مل ہی جائے گا"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے جواب دیا۔

" ایسا نہ کریں کہ یہ کلیو عمران کو دے دیں وہ ان معاملات میں بے حد ماہر ہے۔ وہ جلد ہی فائل تلاش کر لے گا"۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔ اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر انسپکٹر عارف نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

" سوپر فیاض اپنا کام دوسروں کے حوالے کر دینے سے آدمی ترقی نہیں کر سکتا۔ تم فکر نہ کرو۔ انسپکٹر عارف کو اپنا سینیئر انسپکٹر بنا لو پھر دیکھنا کہ عارف اس عمران سے آگے رہتا ہے یا نہیں۔ اور میری کارکردگی سے محکمے میں تمہاری ہی عزت بنے گی"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ اگر کبھی تم نے مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کی تو ایسے جہنم میں پھینک دوں گا کہ ساری عمر تختے رہو گے"۔۔۔۔ فیاض نے فوراً ہی تلخ لہجے میں اپنے خدشے کا اظہار کر دیا۔

" سوپر فیاض۔ تم فکر نہ کرو۔ اور میں چھپکلی۔ تمہارے ساتھ کام کرتے ہوئے میری عزت بنے گی۔ تمہاری عزت میں کوئی کمی نہ آئے گی اور پھر میں تو ہمیشہ تمہارا ادنیٰ سا خادم ہی رہوں گا۔ میری تمام صلاحیتیں صرف تمہاری عزت بڑھانے کے ہی کام آئیں گی۔ اگر کہو تو میں اس بات کا حلف بھی دے سکتا ہوں"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے فوراً ہی خوشامدانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس کی خوشامدانہ

باتوں سے اس قدر خوش ہوا کہ اس کی آنکھیں بے اختیار چمکنے لگیں۔

" سنو عارف۔ اگر تم کسی طرح یہ فائل برآمد کرا دو تو وعدہ رہا کہ نہ صرف تمہیں سینیئر انسپکٹر بنا دوں گا بلکہ اپنا خاص اسسٹنٹ بھی بنا لوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" او کے۔ پھر اٹھو اور چلو گلبار کالونی۔ ابھی کام شروع کر دیتے ہیں"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض بھی جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیپ میں بیٹھے گلبار کالونی کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ جیپ انسپکٹر عارف ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ کیونکہ بہرحال وہ ماتحت تھا۔ اور انسپکٹر عارف کی یہی عادت فیاض کو بے حد پسند تھی کہ وہ بے تکلفی کا اظہار صرف علیحدگی میں کیا کرتا تھا۔ ورنہ دوسروں کے سامنے وہ انتہائی مؤدبانہ رویہ رکھتا تھا۔

گلبار کالونی پہنچ کر انسپکٹر عارف نے جیپ ایک ریستوران کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ فیاض بھی اس کے ساتھ ہی نیچے آ گیا۔

" آپ خاموش رہیں گے سپرنٹنڈنٹ صاحب ۔۔۔ کیونکہ پوچھ گچھ بڑے افسروں کی بجائے ماتحت ہی کیا کرتے ہیں"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے ریستوران میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔

ریستوران کے کاؤنٹر پر موجود ادھیڑ عمر آدمی سوپر فیاض کو وردی میں اندر آتا دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے گہرے سائے لرزنے لگے۔

"جی — جی — جناب، حکم فرمایئے جناب" — ادھیڑ عمر آدمی نے ان کے قریب پہنچتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"میرا نام عارف ہے اور میں سنٹرل انٹیلی جنس کا انسپکٹر ہوں۔ اور یہ بڑے صاحب ہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض" — انسپکٹر عارف نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جی — جی — جی صاحب۔ میں سوپر صاحب کو اچھی طرح پہچانتا ہوں صاحب۔ میں مختلف ہوٹلوں میں کام کرتا رہا ہوں۔ اب میں نے یہ ریستوران یہاں خود بنایا ہے۔ میں خادم ہوں جناب۔ میرا نام وکی ہے" — ادھیڑ عمر نے دانت نکالتے ہوئے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم گولڈن ایٹ نائٹ کلب کے جابر کو جانتے ہو اور جابر تم سے یہاں آکر ملتا رہتا ہے۔ تمہیں یہ تو معلوم ہوگا کہ گولڈن ایٹ نائٹ کلب میں بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ ہم اس دھماکے کی تحقیقات کر رہے ہیں اور شک ہے کہ یہ کام جابر نے کیا ہے۔ کیونکہ جابر دھماکے کے بعد سے غائب ہے" — انسپکٹر عارف نے تیز لہجے میں کہا۔

"جابر — اوہ ہاں جناب۔ میں جانتا ہوں اُسے۔ جس روز دھماکہ ہوا ہے اُسی روز وہ یہاں آیا تھا۔ گرین ٹی اُس کی کمزوری ہے۔ اور یہاں کی گرین ٹی کی شہرت پورے دارالحکومت میں ہے۔ وہ میرے پاس گرین ٹی پینے آیا تھا۔ میں نے اُسے یہیں کاؤنٹر پہ ہی گرین ٹی منگوا کر دی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہاں کیسے آنا ہوا

تو اس نے بتایا تھا کہ وہ ایک خاص کام سے یہاں آیا ہے۔ کسی سے ملنا ہے۔ بس اتنی بات ہوئی۔ پھر وہ گرین ٹی پی کر چلا گیا اور اس کے بعد آج تک نظر نہیں آیا۔ البتہ جناب اس کے جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کا کی رنگ کا کاؤنٹر پہ رہ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک ویٹر کو اس کے پیچھے بھیجا تاکہ اُسے کی رنگ دے آئے۔ ویٹر کافی دیر بعد واپس آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اس نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ صاحب کو تلاش کرنا پڑا۔ وہ کوٹھی نمبر پچیس کے گیٹ پہ کھڑے نظر آئے۔ اور پچیس نمبر کوٹھی کافی دور ہے۔ بس جناب اتنا تو مجھے معلوم ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں" — وکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی نمبر پچیس میں کون رہتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے" — انسپکٹر عارف نے پوچھا۔

"غیر ملکی ہیں جناب۔ اتنا تو مجھے معلوم ہے پہلے یہ کوٹھی خالی تھی۔ ابھی حال ہی میں یہ غیر ملکی آئے ہیں" — وکی نے جواب دیا۔

"او کے شکریہ" — انسپکٹر عارف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی ساتھ ہی مڑا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں جیپ کے پاس پہنچ گئے۔

"یہ تو پتہ چل گیا کہ جابر کوٹھی نمبر پچیس میں گیا ہے۔ لیکن غیر ملکیوں کا مسئلہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں" — فیاض نے کہا۔

"سر آپ یہیں رکیں۔ میں اس کوٹھی کا جائزہ لے کر آتا ہوں"

انسپکٹر عارف نے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔ عارف تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک سائیڈ گلی میں غائب ہو گیا۔ فیاض جیپ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عارف واپس آ گیا۔

"سر کوٹھی میں واقعی کئی غیر ملکی مرد اور عورتیں موجود ہیں۔ میں نے جھانک کر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں جابہ کی برآمدگی کے چکر میں اس پر باقاعدہ ریڈ کرنا چاہئے"۔۔۔ انسپکٹر عارف نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو باقاعدہ تلاشی کا وارنٹ حاصل کرنا پڑے گا" سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"سر آپ اس وقت سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں آپ اپنے اختیارات استعمال کریں"۔۔۔ عارف نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض یک لخت سیدھا ہو گیا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے چلو"۔۔۔ سوپر فیاض کے لہجے میں خود بخود رعب پیدا ہو گیا۔ عارف مسکراتا ہوا سٹیرنگ پر بیٹھا اور اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک درمیانے سائز کی کوٹھی کے سیاہ رنگ کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔

"بیل دو"۔۔۔ فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔ اور انسپکٹر عارف سر ہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اترا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ کوٹھی پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہ تھی۔ صرف ایک ستون پر پچیس کا ہندسہ ایک پلیٹ پر لکھا ہوا موجود تھا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی باہر آ گیا۔ مگر سامنے سرکاری جیپ اور اس میں یونیفارم میں بیٹھے ہوئے سوپر فیاض کو دیکھ

کر وہ بری طرح چونک پڑا۔

"یہ کس کی کوٹھی ہے"۔۔۔ فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں اس غیر ملکی نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رچرڈ ڈکلسن کی"۔۔۔ غیر ملکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"سنو۔ میں قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس ہوں اور یہ میرے ہی محکمے کا انسپکٹر ہے۔ جاؤ رچرڈ کو اطلاع دو ہم اس سے فوری ملنا چاہتے ہیں"۔۔۔ سوپر فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے واپس اسی چھوٹی سی کھڑکی میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا وہی نوجوان پھاٹک پر موجود تھا۔

"جی تشریف لائیے"۔۔۔ اسی نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور انسپکٹر عارف جو اس دوران جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے جیپ سٹارٹ کی اور مختصر سے لان کو کراس کر کے اس نے جیپ پورچ میں جا کر روک دی۔ پورچ میں اس وقت ایک کار کھڑی تھی۔ فیاض جیپ رکتے ہی اچھل کر نیچے اترا اور اس نے پہلے بڑے افسرانہ انداز میں گھوم کر پوری کوٹھی کا جائزہ لیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ایک سائیڈ پر کھڑی ایک سیاہ رنگ کی کار کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ اس کار کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ وہی کار ہے جس میں مادام فراؤ اور وہ ڈپٹی سیکرٹری عزیز خان سوار تھا۔ اور اسی کار کا تعاقب کرتے ہوئے وہ پہلے عزیز خان کی کوٹھی میں گیا تھا۔ مگر دوسری بار جب وہ

گیا تھا تو کار موجود نہ تھی ۔ اور مادام فراؤ بھی جا چکی تھی ۔ اس کا مطلب تھا کہ مادام فراؤ یہاں موجود ہے ۔ اور مادام فراؤ کی یہاں موجودگی اور جابر کا پیکٹ یہاں لے آنے کا صاف مطلب تھا کہ وہ درست جگہ پہ پہنچ گئے ہیں ۔

" آیئے جناب " ــــ اس غیر ملکی نے پھاٹک بند کر کے واپس ان کے قریب آتے ہوئے کہا اور وہ انہیں ساتھ لے کر برآمدے کے کونے میں موجود ایک ڈرائنگ روم میں آ گیا ۔ ڈرائنگ روم خاصا وسیع اور جدید انداز میں سجا ہوا تھا ۔

" تشریف رکھیئے ۔ رچرڈ صاحب آ رہے ہیں " ــــ اس غیر ملکی نے کہا ۔

" تمہارے یہ رچرڈ صاحب کیا کرتے ہیں اور تم ان کے کیا لگتے ہو " فیاض نے قدرے تیز لہجے میں پوچھا ۔

" صاحب انجینئر ہیں اور میں ان کا اسسٹنٹ ہوں ۔ میرا نام کلارک ہے " ــــ اس غیر ملکی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا ۔ ابھی اسے گئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ ڈرائنگ روم کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک بھاری چہرے والا لمبا تڑنگا غیر ملکی اندر داخل ہوا ۔ اس کے جسم پہ سرمئی رنگ کا سوٹ تھا آنکھوں میں درشتی اور سختی کا عنصر نمایاں تھا ۔

" میرا نام رچرڈ نکلسن ہے " ــــ غیر ملکی نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ۔ اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ۔

" میں سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں اور اس وقت قائم مقام ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بھی ہوں اور یہ میرا انسپکٹر عارف ہے " ــــ سوپر فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں اپنا اور انسپکٹر عارف کا تعارف کراتے ہوئے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے بڑے نخوت بھرے انداز میں اس طرح مصافحہ کیا جیسے وہ بادلِ نخواستہ ایسا کر رہا ہو ۔

" جی فرمایئے ۔ میرے پاس کیسے آنا ہوا ۔ میں تو ایک انجینئر ہوں میرا سنٹرل انٹیلی جنس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے " ــــ رچرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اور ساتھ ہی وہ سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گیا ۔

" ہم جابر کا پتہ کرنے آئے ہیں ۔ گولڈن ایئر نائٹ کلب کے مالک ٹام کا اسسٹنٹ جابر ۔ وہ یہاں آیا تھا ۔ اور اس کے بعد واپس نہیں گیا " ــــ فیاض نے بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ انسپکٹر عارف تیزی سے بول پڑا ۔ اور فیاض نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے انسپکٹر عارف کا اس طرح بول پڑنا سخت ناگوار گزرا ہو ۔

" جابر ۔ اوہ ہاں وہ آیا تھا ۔ لیکن یہ تو کئی دن پہلے کی بات ہے ۔ وہ میرا واقف ہے ۔ مجھ سے ملنے آیا تھا ۔ ایک ذاتی مسئلہ تھا اس کا ۔ پھر وہ واپس چلا گیا " ــــ رچرڈ نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا ۔ لیکن اس کی آنکھوں میں سختی کا عنصر پہلے کی نسبت کچھ بڑھ گیا تھا ۔

" سوری مسٹر رچرڈ ۔ آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ جابر کی انٹیلی جنس مکمل نگرانی کر رہی تھی ۔ اور یہ نگرانی اب تک آپ کی کوٹھی کے گرد قائم ہے ۔ جابر یہاں آنے کے بعد واپس نہیں گیا ۔ اور آپ کا یہ بیان بھی غلط ہے کہ جابر ایک ذاتی مسئلہ کی غرض سے آیا تھا ۔

جابر کو یہاں ٹام نے وہ فائل دے کر بھیجا تھا جو کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب کے دفتر سے وزارت داخلہ کا افسر بن کر راکسن اور اس کے ساتھی نے حاصل کی تھی۔ اور راکسن نے وہ فائل ٹام تک پہنچائی اور ٹام نے جابر کے ذریعے یہاں بھیجی۔ بعد میں ٹام کا کلب بم سے اڑا دیا گیا جس میں ٹام اور راکسن دونوں ہلاک ہو گئے۔ اس لئے آپ کی غلط بیانی آپ کو مشکلات میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اگر آپ کا واقعی اس معاملے میں کوئی ہاتھ نہیں ہے تو پھر صحیح صحیح بات کر دیجئے"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاتھ کیوں نہیں۔ مادام فراڈ بھی یہاں موجود ہے۔ کہاں ہے وہ نکالو اسے۔ اور وہ فائل بھی نکالو"۔۔۔۔ فیاض نے یک لخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہولسٹر سے سرکاری ریوالور باہر نکال لیا۔ اسے ریوالور نکالتے دیکھ کر عارف نے بھی ریوالور نکال لیا۔

"آپ صاحبان اتنے بڑے سرکاری عہدیدار ہونے کے باوجود نہ صرف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ بلکہ مجھ پر خواہ مخواہ الزام تراشی بھی کر رہے ہیں اور مجھے دھمکیاں بھی دے رہے ہیں۔ میں آپ کی ہر طرح تسلی کرا سکتا ہوں۔ آپ بے شک پوری کوٹھی کی تلاشی لے لیں۔ اگر آپ کو کوئی مادام فراڈ یا وہ جابر یا فائل مل جائے تو بے شک آپ مجھے گولی سے اڑا دیں۔ لیکن یہ بتا دوں کہ اگر آپ کی یہ الزام تراشی غلط ثابت ہوئی تو آپ کی نوکری بھی جا سکتی ہے۔ ایکریمین سفارت خانے میں صرف ایک فون کرنا پڑے گا۔ اور بس"۔۔۔۔ رچرڈ نے

انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ مادام فراڈ کی کار یہاں موجود ہے۔ اس لئے تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مادام فراڈ یہاں موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ کار میری ملکیت ہے۔ اس کے کاغذات بھی آپ کو پیش کئے جا سکتے ہیں اور میں کسی مادام فراڈ کو نہیں جانتا۔ پولیس تلاشی لینے کے بعد نوکری خطرے میں ڈالنی ہے آپ لوگوں نے یا شرافت سے واپس چلے جانا ہے"۔۔۔۔ رچرڈ کا لہجہ اور زیادہ سرد پڑ گیا۔

"میں تلاشی لوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے بُری طرح بپھرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر مجھے تلاشی کا وارنٹ دکھائیے"۔۔۔۔ رچرڈ نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں قائم مقام ڈائریکٹر جنرل ہوں سمجھے۔ مجھے وارنٹ لانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ فیاض نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ واقعی آپ اتنے بڑے افسر ہیں کہ آپ کو وارنٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ آیئے میرے ساتھ اور خوب جی بھر کر تلاشی لیجئے"۔۔۔۔ رچرڈ نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے اس طرح اطمینان سے بات کرنے اور اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف مڑنے پر فیاض اور عارف دونوں کے تنے ہوئے اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ لیکن دوسرے لمحے رچرڈ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر دو دھاکوں کے ساتھ ہی فیاض اور عارف

دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ دونوں کے ہاتھوں سے ریوالور نکل کر دور جا گرے تھے۔ اسی لمحے اندرونی دروازے سے تین غیر ملکی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے اندر داخل ہوئے۔ اور انہوں نے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا تم نے ہم پر ہتھیار اٹھائے ہیں۔ ہم پر۔ سرکاری آدمیوں پر" ۔۔۔ فیاض نے اسی طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے یہ تصور ہی نہ تھا کہ اتنے بڑے افسر پر بھی کوئی شخص ہتھیار اٹھا سکتا ہے۔

"ان کو ہتھکڑیاں لگا دو۔ اور اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کریں تو گولیوں سے اڑا دینا" ۔۔۔ رچرڈ نے انتہائی سخت لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے ان دونوں کے عقب میں آئے اور پھر چند لمحوں بعد ان کے ہاتھ پشت پر کر کے کلائیوں میں کلپ ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔ عارف کا چہرہ سُتا ہوا تھا مگر فیاض کی بُری حالت تھی۔

"تم مادام پارکر کی قید سے تو زندہ نکل گئے تھے فیاض۔ مگر رچرڈ کی قید سے تمہاری لاش ہی باہر جائے گی" ۔۔۔ رچرڈ نے اس بار بھوکے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔ جیسے بڑی طویل مدت کے بعد کوئی مرغوب شکار نظر آیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"ہمارے ساتھی باہر موجود ہیں اور اگر ہمیں یہاں دیر ہو گئی تو وہ یہاں ریڈ کر دیں گے" ۔۔۔ عارف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسی بات کی وجہ سے تو تم ابھی تک زندہ ہو۔ لیکن فکر نہ کرو۔ تمہارے ساتھی باہر ہی کھڑے رہیں گے اور ہم تمہارے سمیت یہاں سے خفیہ طور پر نکل جائیں گے" ۔۔۔ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو گیا۔

"فوری طور پر سامان پیک کرو اور خفیہ راستے سے پوائنٹ ایکس پر پہنچا دو۔ یہ آخر میں جائیں گے۔ میں باس سے بات کر لوں۔ ان لوگوں نے جو انکشافات کئے ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ صرف ایک آدمی یہاں رہے۔ باقی جا کر کام کریں" ۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور تین مشین گن برداروں میں سے دو تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ جب کہ فیاض اور عارف دونوں کو صوفوں پر بٹھا دیا گیا تھا اور ایک مشین گن بردار ان کے عقب میں کھڑا رہا۔ رچرڈ تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود ٹیلی فون کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کے باوجود کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"باس کہاں چلا گیا" ۔۔۔ رچرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

ایونز نے فائل والا پیکٹ حفاظت سے اپنی قمیض کے اندر پہنی ہوئی جیکٹ کی ایک خاص جیب میں رکھا اور پھر قمیض کے اوپر کوٹ پہن کر اس نے میز پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھالیا۔ جس میں دس لاکھ روپے موجود تھے۔ اتنی ہی رقم اس کے کوٹ کی اندرونی خفیہ جیبوں میں بھی موجود تھی۔ اس نے ہر طرف سے مطمئن ہو کر بریف کیس اٹھایا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار کوٹھی سے نکل کر تیز رفتاری سے مختلف سڑکیں کراس کرتی بندرگاہ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ایونز کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ کیونکہ وہ اس وقت اپنی روانگی کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ سی ویو کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر جا کر روک دی۔ اور بریف کیس اٹھائے وہ سیدھا سی ویو کی طرف بڑھ گیا۔ سی ویو ہوٹل خاصا بڑا تھا۔ اس کے برآمدے میں فون بوتھز کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ پہلا بوتھ خالی تھا۔ چنانچہ ایونز

نے پہلے تو بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر وہ بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے جیب سے سکے نکال کر اسے اور پھر کارلسن کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز دو تین بار بجتی رہی پھر رسیور اٹھالیا گیا۔

"یس" ——— ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مجھے بلیک وولف سے ملنا ہے" ——— ایونز نے جواب دیا۔

"کوڈ نوٹ کر و۔ فائن ڈے ڈارک نائٹ" ——— دوسری طرف سے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ایونز نے رسیور رکھا اور بریف کیس اٹھا کر وہ بوتھ سے باہر نکلا اور اطمینان سے چلتا ہوا قریب ہی موجود بک سٹال کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بریف کیس ساتھ رکھ کر ایک اخبار خریدا اور پھر اسے وہیں کھول کر سرسری سے انداز میں دیکھنے لگا۔ ابھی اسے اخبار کھولے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی کار بک سٹال سے ذرا آگے جا کر رک گئی۔ اور ایک لمبا تڑنگا مقامی آدمی کار سے نکلا اور ایونز کی طرف دیکھے بغیر وہ سیدھا بک سٹال کی طرف آیا اس نے ایک اخبار خریدا اور پھر جیب سے ایک بٹوہ نکال کر اس نے اس بٹوے سے ایک ہزار مالیت کا نوٹ نکال کر بک سٹال والے کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ جناب۔ میرے پاس تو چینج نہیں ہے" ——— بک سٹال والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں دے دیتا ہوں چینج" ——— ایونز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور وہ آدمی اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"شکریہ جناب" ——— اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہزار روپے مالیت کا نوٹ ایونز کی طرف بڑھا دیا۔ ایونز نے جیب سے بٹوہ نکالا اور اس میں سے چینج نکال کر اس نے اس آدمی کو دیا اور بڑا نوٹ بٹوے میں رکھ کر اس نے بٹوہ جیب میں رکھا اور بریف کیس اٹھا کر اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس کی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ ابھی وہ کار تک پہنچا ہی تھا کہ وہ مقامی آدمی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔

"کوڈ" ——— اسی آدمی نے سپاٹ لہجے میں ایونز سے پوچھا۔

"فائن ڈے ڈارک نائٹ" ——— ایونز نے وہی کوڈ دوہرا دیا۔ جو اُسے فون پر بتایا گیا تھا۔ اور نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور ایونز بریف کیس سمیت تیزی سے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مقامی نوجوان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اگلے چوک سے اس نے کار ٹرن کی۔ اور اس کی کار تیزی سے مڑ کر واپس اس سڑک پر دوڑنے لگی جو شہر کو جاتا تھا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم شہر جا رہے ہو" ——— ایونز نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ خاموش بیٹھے رہو" ——— نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ایونز کچھ کہتا اچانک سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی اگلی اور عقبی سیٹوں کے درمیان شیشے کی دیوار حائل ہو گئی۔ ایونز بری طرح اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھولنا چاہا لیکن

روازے کے ہینڈل جام ہو چکے تھے۔ اُسی لمحے نامانوس سی بُو کا بھبکا سا اس کی ناک سے ٹکرایا اور ایونز کے ذہن پر ایک لمحے کے ہزارویں ے میں تاریکی کا دبیز پردہ پھیلتا چلا گیا۔ پھر جیسے اندھیرے میں دور ے روشنی چمکتی ہے۔ اس طرح روشنی کا نقطہ اس کے ذہن میں چمکا اور پھر یہ نقطہ پھیلتا چلا گیا۔ اور ایک جھٹکے سے ایونز کا نہ صرف شعور جاگ اٹھا بلکہ اس کی بند آنکھیں بھی کھل گئیں۔ پہلے تو اُسے ماحول دھندلا دھندلا نظر آیا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ صاف ہوتا گیا۔ دوسرے لمحے اہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں ایک ہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور لوہے کے راڈز سے اس کا پورا ہم ٹانگوں سمیت اس کرسی میں سختی سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کا کوٹ شرٹ۔ حتیٰ کہ اندرونی جیکٹ بھی غائب تھی اور اب اس کے اوپر والے ہم پر صرف بنیان ہی نظر آ رہی تھی۔ اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر یکھا۔ کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ تو اس کارلس نے دھوکہ دیا ہے" ——— ایونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کرسی کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوئی تجویز سوچتا۔ اس کے سامنے موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور کارلس مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی مقامی آدمی تھا جو ایونز کو کار میں لے آیا تھا۔

"خوش آمدید ایونز۔ مجھے یقین ہے تمہیں یہاں تک آنے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو گی" ——— کارلس نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارلس مجھے تم سے یہ امید نہ تھی۔ تم نے میرے اعتماد کو دھوکہ دیا ہے" ——— ایونز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور کارلس نے بے اختیار قہقہہ مارا۔

"اعتماد۔ دھوکہ۔ ایونز تم جس دنیا کے باسی ہو۔ وہاں یہ الفاظ بے معنی ہوتے ہیں۔ یہاں ہر شخص اپنے مفاد کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ جب تم نے پہلی بار مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ اس وقت میری ذاتی حیثیت اس قدر نہ تھی کہ میں تمہارا کچھ بگاڑ سکتا۔ اس لئے اس وقت مجھے صرف تھوڑی سی رقم کی ضرورت تھی جو میں نے تم سے لے لی اور تمہارا کام کر دیا۔ لیکن اب میری حیثیت تبدیل ہو چکی ہے۔ اب میرے پاس اپنا طاقتور گروپ موجود ہے۔ اس لئے اب میں نے سوچا کہ صرف دس لاکھ روپوں پر ہی کیوں تکیہ کر لوں۔ کیوں نہ فائل بھی ساتھ حاصل کر لوں۔ جو تم نے بھی مادام پارکر سے چوری کی تھی۔ تم نے بھی تو خود محنت نہیں کی" ——— کارلس نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے یہی کچھ کرنا تھا تو پھر اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلانے کی کیا ضرورت تھی" ——— ایونز نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ایونز کہ تم یہاں اکیلے نہیں ہو۔ تمہارا پورا گروپ ہے۔ اور مجھے خدشہ تھا کہ تم لازماً اپنے گروپ کو نگرانی کے لئے ساتھ رکھو گے۔ اس لئے مجھے یہ سارا الجھاؤ پیدا کرنا پڑا۔ تاکہ چیک کر سکوں کہ تمہاری نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں۔ لیکن تم میرے خیال میں اب بوڑھے ہو گئے ہو۔ تم احمقوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے اکیلے ہی چل پڑے۔

بہرحال اب وہ فائل تو میں نے قبضے میں کر لی ہے۔ اب تم صرف یہ بتا دو کہ تم نے اس فائل کا سودا کس پارٹی سے کیا تھا۔ اگر تم یہ بتا دو تو پرانے تعلقات کے پیش نظر میں تمہیں زندگی بخش سکتا ہوں" ——— ایونز نے سخت لہجے میں کہا۔

"سنو۔ یہ فائل تمہارے کسی کام کی نہیں ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو مجھ سے مزید رقم لے لو اور فائل مجھے دے دو۔ میں سب کچھ بھول جاؤں گا" ——— ایونز نے کہا اور کارلس ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم اپنی طرح مجھے بھی احمق سمجھتے ہو ایونز۔ سنو۔ دو راستے تو میرے پاس موجود ہیں ایک تو میں یہ فائل مادام پارکر کو فروخت کر سکتا ہوں۔ وہ مجھے لازماً لمبی رقم دینے پر آمادہ ہو جائے گی۔ دوسرا یہ فائل میں یہاں کی حکومت کو بھی فروخت کر سکتا ہوں۔ لیکن تم اپنی جان گنوا بیٹھو گے۔ اب دونوں راستے تمہارے سامنے کھلے ہوئے ہیں۔ چاہے اپنی جان ضائع کر دو یا بچا لو۔ بہرحال یہ فائل تو تمہیں کسی صورت بھی نہیں مل سکتی" ——— کارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پارٹی کا رابطہ مجھ سے براہ راست نہیں ہے۔ ایکریمیا کے ایک گروپ نے مجھے ہائر کیا ہے۔ اس گروپ کا نام لاسٹ ڈان ہے۔ بہت طاقتور اور بڑا گروپ ہے۔ میں نے تو فائل ان کے حوالے کرنی تھی۔ اور اپنی رقم لے لینی تھی۔ بس" ——— ایونز نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں پارٹی خود ہی تلاش کر لوں گا۔ گو مجھے اس قسم کے کاموں کا تجربہ نہیں ہے۔ لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ جس

فائل کے پیچھے سیکرٹ سروس ٹکریں مار رہی ہے اور دو دو گروپ
فائل کے لئے کام کر رہے ہیں اس کی قیمت بھی بہت زیادہ ملے گی۔
تم اب چھٹی کرو "—— کارلس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے سا
وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"سنو کارلس ......"—— ایونز نے بوکھلائے ہوئے انداز
میں کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ کارلس کے ساتھ کھڑے ہوئے مقامی آد
نے ہاتھ میں موجود مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور ریٹ ریٹ کی تیز آوا
کے ساتھ ہی ایونز کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اُسے ایک لمحہ
کے لئے یہ احساس ہوا جیسے بے شمار گرم سلاخیں اس کے جسم میں
رہی ہوں اور اس کے بعد اس کے ذہن پر موت کا سیاہ پردہ
چلا گیا۔

فیاض اور عارف دونوں کو اس کمرے سے نکال کر ایک تہہ
خانے میں لے جایا گیا اور پھر ایک تنگ سی سرنگ سے گزر کر وہ اُسے
ایک اور کوٹھی میں لے آئے۔ یہاں انہیں رنگدار شیشوں والی کار میں بٹھا
دیا گیا اور کار تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ یہ شیشے شاید ڈبل تھے کیونکہ
عام رنگدار شیشوں کی جو کاریں استعمال ہوتے تھے یہ صفت ہوتی تھی
کہ باہر سے اندر کا منظر نظر نہیں آتا لیکن اندر سے باہر صاف دیکھا
جا سکتا ہے۔ لیکن اس کار میں وہ اندر سے بھی باہر نہ دیکھ سکتے تھے۔
اس لئے وہ بے بس سے ہوئے بیٹھے تھے۔ فیاض کو اب بار بار اپنے
آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے عارف کی بات کیوں مانی۔ اور خود
فائل برآمد کرنے چل پڑا۔ اگر وہ یہ کلیو عمران کو بتا دیتا تو لازماً عمران فائل
ہی برآمد کر لیتا اور انہیں کبھی یہ وقت نہ دیکھنا پڑتا۔ لیکن اب وہ
صرف اپنے ہی ہونٹ کاٹنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔ اس لئے خاموش

دریے بس بیٹھا ہوا تھا۔ کار کافی دیر تک سڑکوں پر دوڑتی رہی
دوڑتی رہی۔ باہر سے کار کے دروازے کھولے گئے۔ اور فیاض
عمارت کو باہر نکال لیا گیا۔ یہ ایک اور عمارت تھی۔ یہاں انہیں
تہہ خانے میں لاکر کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ ایک مشین گن بردار
بھی ان کے عقب میں موجود تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد رچرڈ اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ
تھا۔ وہ خاموشی سے اندر آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر ابھی اُسے وہاں
چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک غیر ملکی وائرلیس فون اٹھائے
داخل ہوا۔

"باس۔ جیری کی کال ہے"۔۔۔۔ اس غیر ملکی نے فون پیس رچرڈ
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے فون پیس اس
کے ہاتھ سے لے لیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس رچرڈ اٹنڈنگ"۔۔۔۔ رچرڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
"باس جیری بول رہا ہوں۔ میں نے باس کی کار تلاش کر لی ہے
بندرگاہ پر ہوٹل سی ویو کے قریب موجود ہے۔ میں نے باس کی تلاش
کی لیکن باس کہیں نظر نہیں آیا۔ البتہ باس اتفاق سے ایک
ہے۔ باس ایونز ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھ کر گیا ہے اس
ہاتھ میں بریف کیس تھا۔ اور باس یہ کار یہاں کے ایک مقامی آدمی
کارلس ایڈورڈ کی بتائی جاتی ہے۔ جو کہ کاسموس کلب اور گرین ہوٹل
کا مالک ہے۔ اور زیر زمین دنیا میں خاصا بااثر سمجھا جاتا ہے
کے ساتھ ایک بک سٹال والے نے مجھے بتایا ہے جب میں

اُسے باس کا حلیہ بتا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس حلیے کا آدمی یہاں آیا تھا۔ اس نے اخبار خریدا۔ اتنے میں کارلس کا خاص آدمی سیاہ کار میں آیا۔ اس نے بھی اخبار خریدا اس کے پاس ہزار والا نوٹ تھا۔ بک سٹال والے کے پاس چینج نہ تھا تو باس نے اُسے چینج دیا اس لئے بک سٹال والے کو باس کا حلیہ بھی یاد رہ گیا تھا۔ بک سٹال والا اس کار اور اس آدمی کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ پھر باس اس کار میں بیٹھ کر چلا گیا"۔۔۔۔ ریسیور سے اونچی آواز سنائی دی۔ فیاض اور عارف دونوں ہی یہ آواز بخوبی سن رہے تھے۔

"کارلس ایڈورڈ"۔۔۔۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ باس نے ایک بار اس کا ذکر کیا تھا کہ باس پہلے جب پاکیشیا آیا تھا تو اس کی مدد سے بچ کر نکلا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ باس نے فائل نکال لے جانے کے لئے اس کی مدد حاصل کی ہے۔ لیکن باس کو ہمیں تو بتانا چاہئے تھا۔ ایسے لوگوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ میں سی ویو سے ہی بول رہا ہوں"۔۔۔۔ جیری نے کہا۔

"گرین ہوٹل اور کاسموس کلب۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں فوراً حرکت میں آجانا چاہئے۔ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔ باس اس طرح اگر فائل لے کر نکل گیا تو ٹھیک ورنہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ بھی ہاتھ ہو جائے۔ جیری تم گرین ہوٹل پہنچو۔ میں ٹونی اور جیگر کو وہاں بھیجتا ہوں۔ میں خود دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کاسموس کلب کو چیک کرتا ہوں"۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور بٹن دبا کر اس نے فون بند کر دیا

"تم ان کا خیال رکھنا واپس آ کر ان کے متعلق فیصلہ کرو نگا" ـــــ ریچرڈ نے فیاض اور عارف کے پیچھے کھڑے ہوئے مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس کیا ضرورت ہے۔ گولی مار کر پھینک دیتے ہیں" ـــــ اس مشین گن بردار نے تلخ لہجے میں کہا۔ شاید وہ نگرانی جیسے بور کام سے اکتا چکا تھا۔

"نہیں فیلر۔ ہو سکتا ہے۔ ہمیں خائل ملک سے نکالنے کے لئے ان سے کام لینا پڑے۔ اس لئے میں نے انہیں ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ ورنہ وہیں ان کی گردنیں توڑ کر نہ پھینک آتا" ـــــ ریچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور قدم اٹھاتا تیزی سے دروازے سے باہر چلا گیا۔

"فیلر صاحب۔ خواہ مخواہ اپنی ٹانگیں تھکا رہے ہو۔ ہمارے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ہم نے کیا کر سکنا ہے۔ آرام سے بیٹھ جاؤ" انسپکٹر عارف نے گردن گھما کر عقب میں کھڑے مشین گن بردار فیلر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی میں خواہ مخواہ کھڑا ہوں" ـــــ فیلر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پہلے دروازے کی طرف بڑھا۔ ایک لمحے کے لئے باہر نکل کر اس نے شاید کسی کو دیکھا اور پھر واپس پلٹ کر وہ اطمینان سے ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔ مشین گن اس نے صوفے کی سائیڈ سے لگا کر زمین پر رکھ دی۔ اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے سگریٹ نکال کر منہ سے لگایا اور پھر جیبیں ٹٹولنے لگا۔

"لائیٹر کہاں گیا" ـــــ اس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح جیبیں ٹٹولتا ہوا وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"فیاض جلدی سے میری ہتھکڑی کا درمیانی بٹن پریس کرو جلدی کرو" انسپکٹر عارف نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی پشت فیاض کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے بھی اس کی طرف اپنی پشت کی اور پھر انگلیوں سے اس کی کلائیاں ٹٹولنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے درمیانی بٹن تلاش کر لیا۔ پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی انسپکٹر عارف کی ہتھکڑی کھل گئی۔ انسپکٹر عارف نے بجلی کی سی تیزی سے ہتھکڑی اپنی کلائیوں سے علیحدہ کی۔ اور پھر جھپٹ کر اس نے مشین گن اٹھائی اور دروازے کی طرف لپکا ہی تھا کہ فیلر سگریٹ کے کش لیتا دروازے میں نمودار ہوا۔ اسی لمحے عارف جو دروازے کی سائیڈ پر پہنچ چکا تھا حرکت میں آیا اور مشین گن کا دستہ پوری قوت سے فیلر کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا ہی تھا کہ انسپکٹر عارف نے ایک اور وار کیا اور گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا فیلر دوبارہ گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کے سر سے خون بہنے لگا تھا۔ عارف مشین گن اٹھائے تیزی سے دروازہ پھلانگ کر باہر نکل گیا۔

سوپر فیاض ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عارف واپس آ گیا۔

"کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے" ـــــ عارف نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فیاض کی کلپ ہتھکڑی بھی کھول دی۔

"تو نکل چلو۔ جلدی کرو۔ کہیں وہ لوگ آ نہ جائیں" ـــــ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر دوڑتے ہوئے کوٹھی کے بیرونی پھاٹک تک پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ کوٹھی سے باہر پہنچ چکے تھے۔

"باس۔ کارنس ایڈورڈ ہوٹل برگنزا کا بھی مالک ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ اس نے ہوٹل برگنزا کے نیچے اپنا کوئی خفیہ ٹھکانہ بھی بنا رکھا ہے۔ وہ لازماً وہیں ہوگا۔ ہوسکتا ہے اس نے اس ایونز کو بھی فائل سمیت باہر نکالنے کے لئے وہیں رکھا ہوا ہو۔ ظاہر ہے اُسے نکلنے کے لئے وہ رات کا انتظار کرے گا" ـــــ عارف نے کوٹھی سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"برگنزا ہوٹل کے نیچے خفیہ اڈہ۔ لیکن مجھے تو اس کا علم نہیں۔ اور اگر ایسا ہے بھی تو وہاں پورا دستہ لے کر جانا چاہئے" ـــــ فیاض نے چونک کر کہا۔

"باس۔ فکر نہ کریں۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں وہ اڈہ ضرور ڈھونڈھ لوں گا۔ دستہ دیکھ کر وہ لوگ کہیں فرار نہ ہو جائیں" ـــــ عارف نے کہا اور پاس سے گذرتی ہوئی ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے دیا۔

"برگنزا ہوٹل چلو" ـــــ عارف نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ مشین گن وہ وہیں پھاٹک کے اندر ہی پھینک آیا تھا۔ ریوالور البتہ ابھی تک ان دونوں کے پاس موجود تھے۔

"یس سر" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور شاید فیاض کی یونیفارم سے مرعوب

ہو گیا تھا۔ اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ برگنزا ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ عارف نے اُسے وہیں رکوایا اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کو دیا۔ اور فیاض سمیت آگے بڑھ کر وہ برگنزا ہوٹل کے کمپاؤنڈ داخل ہو گئے۔

"باس۔ آپ ہال میں بیٹھیں۔ میں اس خفیہ اڈے کی ٹوہ لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور یہ بھی معلوم کرتا ہوں کہ وہ ایونز اس خفیہ اڈے میں ہے بھی سہی یا نہیں" ـــــ عارف نے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔ برآمدے میں آکر عارف اس سے علیحدہ ہو کر دائیں طرف کو مڑ گیا جبکہ فیاض بڑے رعب دار انداز میں چلتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوا۔ اُسے یوں یونیفارم میں داخل ہوتے دیکھ کر وہاں کا سارا عملہ یکلخت چوکنا ہو گیا کیونکہ وہ سب فیاض کو ـــــ کی فطرت کو اچھی طرح جانتے تھے۔

"صاحب۔ آپ بڑے موقع پر آئے صاحب ادھر سپیشل روم میں آجائیے سر" ـــــ ایک سپروائزر نے جلدی سے آگے بڑھ کر بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ ادھر سپیشل روم میں کیا ہے" ـــــ فیاض کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جناب سپیشل روم سپیشل ہی ہوتا ہے۔ سپیشل ورائٹی۔ سپیشل مشروب۔ سب کچھ سپیشل" ـــــ سپروائزر نے بڑے شیطانی انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ چلو" ـــــ سپیشل ورائٹی اور سپیشل مشروب کا سنتے ہی فیاض کے ذہن سے انسپکٹر عارف اور مشن سب کچھ اس طرح صاف ہو گیا جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ اور وہ سپروائزر کے ساتھ چلتا ہوا ایک راہداری سے گزر کر ایک خوب صورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا۔

"جناب اب حکم فرمائیں کیا خدمت کی جائے" ـــــ سپروائزر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پوچھا۔

"یعنی ابھی پوچھو گے کہاں ہے وہ سپیشل ورائٹی" ـــــ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب یہ البم موجود ہے۔ اس میں سب ہی سپیشل فوٹو ہیں۔ آپ صرف حکم کریں" ـــــ سپروائزر نے ایک الماری سے ایک بڑی سی البم نکال کر فیاض کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اسے دیکھ کر انتخاب کریں میں آپ کے لئے سپیشل مشروب کا بندوبست کرتا ہوں" ـــــ سپروائزر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ فیاض نے البم کھولی۔ اور پھر اس لے منہ بنا کر اس میں موجود سارے فوٹو ایک نظر دیکھ کر البم ایک طرف اچھال دی۔

"نانسنس۔ یہ سپیشل ورائٹی ہے۔ سب ہی طوائفیں ہیں۔ ہونہہ۔ میں ان کا ہوٹل سیل کر دوں گا۔ انہوں نے مجھے گھٹیا سمجھ لیا ہے" فیاض نے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر

دوبارہ اُسی الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں سے سپروائزر نے وہ البم اٹھایا تھا۔ اس کے ذہن میں اچانک یہی خیال آیا تھا کہ شاید اس سپروائزر نے غلطی سے طوائفوں والا البم اٹھا کر اُسے دے دیا ہے۔ گو فیاض کا کردار خراب نہ تھا لیکن وہ خوب صورت عورتوں کی معیت میں بیٹھنے اور ان سے باتیں اور ہنسی مذاق کرنے میں بے حد لطف لیتا تھا۔ لیکن اُسے طوائف ٹائپ کی عورتوں سے شدید نفرت تھی۔ کیونکہ ان کے انداز انتہائی گھٹیا ہوتے تھے۔ الماری میں بہت سی البم موجود تھیں۔ اس نے ایک البم اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ سائیڈ پر لگا۔ اور ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ ہی یک لخت پوری الماری تیزی سے بائیں طرف کو ہٹنے لگی اور فیاض چونک کر پیچھے ہٹا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ الماری اس طرح ایک سائیڈ پر کھسک جائے گی۔ دوسرے لمحے الماری کے پیچھے ایک خلا نظر آنے لگا۔ جس میں سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ اور نیچے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو فرنیچر کے لحاظ سے ایک خوب صورت بیڈ روم دکھائی دے رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تو انہوں نے عیاشی کا اڈہ بنا رکھا ہے" ـــــ فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے پہنچا ہی تھا کہ عقب میں راستہ بند ہو گیا۔ وہ دراصل اس بیڈ روم کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتا تھا تاکہ ہوٹل کے مالکان اور انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرے۔ لیکن بیڈ روم میں پہنچتے ہی وہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ بیڈ روم کے ایک کونے میں بھی دروازہ تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں صوفے اور کرسیاں رکھی

ہوئی تھیں۔ یہ سٹنگ روم تھا۔ لیکن اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ ابھی اس کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ اُسے کچھ فاصلے سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ملحقہ کمرے سے آ رہی تھی۔ ایک اور دروازہ اس سٹنگ روم کی سامنے والی دیوار میں موجود تھا۔ فیاض تیزی سے اس طرف بڑھا۔

"یس۔ کارلس اٹنڈنگ" ۔۔۔ ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔ اور فیاض بے اختیار چونک کر دروازے کے قریب رک گیا۔ کارلس ایڈورڈ کو وہ ذاتی طور پر جانتا تھا اور یہ اس کی ہی آواز تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انسپکٹر عارف کی اطلاع درست تھی کہ کارلس نے نیچے خفیہ اڈہ بنا رکھا ہے اور فیاض اتفاق سے اس خفیہ راستے تک پہنچ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ایونز کے ساتھیوں کو تلاش کر کے ختم کر دو۔ جب کہ مادام پارکر کو تلاش کر کے اس سے فائل کا سودا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر مادام پارکر بڑی قیمت لگا دے تو میں فائل اس کے ہاتھ بھی فروخت کرنے کو تیار رہوں" ۔۔۔ کارلس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھے جانے کی آواز آئی۔ فیاض کے ذہن میں جھماکا ہوا اور ساتھ ہی اس کے دل میں مسرت کا جوالامکھی پھوٹ پڑا۔ اب بات واضح ہو گئی تھی۔ کہ فائل کارلس کی تحویل میں ہے۔ فیاض نے جیب سے ریوالور نکالا اور دروازے کے قریب ہو کر یہ اندازہ لگانے لگا کہ دوسری طرف کتنے افراد موجود ہیں۔ لیکن اب وہاں سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے ایک آدمی کوئی کام کر رہا ہو۔ ہلکی سی کھٹ کھٹ کی آوازیں بھی دوبارہ ابھریں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ فیاض سمجھ گیا کہ اندر صرف

کارلس ہی ہے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا اور ایک میز کے پیچھے کارلس بیٹھا ہوا تھا۔

"خبردار کارلس۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فائل میرے حوالے کر دو" ۔۔۔ فیاض نے اندر جاتے ہی انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔ اور کارلس دروازہ کھلنے کے دھماکے اور پھر یونیفارم میں ملبوس سوپر فیاض کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم سوپر فیاض اور یہاں۔ ادھر سے۔ کیا مطلب۔ تم سپیشل روم والے خفیہ راستے سے کیسے یہاں پہنچ گئے" ۔۔۔ کارلس نے اس طرح بوکھلا کر پوچھا۔ اس کی آنکھیں اس طرح پھٹی ہوئی تھیں جیسے اسے نظر آنا بند ہو گیا ہو۔ اور وہ پوری آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تو تم نے سمجھ لیا تھا کہ ایونز سے فائل حاصل کر کے تم یہاں چھپ کر بیٹھ جاؤ گے۔ نکالو کہاں ہے فائل" ۔۔۔ فیاض نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"فائل ۔۔۔ کون سی فائل" ۔۔۔ کارلس نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اب اچانک سوپر فیاض کو سامنے دیکھ کر لگنے والے حیرت کے شدید ترین جھٹکے سے نکل آیا تھا۔ اس لئے اس کا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا جا رہا تھا۔

"وہی فائل جو تم نے ایونز سے حاصل کی ہے" ۔۔۔۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایونز ۔۔۔ کون ایونز۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ اور سنو۔ تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم اس طرح معزز لوگوں کی پرائیویسی میں مداخلت کرو۔ جانتے ہو میرے تعلقات براہِ راست وزیراعظم سے ہیں" ۔۔۔۔ ایونز کا لہجہ اب خاصا کرخت ہو گیا تھا اور وہ میز کے پیچھے سے نکل کر سائیڈ میں آ گیا تھا۔

"میں کہتا ہوں فائل نکالو ورنہ" ۔۔۔۔ فیاض نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے کارلس بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ریوالور فیاض کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ کارلس نے واقعی انتہائی پھرتیلے انداز میں لات مار کر اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال دیا تھا۔

"اب تم ہاتھ اٹھا دو سوپر فیاض" ۔۔۔۔ کارلس نے غراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"تت ۔۔ تت ۔۔۔ تم جانتے ہو مجھے۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں" ۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن اب تمہاری لاش ہی یہاں سے باہر جائے گی" ۔۔۔ کارلس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں جیل میں سڑوا دوں گا۔ ابھی انسپکٹر عارف یہاں پہنچ جائے گا۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا" ۔۔۔۔ فیاض نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ تو انسپکٹر عارف بھی تمہارے ساتھ ہے۔ او کے پھر

پھر مجھے انسپکٹر عارف کی خبر لینی ہو گی وہ تم سے زیادہ ہوشیار اور چالاک ہے۔ دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ گولی چلا دوں گا" ۔۔۔ کارلس نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی سفاکی آ گئی تھی کہ فیاض لاشعوری طور پر دیوار کی طرف گھوم گیا۔ دوسرے لمحے اس کی کھوپڑی میں خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی میں آتش بازی کا مظاہرہ ہو رہا ہو۔ مگر دوسرے لمحے تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

"اس بار میرے ستارے واقعی گردش میں ہیں" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو ایک چوک سے گھما کر اس سڑک پر ڈال دیا جس پر اس کا فلیٹ تھا۔ دانش منزل سے فیاض کو ڈھونڈھنے نکلا تھا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر سے معلوم ہوا کہ سوپر فیاض انسپکٹر عارف کے ساتھ ایک جیپ میں بیٹھ کر گیا ہے۔ اس کے بعد عمران نے تقریباً ہر وہ جگہ دیکھ ڈالی جہاں فیاض مل سکتا تھا۔ لیکن فیاض اور عارف دونوں اس طرح غائب ہو چکے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ وہ دراصل فیاض سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کے پاس کون سی ایسی اطلاع تھی جس کی وجہ سے وہ مادام فراؤ اور عزیز خان کی کوٹھی میں گیا تھا۔ جب فیاض اسے نہ مل سکا تو اس نے عزیز خان کو ٹٹولنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن اس کی کوٹھی پہنچ کر ایک بار پھر اس کے ذہن پر مایوسی نے ڈیرہ ڈال دیا۔ کیونکہ

کوٹھی پر پولیس موجود تھی۔ اور عزیز خان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ عمران نے یہ سنتے ہی کار واپس موڑ لی۔ اس بار واقعی اس کے ستارے گردش میں تھے۔ معمولی سا معمولی کلیو بھی اس کے پہنچنے سے پہلے ختم ہو جاتا تھا۔ اور اب جب کہ بظاہر فائل کی تلاش کا کوئی کلیو سامنے موجود نہ تھا۔ عمران نے واپس فلیٹ جانے کا ہی فیصلہ کیا۔ ظاہر ہے۔ اب وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا۔ ویسے اس کے چہرے پر اس وقت جو بے بسی نظر آ رہی تھی۔ ایسی بے بسی شاید ہی کبھی پہلے اُسے محسوس ہوئی ہو۔ اپنے ہی ملک میں وہ ایک لحاظ سے بالکل بے دست و پا ہو کر رہ گیا تھا۔ فلیٹ کے نیچے گیراج میں اس نے کار بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ پر پہنچا۔

"صاحب۔ کیا بات ہے۔ طبیعت ٹھیک ہے" ——— سلیمان نے دروازہ کھول کر غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

"طبیعت بے چاری تو ٹھیک ہے۔ البتہ ذہن خراب ہو رہا ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"صاحب۔ چائے لے آؤں" ——— سلیمان نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں ڈرائنگ روم کے دروازے پر آ کر پوچھا۔

"ہاں لے ہی آؤ۔ اب اس کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ وہ فیاض ہی مل جاتا تو شاید کوئی بات بن جاتی مگر وہ بھی سنجانے کون سے بل میں چھپ گیا ہے" ——— عمران نے صوفے کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض۔ وہ تو ہوٹل برگنزا میں جا رہا تھا" ـــــ سلیمان نے کہا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"کب کی بات کر رہے ہو" ـــــ عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ آپ سے صرف چند منٹ پہلے آیا ہوں۔ ہوٹل برگنزا کے ساتھ ہی فش مارکیٹ ہے۔ میں وہاں سے تازہ مچھلی لینے گیا تھا کیونکہ آج گوشت کا ناغہ ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ مچھلی کے کباب بنا لوں۔ میں نے اُسے ایک آدمی کے ساتھ ٹیکسی سے اترتے دیکھا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل برگنزا میں جا رہے تھے۔ فیاض نے یونیفارم پہن رکھی تھی۔ جب کہ دوسرا آدمی عام لباس میں تھا" ـــــ سلیمان نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"دوسرا آدمی غیر ملکی تھا" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ مقامی تھا" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔ اور عمران کے ذہن میں فوراً ہی ایک خیال آیا۔ اس نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر اُسے گھما کر سوئیاں مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ پھر اس نے ونڈ بٹن کو مزید کھینچا تو ڈائل پر چار کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا اس کے ساتھ ہی گھڑی میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے گھڑی کے قریب منہ لے جاتے ہوئے کہا۔

"یس ـــــ ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد گھڑی

سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ کیا ہوٹل برگنزا کارلس ایڈورڈ کی ملکیت ہے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک بار تم نے ہی بتایا تھا اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ہوٹل برگنزا۔ کاسموس کلب اور گرین ہوٹل اس کے علاوہ ایک گیم کلب بھی کارلس کی ملکیت ہے اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ کارلس اس وقت کہاں مل سکتا ہے۔ کوئی خاص اڈہ۔ میں اس سے ذرا ملنا چاہتا ہوں۔ ابھی اور اسی وقت اوور" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس کا کوئی وقت تو کسی جگہ مقرر نہیں ہے۔ مگر آپ کہیں تو معلوم کر کے اس کے بارے میں آپ کو اطلاع دوں اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور وہ مادام فراؤ کے متعلق تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"باس۔ مادام فراؤ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ میں اس وقت الیکسی بار میں ہوں۔ یہ بار ہوٹل برگنزا سے قریب ہے میں وہاں کارلس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہوں اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سنو۔ میں سوپر فیاض کو بھی تلاش کر رہا ہوں۔ ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ سوپر فیاض کو کچھ دیر پہلے ایک مقامی آدمی کے ساتھ ہوٹل

بوگنزا میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ تم اُسے بھی چیک کرو اور پھر
مجھے رپورٹ دو۔۔۔ میں فلیٹ پر تمہاری رپورٹ کا منتظر ہوں۔ رپورٹ
فوراً دینا اوور"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے باس اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب
دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ونڈ بٹن کو ایک جھٹکے سے واپس دبا
دیا۔ اُسی لمحے سلیمان جو کچن میں چلا گیا تھا دوبارہ نمودار ہوا۔ اور اس
نے چائے کی بھاپ اڑاتی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

"ارے کیا الہ دین کا چراغ ہاتھ لگ گیا ہے کہ اتنی جلدی چائے بن
گئی"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے لئے بنائی تھی سپیشل چائے ہے۔ مگر اب کیا کروں آپ کی
حالت دیکھ کر رحم کھانا پڑا"۔۔۔ سلیمان عمران کا موڈ بحال ہوتے
ہی خود ہی مذاق پر اتر آیا۔

"ارے تو کیا کسی نئے حریرے کا نام رحم رکھ لیا ہے۔ کیونکہ تم تو صرف
حریرے کھلانے کے عادی ہو"۔۔۔ عمران نے مسکرا کر چائے کی پیالی
اٹھاتے ہوئے کہا۔

"حریرے اور آپ کی نوکری میں۔ یہاں تو غصہ پینا پڑتا ہے اور رحم
کھانا پڑتا ہے۔ ورنہ آپ جیسے کے پاس تو آدمی بھوکا پیاسا مر جائے"۔
سلیمان نے جواب دیا اور واپس پلٹ گیا۔ اور عمران اس کے اس
لطیف اور خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ ابھی عمران نے
چائے کی پیالی ختم ہی کی تھی کہ سامنے پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ سلیمان کی گفتگو اور گرم گرم چائے

نے اس کے ذہن پر سوار بوریت کی گرد کو صاف کر دیا تھا اور اب وہ اپنے
آپ کو ذہنی اور جسمانی دونوں طرح سے خاصا ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

"غصہ پینے اور رحم کھانے والے باورچی کا آقا علی عمران بول رہا ہے۔
ظاہر ہے جس کا باورچی ہی سارا غصہ پی جائے اور رحم کھا جائے۔ تو
بے چارے مالک کو کیا ملے گا"۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز
سنائی دی۔

"ارے تو کیا چڑیا گھر کے پنجروں میں بھی فون لگ گئے ہیں۔ واہ بڑی ترقی
کر لی ہے ملک نے"۔۔۔ عمران نے بے اختیار کہا اور دوسری طرف
سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"دانشور کہتے ہیں کہ گرجتے ہوئے بادل برسا نہیں کرتے۔ اس لئے اب
گرجنا میرا مطلب ہے ہنسنا بند کرو اور رپورٹ دو"۔۔۔ عمران نے
ٹائیگر کی بھاری آواز پر طنز کرتے ہوئے کہا۔ وہ ٹائیگر سے بات چیت
کرتے وقت سنجیدہ رہتا تھا۔ لیکن چونکہ کافی دنوں سے اس پر
بے بسی کی بوریت سوار تھی۔ اس لئے اب جب کہ ذہن ذرا سا ہلکا ہوا
تو اس کی زبان چل پڑی تھی۔

"سوری باس میں نے معلوم کر لیا ہے۔ کارلس ہوٹل برگنزا کے
نیچے اپنے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اور باس اہم اطلاع یہ ہے کہ
فیاض بھی وہیں ہے۔ اور کارلس کے آدمی کسی انسپکٹر عارف کو
بھی پکڑ کر اسی تہہ خانے میں لے گئے ہیں اور باس سوپر فیاض
بھی اتفاق سے تہہ خانے میں پہنچا ہوا ہے۔ کیونکہ کارلس ایک

سپروائزر پر چڑھ دوڑا تھا جس نے فیاض کو کسی سپیشل روم میں پہنچایا وہاں ایک الماری ہے جس سے خفیہ راستہ اس تہہ خانے میں جاتا ہے۔ یہ راستہ صرف کارلس خاص موقعوں پر استعمال کرتا ہے۔ اور یہاں یہ سسٹم ہے کہ الماری کو سپیشل روم سے تو ہٹا کر راستہ بنایا جا سکتا ہے لیکن دوسری طرف سے الماری ہٹانے کا سسٹم نہیں ہے۔ اور فیاض اس الماری کے راستے سپیشل روم میں گیا ہے" ــــــ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" او کے۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود آ رہا ہوں" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ دوڑنے کے سے انداز میں ڈرائنگ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار فراٹے بھرتی ہوئی ہوٹل بوگنزا کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اس کی بے چینی کی تہہ میں وہی خوف تھا کہ کہیں اس بار بھی کلیو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی نہ ختم ہو جائے۔ اُسے دراصل ہوٹل بوگنزا اور اس کی نسبت سے کارلس کا خیال آتے ہی یہ یاد آ گیا تھا کہ پہلے جب ایونز اس سے ٹکرایا تھا اور اس کا گروہ ختم ہو گیا تھا مگر وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا تو انکوائری میں کارلس کا ہی نام سامنے آیا تھا۔ کہ ایونز اس کی وجہ سے ہی نکل گیا تھا۔ لیکن چونکہ کوئی واضح ثبوت نہ ملا تھا اس لئے عمران نے بھی کچھ زیادہ دلچسپی نہ لی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہوٹل بوگنزا کا نام سامنے آتے ہی اس کے ذہن میں فوراً کارلس کا خیال آیا اور کارلس کے ساتھ ہی ایونز کا نام بھی اس کے ذہن میں ابھر آیا اور ایونز کا نام وہ پہلے ہی مادام یادکر سے سن چکا تھا۔ اس لئے

اس طرح کڑی سے کڑی جڑتے ہوئے ایک کلیو سامنے آ گیا۔ پھر فیاض کا اس ہوٹل میں جانے سے وہ اور بھی چونک پڑا تھا۔ فیاض جس پراسرار انداز میں مادام فراڈ۔ عزیز خان اور اب ہوٹل بوگنزا اور کارلس کے تہہ خانے تک پہنچ رہا تھا۔ اس سے عمران یہی سمجھا تھا کہ فیاض دانستہ اس چکر میں ملوث ہے۔ ورنہ وہ ذاتی طور پر فیاض کی ذہنی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھا کہ وہ جرم کا سراغ لگاتے ہوئے اس سے زیادہ تیز رفتاری سے کام نہیں کر سکتا۔ بہرحال اب وہ کار اس لئے پوری رفتار سے دوڑائے چلا جا رہا تھا کہ اُسے خطرہ تھا کہ اس بار بھی یہ کلیو ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ہوٹل بوگنزا کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اُسے پارکنگ میں جا کر روک دیا۔ کار سے اتر کر وہ ہال کے دروازے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

" وہ کارلس اور فیاض کہیں چلے تو نہیں گئے" ــــــ عمران نے ٹائیگر کے قریب آتے ہی پوچھا۔

" نو باس۔ میں پوری طرح چوکنا رہا ہوں" ــــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس تہہ خانے کا راستہ کس طرف سے ہے" ــــــ عمران نے کہا۔

" میرے ساتھ آئیے باس۔ ادھر سپیشل روم سے جاتے ہیں۔ دوسری طرف سے راستہ بلاک ہو چکا ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے" ــــــ ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر ٹائیگر کے ساتھ چلتا ہوا عمران ہال میں داخل ہوا۔ اور پھر وہ دونوں کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

"ہیلو کوبرے" ـــ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے ایک لمبے تڑنگے نوجوان
نے ٹائیگر کو کاؤنٹر کی طرف آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم سپیشل روم میں جا رہے ہیں۔ میں نے وہاں کچھ باتیں کرنی ہیں"۔
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔

"اوہ۔ کوبرے۔ سپیشل روم میں مت جاؤ۔ باس نے منع کیا ہے۔
ادھر کیبن میں بیٹھ جاؤ" ـــ کاؤنٹر مین نے قدرے بوکھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ میں سپیشل روم میں بیٹھوں گا تو میں
وہیں بیٹھوں گا۔ سمجھے" ـــ ٹائیگر کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ عمران خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔ یہ ہوٹل
چونکہ انتہائی گھٹیا لوگوں کے لئے مخصوص تھا اس لئے عمران کی ادھر
آمدورفت نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے کوئی بھی عمران کو نہ پہچانتا
تھا۔ وہ دونوں قدم بڑھاتے ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

"وہ کاؤنٹر والا پیچھے کارلس کو اطلاع نہ کر دے" ـــ عمران نے
کہا۔

"کر بھی دے گا باس تو کچھ نہیں ہو گا۔ کارلس مجھے اچھی طرح جانتا
ہے۔ اور چونکہ بظاہر میرا اس کے موجودہ واقعے سے کوئی لنک نہیں
بنتا اس لئے وہ زیادہ پرواہ نہ کرے گا" ـــ ٹائیگر نے دروازہ کھولتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ہی اندر داخل ہو گئے۔ ٹائیگر نے مڑ کر
دروازہ بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ایک سائیڈ پر دیوار میں
نصب فولادی الماری کی طرف بڑھ گیا اس نے الماری کے پٹ کھولے

اور اس کے ایک خانے کی سائیڈ پر ہاتھ مارا تو الماری آہستہ آہستہ دائیں
طرف کو کھسکنے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد الماری کے عقب میں ایک خلا نظر
آنے لگ گیا۔ جہاں سے سیڑھیاں نیچے ایک بیڈ روم تک جا رہی تھیں۔
عمران اور ٹائیگر دونوں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتے نیچے بیڈ روم میں پہنچ
گئے۔ مگر وہاں پہنچتے ہی عمران اور ٹائیگر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔
کیونکہ ساتھ ہی کسی کمرے سے تین آدمیوں کے بُری طرح چیخنے اور کوڑے
مارے جانے کی سٹراپ سٹراپ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایسے لگتا
تھا جیسے کوئی مشین مسلسل کوڑے برسا رہی ہو۔ لیکن چیخوں کی آوازیں
اجنبی تھیں اور پھر چیخیں یک لخت دم توڑ گئیں مگر کوڑے برسنے کی آوازیں
اب بھی اسی طرح آ رہی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر
دروازہ کھول دیا۔

جسم میں دوڑنے والی درد کی ایک تیز لہر نے فیاض کے دماغ پہ چھا جانے والے سیاہ پردے کو یک لخت ہٹا دیا اور فیاض کی آنکھیں جھٹکے سے کھل گئیں۔ اُسے منہ میں خون کا کسیلا کڑوا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ ساتھ ہی دائیں جبڑے میں موجود درد کی تیز لہر نے اُسے بتا دیا کہ گال پہ زوردار تھپڑ مارا گیا ہے۔

"ہوں۔ ایک ہی تھپڑ میں ہوش آ گیا تمہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض" سامنے کھڑے کارلس ایڈورڈ کی کرخت آواز سنائی دی اور فیاض کی آنکھوں میں موجود دھندلاہٹ یہ آواز سنتے ہی صاف ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں کو کرسی کی پشت پہ لے جا کر اس سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس طرح نہ وہ کرسی سے اٹھ سکتا تھا اور نہ کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ ساتھ والی کرسی پہ انسپکٹر عارف بھی موجود تھا۔ لیکن اس کی گردن

ڈھلکی ہوئی تھی۔ اُسے بھی اسی انداز میں باندھا گیا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ اس کے سامنے کارلس کھڑا تھا جب کہ اس کے پیچھے اس کے دو گینڈوں کی طرح پلے ہوئے ساتھی سینوں پہ ہاتھ باندھے اس طرح کھڑے تھے جیسے کوئی دلچسپ تماشہ دیکھ رہے ہوں۔

"تم ــــ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تم حقیر۔ تھرڈ کلاس۔ گھٹیا آدمی تمہاری یہ جرأت" ــــ فیاض نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔ الفاظ خود بخود اس کے منہ سے جیسے پھسلتے جا رہے تھے۔

"تم نے آج تک میرا وہ روپ دیکھا تھا سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ جس میں میں تم سے خوف زدہ رہ کر تمہیں لمبی لمبی رقمیں دیا کرتا تھا۔ تاکہ تم میرے بزنس میں روڑے نہ اٹکاؤ۔ لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے۔ تم نے میرے اس اڈے میں داخل ہو کر اپنی موت کے پروانے پہ خود دستخط کر دیئے ہیں اور میں تو تمہاری اسی بے ہوشی میں ہی تمہیں گولیوں سے اڑا دیتا اور تمہاری لاش کسی گٹر میں بہہ رہی ہوتی لیکن میں نے تمہیں اب تک صرف اس لئے زندہ رکھا ہے کہ تم مجھے یہ بتا سکو کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایونز کی فائل مجھ تک پہنچ گئی ہے وہ ذریعہ بتاؤ جس نے تمہیں اطلاع دی ہے" ــــ کارلس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ذریعہ اور تمہیں بتاؤں تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو۔ میں تمہارے منہ پہ تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں ذریعہ بتاؤں۔ سنو کارلس۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم وہ فائل میرے

حوالے کر دو اور اپنا بزنس ختم کر کے اس ملک سے نکل جاؤ۔ بس میں تمہارے ساتھ یہی رعایت کر سکتا ہوں" ۔۔۔۔ فیاض نے ان حالات میں بھی بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فائل میرے پاس ہے۔ اور دیکھو سچ سچ بتا دو۔ ورنہ یہ بات میں تمہاری چٹختی ہوئی ہڈیوں سے بھی اگلوا لوں گا" ۔۔۔۔ کارلس نے آگے بڑھ کر ایک اور زوردار تھپڑ فیاض کے چہرے پر مارتے ہوئے کہا اور فیاض کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔

"تم نے۔ تم نے پھر تھپڑ مارا۔ تمہاری یہ جرأت" ۔۔۔۔ فیاض کا دماغ واقعی الٹ گیا تھا۔ وہ جنونی انداز میں چیخ کر بولا تھا۔

"تم تھپڑ کی بات کر رہے ہو۔ میں ابھی تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا" کارلس نے بھی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے کھڑے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہوا۔

"کوڑا نکال لاؤ چارلس۔ آج میں اس کی سپرنٹنڈنٹی نکال ہی دوں" کارلس نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کا ایک ساتھی تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے فیاض جو کہ غصے کی شدت سے کرسی پر بیٹھا بیٹھا پھڑ پھڑا سا رہا تھا کو یک لخت محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ جو کرسی کی پشت پر موڑ کر باندھے گئے تھے پہلے کی نسبت ڈھیلے ہو گئے ہیں۔ شاید اس کے اس طرح پھڑ پھڑانے سے وہ گانٹھ ڈھیلی پڑ گئی تھی جس کی مدد سے اس کے بازوؤں کو باندھا گیا تھا۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی فیاض نے دونوں کلائیوں کو زوردار جھٹکے دینے

شروع کئے لیکن رسی ڈھیلی ضرور ہو گئی تھی لیکن پوری طرح کھل نہ پا رہی تھی۔

"یہ لیجئے باس کوڑا" ۔۔۔۔ چارلس نے ایک کوڑا کارلس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ کس ذریعے سے یہ خبر ملی تھی تمہیں" ۔۔۔۔ کارلس نے کوڑے کو دہشت ناک انداز میں ہوا میں جھٹکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فیاض کوئی جواب دیتا کارلس نے پوری قوت سے کوڑا اس کے جسم پر رسید کر دیا۔ اور فیاض کے حلق سے ایسی چیخ نکلی جیسے چیخ کے ساتھ ہی اس کے جسم سے روح بھی ساتھ ہی نکلتی جا رہی ہو۔ مگر کوڑے کی ضرب سے اس کے جسم نے جو جھٹکا کھایا تھا اس جھٹکے نے وہ رسی کھول دی تھی جس سے اس کے بازو بندھے ہوئے تھے۔

"بتاؤ" ۔۔۔۔ کارلس نے دوسری بار کوڑا لہراتے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے غصے سے پاگل ہوا فیاض یک لخت کرسی سے اچھلا اور اس نے اچھل کر مینڈھے کی طرح پوری قوت سے کارلس کی ناک پر ٹکر رسید کر دی۔ اور اس بار چیخ کی باری کارلس کی تھی۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے کھڑے ان دونوں گینڈوں کی طرح پلے ہوئے ساتھیوں سے ٹکرایا۔ اور چونکہ وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں کھڑے تھے اس لئے وہ تینوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر پشت کے بل نیچے گرے۔ کارلس کے ہاتھ سے کوڑا نکل گیا تھا پھر اس سے پہلے کہ کارلس یا اس کے ساتھی اٹھتے۔ فیاض نے جھپٹ کر کوڑا اٹھا لیا۔ پھر جیسے کوئی جنونی آدمی حرکت میں آ جاتا ہے اس طرح وہ حرکت میں آ گیا اور کمرہ چیخوں کے طوفان سے جیسے

کو نیچ اٹھا۔

"بتاتا ہوں تمہیں بتاتا ہوں۔ اُلو کے پٹھے بتاتا ہوں تمہیں۔ تم گھٹیا آدمی۔ تم نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کیا سمجھ رکھا ہے"۔۔۔ فیاض واقعی پاگل سا ہو رہا تھا۔ اور اس کا کوڑے والا ہاتھ اس قدر تیز رفتاری سے چل رہا تھا کہ جیسے کوئی تیز رفتار مشین حرکت میں آگئی ہو۔ اور فرشی کارلس اور اس کے دونوں ساتھی مسلسل برستے والے کوڑے کی ضرب سے مسلسل چیخ رہے تھے۔ فیاض نے انہیں اٹھنے یا سنبھلنے کی مہلت ہی نہ دی تھی اور ان تینوں کے جسم بُری طرح لہولہان ہو رہے تھے۔

"اب تم بتاؤ گے۔ تمہاری روح بتلائے گی۔ کہ فائل کہاں ہے۔ تم نے کیا سمجھ لیا تھا مجھے"۔۔۔ فیاض کا غصہ واقعی عروج پر تھا۔ مسلسل کوڑے برسانے کی وجہ سے اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا لیکن اس کا ہاتھ اُسی جنونی رفتار سے چل رہا تھا۔ حالانکہ اب وہ تینوں ضربیں کھا کھا کر بے ہوش ہو کر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان کے پورے جسم زخموں سے داغ دار نظر آ رہے تھے۔

"ارے ارے۔ فائل ان کے جسموں کے اندر تو نہیں ہے۔ جو روح کے ساتھ باہر نکل آئے گی"۔۔۔ اچانک فیاض کے کانوں سے عمران کی آواز ٹکرائی۔ اور جس طرح چابی ختم ہو جانے پر چابی والا کھلونا یک لخت رک جاتا ہے۔ اسی طرح کوڑے برساتا ہوا فیاض بھی یک لخت ساکت ہو گیا۔ لیکن وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"تم۔۔۔ تم یہاں کیسے آ گئے"۔۔۔ فیاض نے ہانپتے ہوئے کہا۔

ان کی چیخیں اور کوڑے کی آوازیں کھینچ لائی تھیں۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تم اس قدر تیز رفتاری سے بھی کوڑے برسا سکتے ہو۔ ویسے تمہارا یہ فن دیکھ کر تو مجھے اب تم سے خوف آنے لگ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور فیاض کے بے اختیار دانت نکل آئے۔

"اس حرامی نے مجھے تھپڑ مارے تھے۔ اس گھٹیا آدمی نے یہ سمجھا تھا کہ دو تین ہوٹل خرید کر وہ مجھ پر رعب جمالے گا۔ ہونہہ"۔۔۔ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ فائل اس کے پاس ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وہ فیاض کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ فیاض کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی۔ اس لئے وہ پاگل ہو گیا تھا ورنہ شاید عام حالات میں وہ ان کے جسم دیکھ کر ہی ان کی طرف سے مرعوب ہو کر سہم جاتا۔

"ہاں۔ اس نے فون پر بھی کہا تھا۔ میں نے خود فون پر اس کی بات سنی ہے"۔۔۔ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فون پر۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اور فیاض نے اُسے بتایا کہ کس طرح انسپکٹر عارف نے جابر کا کلیو تلاش کیا۔ اور وہ گلبار کالونی میں کوٹھی نمبر پچیس میں پہنچے۔ پھر وہاں سے نکل کر دوسری کوٹھی میں جائے اور وہاں رچرڈ کے ساتھی کی طرف سے دی گئی اطلاع سے انہیں کس طرح معلوم ہوا کہ ان کا باس ایونز اس کارلس کے پاس پہنچا ہے۔ اور پھر وہ کس طرح وہاں سے نکلے اور عارف تو تہہ خانہ ڈھونڈنے گیا۔ جب کہ وہ کس طرح یہاں پہنچ گیا۔ اور یہاں فون پر اس نے کیا بات سنی۔ اس کے بعد اُسے بے ہوش کر

دیا گیا۔ اب جب ہوش آیا تو عارف ساتھ والی کرسی پہ بے ہوش
ہوا تھا۔

"تم وہ فائل تلاش کرو۔ وہ لازماً یہیں موجود ہو گی" ——— عمران
مڑ کر ٹائیگر سے کہا جو خاموش کھڑا تھا۔ اور فیاض نے جلدی سے
کو فائل کی نشانیاں بتانی شروع کر دیں۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے
"تو تم اتفاق سے یہاں پہنچ گئے۔ ویسے تم مادام فرازا اور عزیز
پاس کیوں گئے تھے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم میری نگرانی کر رہے تھے" ——— فیاض
نے چونک کر پوچھا۔

"ارے نہیں۔ دراصل جب بھی تم کسی مادام کے پاس جاتے ہو
میرے دل کی دھڑکنیں خود بخود تیز ہو جاتی ہیں" ——— عمران
مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض بے اختیار جھینپ سا گیا اور پھر
نے وہ سارے واقعات مختصر طور پر سنا دیئے۔ جس کی وجہ سے
عزیز خان کی کوٹھی میں گیا تھا۔
"اوہ۔ پھر تو تم اس وقت ڈائریکٹر جنرل ہو۔ تم سے تو ویسے بھی
چاہیئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ میں چاہوں تو ابھی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوا دوں
اب مجھے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں" ——— فیاض نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس کا سینہ خود بخود باہر کو ابھر آیا۔
"اوہ۔ اسی لئے تمہارا غصہ بڑھ گیا ہے۔ مگر اختیاراتی ڈائریکٹر جنرل
صاحب۔ اگر کارلس کے پاس سے فائل نہ نکلی تو پھر تمہارے اختیار

قانون سے نہ بچا سکیں گے۔ کارلس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں"
مسکراتے ہوئے کہا۔
نہیں ملے گی۔ میں اس کی روح سے بھی اگلوا لوں گا" ———
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
س۔ یہاں مطلوبہ فائل کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ میں نے ہر
تلاش کر لی ہے" ——— اسی لمحے ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے
کہا۔
کیسے ممکن ہے۔ میں خود تلاش کرتا ہوں" ——— فیاض نے
ئے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔
ٹائیگر۔ اس کارلس کو اٹھاؤ۔ ہم نے فیاض کی آمد سے پہلے یہاں
نا ہے۔ کارلس اتنا احمق نہیں ہے کہ یہاں فائل رکھے اور اگر
ری طبی امداد نہ ملی اور یہ مر گیا تو پھر سمجھو فائل ہمیشہ کے لئے
ہو جائے گی" ——— عمران نے فیاض کے جاتے ہی تیز لہجے

ٹھیک ہے جناب آیئے" ——— ٹائیگر نے کہا اور اس نے جھک
ہوش اور زخمی کارلس کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ اسی
ے کی طرف بڑھ گئے جسے وہ کھول کر ادھر آئے تھے۔ یہ ایک
کمرہ تھا جس کے بعد وہ خواب گاہ کا دروازہ آتا تھا جسے
نے لات مار کر کھولا تھا۔ عمران نے آتے ہوئے دونوں دروازے
سے بند کر دیئے تھے۔ تاکہ فیاض ان کے پیچھے نہ آ سکے۔
باس۔ ادھر سے تو راستہ اب کھل نہیں سکتا" ——— ٹائیگر نے خوابگاہ

میں پہنچتے ہی چونک کر کہا۔

" دوسری طرف فیاض موجود ہے۔ اور وہ اس وقت ڈائریکٹر جنرل ہے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا۔ اس نے پہلے تو الماری کی پشت کو ہلا جلا کر ہٹانے کی کوشش کی لیکن الماری اپنی جگہ جام تھی۔ عمران ذرا سا پیچھے ہٹا اور پھر اس نے پوری قوت سے اپنا کاندھا الماری کو مارا۔ مگر اس نے کاندھے کی ضرب الماری کی پشت کے وسط میں مارنے کی بجائے اس کے بائیں کونے میں ماری تھی۔ کیونکہ وہ اب اس کے جام ہو جانے کی وجہ سمجھ گیا تھا کہ جب الماری واپس اپنی جگہ جاتی تھی تو بائیں طرف کسی میکنزم کی وجہ سے لاک ہو جاتی تھی اور صرف الماری کی دائیں طرف سے اس لاک کو کھولا جا سکتا تھا۔ دوسری ضرب کے ساتھ ہی کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی مضبوط فولادی الماری تیزی سے دائیں طرف کو کھسکتی چلی گئی۔ اس کا لاک ٹوٹ گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں الماری کے ہٹنے سے پیدا ہونے والے خلا میں سے ہوتے ہوئے سپیشل روم میں پہنچ گئے۔

" باہر کوئی مسئلہ تو نہ بنے گا۔ اس بے ہوش کارلس کی وجہ سے"۔ عمران نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں سر۔ باہر راہداری سے ایک اور خفیہ راستہ ساتھ کی گلی میں جاتا ہے۔ میں اس راستے کو جانتا ہوں اور ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر باہر پہنچ جائیں گے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر واقعی وہ اس خفیہ راستے سے کسی کی نظروں میں

ئے بغیر عقبی گلی میں پہنچ گئے۔ عمران نے ٹائیگر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا ور خود گھوم کر پارکنگ سے اپنی کار لینے چلا گیا۔ کیونکہ کارلس کے ون کی وجہ سے ٹائیگر کا لباس بھی خون آلود ہو چکا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد کار عمران، ٹائیگر اور بے ہوش اور زخمی کارلس کو لئے رانا ہاؤس کی ف اڑی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے سب سے پہلے تو ارلس کی بینڈیج کی اور اُسے طاقت کے کئی انجکشن لگائے تاکہ کافی خون ل جانے کی وجہ سے اس کی غیر ہوتی ہوئی حالت سنبھل جائے۔ جب ے تسلی ہو گئی کہ اب کارلس کی حالت خطرے سے باہر ہو چکی ہے۔ اس نے جوزف کو کہہ کر کارلس کو لوہے کی کرسی پر بٹھا کر اسے راڈز ی مدد سے جکڑ دیا۔

" فیاض تو غصے کی وجہ سے پاگل ہو رہا ہو گا باس "۔۔۔۔ ٹائیگر نے سکراتے ہوئے کہا۔ وہ ہاتھ وغیرہ صاف کر کے وہیں عمران کے پاس گیا تھا۔

" وہ پہلے کون سا عقلمند ہے۔ حضرت جاسوسی کرنے چلے تھے "۔۔۔۔ ان نے جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

" تم اس کا خیال رکھو۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔ میں ایک فون لوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ ن والے کمرے میں پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کئے۔

" ایکسٹو "۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک یرو کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ایک شخص کو تلاش کر لیا ہے۔

جس کے پاس فائل پہنچی ہے۔ ابھی وہ بے ہوش ہے۔ ہوش میں آتے ہی میں اس سے فائل برآمد کرالوں گا" ——— عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ گو اس وقت وہ علیحدہ کمرے میں تھا لیکن چونکہ ٹائیگر یہاں موجود تھا اس لئے عمران نے مؤدبانہ لہجہ اختیار کیا تھا۔

"تفصیلی رپورٹ دو" ——— بلیک زیرو کا لہجہ سرد تھا۔ اور جواب میں عمران نے فلیٹ پر سلیمان کی بات سننے سے لے کر اب تک کی ساری صورت حال بتادی اور ساتھ ہی اس نے فیاض سے معلوم ہونے والی اس کوٹھی کا پتہ بھی بتادیا۔ جہاں سے فیاض اور عارفنا رچرڈ کے آدمی کو ختم کر کے نکلے تھے۔

"اوکے۔ فوراً فائل برآمد کرو۔ اعلیٰ حکام اس بارے میں بے حد پریشان ہیں" ——— بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں کر لوں گا جناب۔ آپ اب اس رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ مادام پاؤکر اور اس کے ساتھیوں کو بھی کور کرلیں ورنہ یہ لوگ فرار ہو جائیں گے" ——— عمران نے اُسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر وہ مڑا اور اس کمرے سے باہر نکل کر جب وہ دوبارہ اس کمرے میں پہنچا جہاں کارلس موجود تھا تو کارلس ہوش میں آچکا تھا۔ اب وہاں جوزف اور جوانا موجود تھے۔ ٹائیگر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

"تو تمہیں ہوش آگیا کارلس" ——— عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران تم ——— یہ کون سی جگہ ہے" ——— کارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کو پہچانتا تھا۔

"تم مجھے کیسے پہچانتے ہو" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"تم سوپر فیاض کے دوست ہو۔ اور میں نے کئی بار تمہیں فیاض کے ساتھ دیکھا ہے۔ مگر آج اس فیاض نے میرے ساتھ بے حد زیادتی کی ہے۔ اب تک میں اس کا لحاظ کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب میں دیکھوں گا کہ وہ کس طرح نوکری کرتا ہے" ——— کارلس نے زہرخند لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے فیاض کو تھپڑ مارے تھے۔ حالانکہ اس نے تمہیں بتادیا تھا کہ وہ قائم مقام ڈائریکٹر جنرل بن چکا ہے۔ اس کے باوجود اس کی شکایت کر رہے ہو۔ ابھی تو شکر کرو کہ اس نے تم پر کوڑے برسائے ہیں ورنہ ڈائریکٹر جنرل بن جانے کے بعد تو وہ گولیاں برسانا زیادہ مناسب سمجھتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ذرا بھی شک پڑ جاتا کہ فیاض رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو جائے گا تو میں اسے گولیوں سے بھون ڈالتا۔ مگر یہ کون سی جگہ ہے۔ اور تم نے مجھے یہاں کیوں جکڑ رکھا ہے" ——— کارلس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک کمرہ ہے۔ جسے عرف عام میں جہنم کہتے ہیں۔ ان دونوں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ اس جہنم کے داروغے ہیں۔ اور فیاض نے تمہیں یہاں اس لئے بھجوایا ہے تاکہ تم سے وہ فائل اگلوائی جاسکے جو ایونز کے ذریعے تم تک پہنچی ہے۔ اور مسٹر کارلس یہ سن لو کہ یہ دونوں اس وقت تک انسان کے جسم سے روح کو باہر نہیں نکلنے دیتے جب تک پہلے راز باہر نہ آجائے۔

رہی میری یہاں موجودگی تو میں تو صرف سرکاری طور پر چیخوں کی گنتی پر مامور ہوں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیخوں کی گنتی ——— کیا مطلب" ——— کارلس نے چونک کر پوچھا۔

"بھائی بتایا تو ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس سرکاری ادارہ ہے۔ اور سرکاری اداروں میں ہر چیز کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ حکومت کس طرح یہ برداشت کر سکتی ہے کہ چیخوں کے حساب میں خورد برد ہو جائے۔ چنانچہ یہ دونوں جب تم سے فائل برآمد کرائیں گے تو میں تمہاری چیخیں گنوں گا اور پھر ان کو باقاعدہ رجسٹر میں درج کیا جائے گا۔ البتہ ایک بات بتا دوں کہ یہاں آنے والوں کی چیخوں کی تعداد پانچ سے کبھی نہیں بڑھ سکی۔ اب دیکھو تم میں کتنی ہمت ہے" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی سرکاری طور پر چیخیں گننے پر مامور ہو۔

"کیا تم پاگل ہو۔ میرے پاس کوئی فائل نہیں ہے۔ اور سنو۔ میں ایک معزز شہری ہوں۔ حکومت کو بھاری ٹیکس ادا کرتا ہوں۔ تم لوگ مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے" ——— کارلس نے تیز لہجے میں کہا۔

"بھائی اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ تمہارے ادا کردہ ٹیکس سے تو حکومت چیخیں گننے کی تنخواہ دیتی ہے۔ ویسے بہتر تو یہی ہے کہ تم مجھے اس حساب کتاب سے بچا کر خود ہی وہ جگہ بتا دو جہاں تم نے فائل رکھی ہوئی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"میرے پاس کوئی فائل نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی ایونز کو جانتا ہوں" ——— کارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ پھر تو گنتی کرنی ہی پڑے گی۔ ٹھیک ہے مسٹر جوانا۔ تم اپنا کام شروع کرو۔ ویسے خیال رکھنا مجھے زیادہ حساب رکھنے کے چکر میں نہ ڈالنا" عمران نے منہ بنا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"حساب کیسا۔ چیخ مارنا تو کجا اس چھوٹے حلق سے تو کبھی کبھی کی بھی آواز نہ نکلے گی" ——— جوانا نے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر قدم بڑھاتا وہ کارلس کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں میرے پاس فائل نہیں ہے" ——— کارلس نے احتجاج کرتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے جوانا کا بازو لہرایا اور کارلس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ جوانا کا بھرپور تھپڑ اس کے گال پر پڑا تھا۔ اور نہ صرف اس کا گال پھٹ گیا تھا۔ بلکہ اس کے منہ سے دانت اس طرح اچھل کر فرش پر آگرے تھے جیسے فرائی پین سے پوپ کارن باہر آگرتے ہیں۔

"ایک" ——— عمران نے باقاعدہ گنتی شروع کر دی۔

"مم ——— مم ——— میں سچ ......" ——— کارلس نے ہذیانی انداز میں کہا مگر ایک بار پھر جوانا کا دوسرا بازو گھوما اور ایک بار پھر کارلس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ دوسرا گال بھی پھٹ گیا تھا اور منہ میں باقی رہ جانے والے دانت بھی باہر آگئے تھے۔

"دو" ——— عمران کی گنتی جاری تھی۔ جوانا کا بازو ایک بار پھر اٹھا ہی تھا کہ کارلس چیخ پڑا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ وہ فائل اسی اڈے کی ایک خفیہ الماری میں رکھی ہوئی ہے۔ دفتر والے کمرے کی میز کے

پائے پہ بٹن لگا ہوا ہے۔ وہ بٹن دباؤ تو دیوار میں الماری کھل جاتی ہے۔ اس میں فائل موجود ہے"۔۔۔ کارلس نے کہا

"چلو مسئلہ دو تک کی گنتی میں ہی حل ہو گیا ورنہ خواہ مخواہ لمبا حساب رکھنا پڑتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ کمرے سے نکلا۔ ٹائیگر اسے ڈرائنگ روم میں ہی مل گیا۔

"باس میں اس لئے ہٹ آیا تھا کہ وہ مجھے کوبرے کے روپ میں پہچانتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے اس کمرے سے آجانے کا جواز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو اسے۔ تم جا کر وہ فائل لے آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور کارلس کی بتائی ہوئی جگہ کی تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے باس میں لے آتا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

رچرڈ نے کار کاسموس کلب سے ذرا ہٹ کر ایک طرف روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ہمراہ دو ساتھی تھے وہ بھی کار سے نیچے اترے اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے کاسموس کلب کی طرف چل پڑے۔

"باس۔ یہاں ایک ویٹر میرا واقف ہے۔ خاصا ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ میں زیادہ تر اس کلب میں آتا رہا ہوں۔ اس لئے وہ مجھ سے خاصا شناسا ہو چکا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے ڈھونڈ لوں"۔۔۔ رچرڈ کے ایک ساتھی نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ جونی۔ اگر ایسا ہے تو زیادہ بہتر ہے۔ کہاں ہے۔ بلاؤ اسے" رچرڈ نے چونک کر کہا۔

"آپ یہیں رکیں میں اسے لے آتا ہوں۔ میرا خیال ہے اگر اسے ذرا بھی موٹی رقم دے دی جائے تو وہ ساری بات اگل دے گا"

جونی نے کہا اور رچرڈ تو سر ملاتا ہوا وہیں رک گیا جب کہ جونی تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کے جسم پر ویٹروں جیسی وردی تھی۔ رچرڈ اسے ایک نظر دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ شخص دولت کے بدلے اپنے آپ کو بھی فروخت کرنے سے گریز نہ کرے گا۔

" جی صاحب۔ فرمایئے "۔۔۔۔ اس ویٹر نے قریب آ کر کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے "۔۔۔۔ رچرڈ نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" میرا نام مارٹن ہے جناب۔ جونی صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کچھ معلومات چاہتے ہیں جن کے بدلے میں مجھے بھاری رقم مل سکتی ہے "۔ مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ہاں "۔۔۔۔ رچرڈ نے سر ملاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ مارٹن نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ اپنی جیب میں منتقل کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب مسرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

" سنو۔ کارلس ایڈورڈ کا ایک ساتھی میرے دوست ۔۔۔۔ کو ہوٹل سن ڈیو سے لے کر سیاہ رنگ کی کار میں یہاں آیا ہے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کارلس اور وہ میرا دوست کہاں موجود ہیں "۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

" اوہ۔ سیاہ کار۔ پھر وہ لازماً فلیکر ہو گا۔ لیکن وہ یہاں نہیں آیا۔ کیونکہ باس آج یہاں نہیں آئے وہ ہوٹل برگنزا میں اپنے اڈے پر ہیں۔ فلیکر آپ کے دوست کو لے کر وہیں گیا ہو گا "۔۔۔۔ مارٹن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوٹل برگنزا ۔۔۔۔ وہ کہاں ہے "۔۔۔۔ رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

" اگر آپ مجھے ایسا ایک نوٹ اور دے دیں تو میں آپ کو وہ خفیہ اڈہ بھی بتا سکتا ہوں جہاں باس موجود ہوتا ہے۔ یہ بتا دوں کہ یہ اڈہ کم ہی لوگوں کو معلوم ہے۔ میں چونکہ کافی عرصہ ہوٹل برگنزا میں رہا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے۔ لیکن ایک شرط ہے آپ کسی کو بتائیں گے نہیں کہ میں نے آپ کو اڈے کے متعلق کچھ بتایا ہے "۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

" سنو مارٹن۔ میں تمہیں ایک کی بجائے دو نوٹ دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم کسی طرح ہمیں یہ معلوم کر دو ۔ کہ کارلس اور ہمارا دوست اس اڈے میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر وہاں نہیں ہیں تو اس وقت کہاں ہیں "۔۔۔۔ رچرڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

" نکالیے نوٹ۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔ مجھے صرف برگنزا ایک فون کرنا پڑے گا اور بس "۔۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

" اوکے جونی تم اس کے ساتھ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ ہم سے بلف کرے اور بعد میں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے "۔۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔ اور جیب سے دو نوٹ نکال کر اس نے مارٹن کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

" آپ فکر نہ کریں کوئی بلف نہ ہو گا۔ آیئے مسٹر جونی۔ آپ بے شک ساتھ آ جائیں "۔۔۔۔ مارٹن نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔ جونی اس کے ساتھ چلا گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد جونی اکیلا تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آ گیا۔

" باس باس۔ غضب ہو گیا۔ اس کارلس نے باس ایونز کو گولی مار دی

ہے۔ وہ اس وقت اسی تہہ خانے میں ہے" ـــــ جونی نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو۔ باس ایونز کو گولی مار دی ہے۔ کیوں" رچرڈ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"باس۔ مارٹن نے برگنزا ہوٹل میں ایک آدمی فلپ کو فون کیا۔ اور اس سے کارلس کے متعلق پوچھا۔ اس نے اس سے کہا کہ ایک بڑی پارٹی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اس پارٹی کو کارلس سے ملانا چاہتا ہے۔ اس پر اس فلپ نے بتایا کہ کارلس اس وقت کسی سے نہیں مل سکتا۔ اس پر جب مارٹن نے اصرار کیا تو اس فلپ نے بتایا کہ کارلس اڈے میں مصروف ہے۔ اس نے ایک آدمی کو جسے وہ ایونز کہہ رہا تھا اور جسے فلیک بے ہوش کر کے لے آیا تھا۔ اسے گولیوں سے اڑا دیا ہے۔ اور وہ فلپ فون آنے سے پہلے اس کی لاش کو گٹر میں بہا کر فارغ ہوا ہے" ـــــ جونی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ باس نے اسے فائل کے متعلق بتا دیا ہوگا۔ اور اس کی نیت خراب ہو گئی ہوگی۔ اب ہمیں نہ صرف باس کا انتقام لینا ہے بلکہ وہ فائل بھی اس کارلس سے واپس حاصل کرنی ہے۔ چلو" ـــــ رچرڈ نے غصیلے انداز میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔

"باس میرا خیال ہے اس اڈے تک پہنچنے کے لئے ہمیں اس فلپ کو ڈھونڈنا پڑے گا" ـــــ اس بار رچرڈ کے دوسرے ساتھی نے کہا۔

"ہاں جوزف۔ میں نے بھی یہی سوچا ہے" ـــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہوٹل برگنزا کے سامنے پہنچ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جونی تھا۔ وہ شاید ہوٹل برگنزا کا پتہ اس مارٹن سے معلوم کر آیا تھا اس لئے وہ بغیر کسی سے پوچھے سیدھا ہوٹل پہنچ گیا تھا۔ کار ہوٹل سے باہر ایک دکان کی سائیڈ میں روک کر وہ تینوں اترے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کی طرف بڑھتے گئے۔

"آپ یہیں برآمدے میں رکیں باس۔ میں اس فلپ کا پتہ کرتا ہوں" ـــــ جونی نے کہا۔

"سنو۔ ادھر دائیں طرف بند اور سنسان گلی ہے۔ ہم وہاں چلتے ہیں تم کسی طرح اس فلپ کو وہاں لے آؤ۔ شاید اس پر سختی کرنی پڑے" رچرڈ نے کہا اور جونی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جب کہ رچرڈ اور جوزف اس گلی کی طرف بڑھ گئے جو کہ ہوٹل سے پہلے آتی تھی۔ رچرڈ نے گزرتے ہوئے ایک نظر دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ گلی آگے سے بند ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی آ جا نہ رہا تھا۔ اور پھر جب وہ گلی میں داخل ہو کر آگے بڑھے تو واقعی وہ آگے سے بند تھی۔ اور اس گلی میں صرف مکانوں کے عقبی دروازے تھے۔ ہوٹل کا البتہ ادھر کوئی دروازہ نہ تھا۔ ایک لمبی دیوار تھی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد جونی ایک مقامی آدمی کے ساتھ چلتا ہوا اس گلی میں داخل ہوا۔ وہ مقامی آدمی نوجوان تھا۔ اور اس کے چہرے پر بے تجسس کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ فلپ ہے باس۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ ہمارا سودا معقول کمیشن پر کارلس سے کرا سکتا ہے" —— جوزف نے قریب آکر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب آپ فکر نہ کریں۔ یہ کام مارٹن کے بس کا نہ تھا۔ اس نے آپ کو صحیح آدمی کے پاس بھیجا ہے۔ میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کتنی مالیت کا سودا کرنا چاہتے ہیں" —— فلپ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"سودا تو ہم براہِ راست کارلس سے کریں گے فلپ۔ البتہ تمہیں اس بات کا بھاری معاوضہ مل سکتا ہے کہ تم ہمیں کارلس کے خفیہ اڈے میں اس طرح پہنچوا دو کہ کارلس کو بھی اس کی خبر نہ ہو سکے۔ کیونکہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہماری مخالف پارٹی کارلس سے اس سودے کے بارے میں بات چیت کر رہی ہے۔ اور ہم سودے سے پہلے یہ بات چیت سننا چاہتے ہیں" —— رچرڈ نے کہا۔

"مگر اڈے میں تو کوئی پارٹی نہیں ہے۔ صرف اکیلا باس اپنے ایک ساتھی جیرم کے ساتھ موجود ہے" —— فلپ نے حیران ہو کر جواب دیا۔

"تمہیں نہیں معلوم وہ لوگ ابھی وہاں گئے ہیں۔ بہرحال تم بتاؤ تم ہماری شرط پر یہ کام کر سکتے ہو یا نہیں۔ اگر کر سکتے ہو تو معاوضہ بتاؤ۔ نہیں کر سکتے تو جواب دو۔ ہم کوئی اور طریقہ سوچ لیں گے" رچرڈ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مسئلہ ہے تو خطرناک۔ کیونکہ باس کے اڈے میں اس طرح

خفیہ طور پر داخل ہونے سے باس ناراض بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں سنبھال لوں گا۔ میں ایک راستہ ایسا جانتا ہوں جس کا علم بظاہر صرف باس کو ہی ہے لیکن مجھے بھی معلوم ہے۔ اس لئے اگر کوئی بات ہوئی تو میں صاف مکر جاؤں گا۔ اور کے میں اس کا معاوضہ پچاس ہزار روپے لوں گا" —— فلپ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم کوئی رعایت نہیں مانگیں گے لیکن یہ سوچ لو کہ اگر ہماری شرط پوری نہ ہوئی تو تم اپنی جان بھی گنوا سکتے ہو"...... رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ لیکن یہ پہلے بتا دوں کہ اگر باس ناراض ہوا تو میں آپ سے ملنے سے صاف مکر جاؤں گا اور دوسری بات یہ کہ میں صرف ایک آدمی کو لے جا سکتا ہوں۔ وہاں ایک آدمی سے زیادہ چھپنے کی کوئی جگہ ہی نہیں ہے" —— فلپ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود جاؤں گا۔ باقی ساتھی یہیں رہیں گے" —— رچرڈ نے کہا اور اس نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ فلپ کو رقم دے دے۔ جوزف نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر فلپ کو پکڑا دی۔ فلپ نے بڑے حریصانہ انداز میں گڈی اپنی جیب میں ڈالی۔

"آئیے جناب" —— فلپ نے گڈی جیب میں منتقل کرتے ہوئے رچرڈ سے کہا اور رچرڈ نے سر ہلا دیا۔

گلی سے نکل کر فلپ رچرڈ کو ہوٹل کی عقبی سائیڈ پر موجود ایک گلی میں لے آیا۔ یہاں آخری کونے میں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔

"یہ راستہ بظاہر تو سٹور کو جاتا ہے۔ لیکن راستے میں ایک خفیہ دروازہ موجود ہے۔ جہاں سے اڈے میں جایا جا سکتا ہے" ـــــ فلپ نے رچرڈ سے کہا اور رچرڈ نے سر ہلا دیا۔

دروازے سے گزر کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ پھر ایک جگہ راہداری دائیں طرف کو مڑ گئی۔ لیکن فلپ آگے جانے کی بجائے وہیں موڑ پر ہی رک گیا۔ یہاں سپاٹ دیوار تھی۔ مگر فلپ نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص اینٹ پر تین بار مخصوص انداز میں بوٹ کی ٹھوکر ماری تو یہ سپاٹ دیوار درمیان سے پھٹی اور سائیڈوں میں کھسک گئی۔ اب ایک خلا نظر آ رہا تھا جس کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

"یہ باس کا خفیہ اڈہ ہے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر جو کمرہ ہے یہ سٹور ہے۔ یہاں سے دروازہ باس کے خاص دفتر میں کھلتا ہے۔ باس اگر کسی پارٹی سے بات چیت کرے گا تو اسی دفتر میں ہی کرے گا۔ جب آپ سیڑھیاں اتریں گے تو یہ دیوار خود بخود برابر ہو جائے گی" ـــــ فلپ نے سرگوشیانہ انداز میں رچرڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اگر اندر سے آنا ہو تو پھر اسے کیسے کھولا جاتا ہے" ـــــ رچرڈ نے پوچھا۔

"سب سے اوپر والی سیڑھی کی دائیں سائیڈ پر اینٹ ابھری ہوئی ہو گی اُسے دبائیں تو اندر سے یہ دیوار کھل جاتی ہے" ـــــ فلپ نے جواب دیا۔ اور رچرڈ سر ہلاتا ہوا اس خلا سے گزر کر بڑے محتاط

انداز میں سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے اتر گیا۔ پھر اس نے جیسے ہی آخری سیڑھی کراس کر کے کاٹھ کباڑ سے بھرے ہوئے اس سٹور نما کمرے کے فرش پر قدم رکھے سرر کی تیز آواز سے اس کے عقب میں سیڑھیوں کے اوپر دیوار برابر ہو گئی۔ رچرڈ کو دوسرے کونے میں موجود دروازہ نظر آ گیا مگر دروازہ بند تھا۔ اور اس میں سے روشنی کی لکیریں نکل کر ادھر تاریک سٹور میں پڑ رہی تھیں۔ رچرڈ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ دروازہ پوری طرح بند نہ تھا۔ اس میں خاصی بڑی جھری موجود تھی۔ رچرڈ نے آگے بڑھ کر جھری سے آنکھ لگائی تو وہ چونک پڑا۔ دوسری طرف ایک کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس کی بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا اور ٹھوس جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سخت گہری اور درشتی نمایاں تھی۔ وہ میز پر موجود کسی تصویروں والے البم پر جھکا ہوا تھا۔ ابھی رچرڈ اُس کا جائزہ لے رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور وہ آدمی چونک کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ کارلس اٹنڈنگ" ـــــ اس آدمی نے بھاری اور کرخت آواز میں کہا۔ رچرڈ سمجھ گیا کہ یہی کارلس ہے۔ وہ چند لمحے دوسری طرف سے آنے والی بات سنتا رہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایونز کے ساتھیوں کو بھی تلاش کر کے ختم کر دو۔ جب کہ مادام پارکر کو تلاش کر کے اس سے فائل کا سودا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر مادام پارکر بڑی قیمت لگا دے تو میں فائل اس

سے ہاتھ فروخت کرنے کو تیار ہوں" ــــ کارلس نے اُسی طرح سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا ۔ دوسرے لمحے اس نے میز کی سائیڈ دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال لی ۔ اس فائل کا کور دیکھتے ہی رچرڈ چونک پڑا ۔ کیونکہ یہی اس کی مطلوبہ فائل تھی ۔ چونکہ فائل کچھ وقت تک اس کی تحویل میں رہی تھی ۔ اس لئے وہ اُسے بخوبی پہچانتا تھا ۔ فائل اٹھا کر کارلس نے اپنی کرسی پیچھے ہٹائی اور پھر اس نے میز کے پائے پر بوٹ سے ٹھوکر ماری تو اس کی عقبی دیوار میں ایک چھوٹی سی الماری نمودار ہو گئی ۔ اس نے الماری میں وہ فائل رکھی اور ایک بار پھر پائے کو ٹھوکر ماری تو الماری دوبارہ دیوار میں غائب ہو گئی ۔ اور کارلس دوبارہ کرسی ٹھیک کر کے میز پر موجود البم پر جھکا ہی تھا کہ یک لخت ایک دھماکے کی آواز سنائی دی ۔ دھماکے کی آواز ایسے تھی جیسے کسی نے لات مار کر کوئی دروازہ کھولا ہو ۔

" خبردار کارلس ۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فائل میرے حوالے کر دو " ــــ ایک آواز سنائی دی اور رچرڈ بُری طرح چونک پڑا ۔ اس نے آنکھ لگائی تو اُسے میز کی دوسری سائیڈ پر واقعی سپرنٹنڈنٹ فیاض ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا نظر آ گیا ۔ اس کا ذہن حیرت کی شدت سے سُن سا ہو گیا ۔ کیونکہ فیاض کو تو وہ اس کے ساتھی کے ساتھ اپنے اڈے میں بندھا ہوا چھوڑ آیا تھا ۔ مگر فیاض نہ صرف وہاں سے نکل آیا تھا بلکہ وہ سیدھا یہاں بھی پہنچ گیا تھا ۔

" تت ــــ تت ــــ تم سوپر فیاض اور یہاں ۔ ادھر سے ۔ کیا مطلب ۔ تم سپیشل روم والے خفیہ راستے سے کیسے یہاں پہنچ گئے " ــــ

کارلس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید حیرت نمایاں تھی اور رچرڈ نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ کارلس کی بات سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی اور راستہ بھی ہے جو کسی سپیشل روم سے آتا ہے اور فیاض کے اس راستے سے آنے کا کارلس کو بھی علم نہ ہو سکا تھا ۔

" تو تم نے سمجھ لیا تھا کہ ایونز سے فائل حاصل کر کے تم یہاں چھپ کر بچ جاؤ گے ۔ نکالو ۔ کہاں ہے فائل " ــــ فیاض نے رعب دار لہجے میں کہا ۔

" فائل ــــ کون سی فائل " ــــ کارلس نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" وہ فائل جو تم نے ایونز سے حاصل کی ہے " ــــ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" ایونز ــــ کون ایونز ۔ تم کیسی باتیں کر رہے ہو ۔ اور سنو ۔ تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم اس طرح معزز لوگوں کی پرائیویسی میں مداخلت کرو ۔ جانتے ہو میرے تعلقات براہِ راست وزیراعظم سے ہیں " ــــ کارلس نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی سائیڈ سے نکل کر غیر محسوس طریقے سے فیاض کی طرف بڑھ گیا ۔

" میں کہتا ہوں فائل نکالو ورنہ " ــــ فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا مگر اُسی لمحے کارلس نے یک لخت اچھل کر لات ماری اور فیاض کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا ۔

"اب تم ہاتھ اٹھا دو سوپر فیاض" ۔۔۔ اس بار کارلس نے غراتے ہوئے کہا۔ اب رچرڈ کو اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم جانتے ہو مجھے۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض ہوں" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن اب تمہاری لاش ہی یہاں سے باہر جائے گی" ۔۔۔ کارلس نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور رچرڈ نے دیکھا کہ ٹریگر پر اس کی انگلی حرکت کرنے ہی والی تھی۔

"میں تمہیں جیل میں سڑا دوں گا۔ ابھی انسپکٹر عارف یہاں پہنچ جائے گا۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا" ۔۔۔ فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ نے بھی سر ہلا دیا۔ کیونکہ ایک لمحہ پہلے اسے بھی خیال آیا تھا کہ وہ ان دونوں کو گولی مار کر فائل لے کر نکل جائے لیکن فیاض کی بات سن کر اس نے اپنا ارادہ فوری طور پر بدل دیا۔ کیونکہ اس طرح وہ پکڑا بھی جا سکتا تھا۔

"اوہ تو انسپکٹر عارف بھی تمہارے ساتھ ہے۔ او۔کے۔ پھر پہلے مجھے انسپکٹر عارف کی خبر لینی ہوگی۔ وہ تم سے زیادہ ہوشیار اور چالاک ہے۔ دیوار کی طرف منہ کر لو۔ ورنہ میں گولی چلا دوں گا" کارلس نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور رچرڈ نے دیکھا کہ جیسے ہی فیاض گھوما۔ کارلس نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کو اچھال کر نال سے پکڑا اور پوری قوت سے بھاری ریوالور کے دستے سے فیاض کے سر پر زوردار ضرب لگائی اور فیاض چیختا ہوا وہیں دیوار کی جڑ میں ہی ڈھیر ہو گیا۔

"ہونہہ۔ آیا تھا مجھ سے فائل حاصل کرنے۔ نانسنس۔ میں پہلے اس انسپکٹر عارف کا بندوبست کر لوں پھر اسے بھی دیکھتا ہوں" ۔۔۔ کارلس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر اس نے میز پر موجود ۔۔۔ انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"کارلس بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض سپیشل روم کے راستے سے اندر اڈے میں پہنچ گیا ہے اور انسپکٹر عارف بھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ ولسن کو کہو کہ وہ انسپکٹر عارف کو تلاش کرے وہ اسے اچھی طرح جانتا ہے اور پھر اسے بے ہوش کر کے اسی سپیشل روم کے راستے ہی اندر سٹنگ روم میں پہنچا دے اور ولسن کے ساتھ ہی جارس کو بھی بھیج دینا۔ اور سنو۔ آئندہ سپیشل روم میں میری اجازت کے بغیر کسی کو بھی داخل نہ ہونے دینا" ۔۔۔ کارلس نے چیختے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور رکھ کر وہ مڑا اور تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے فیاض کی طرف بڑھ گیا۔

"اسے سٹنگ روم میں کرسی پر باندھ دوں کہیں ہوش میں نہ آ جائے" ۔۔۔ کارلس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ فیاض کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے فیاض اس دفتر نما کمرے میں داخل ہوا تھا۔ رچرڈ کے لئے یہ موقع غنیمت تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر دفتر میں آیا اور دبیز قالین پر دوڑتا ہوا میز کی عقبی طرف پہنچ گیا۔ وہ بے حد چوکنا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کارلس واپس آ جائے گا۔ لیکن شاید کارلس فیاض کو کرسی پر باندھنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ اس نے جلدی سے جھک کر میز

کے پائے پر ہاتھ پھیرا تو ایک جگہ بٹن اُسے محسوس ہو گیا اس نے اُسے دبایا تو ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ عقبی دیوار میں الماری نمودار ہو گئی۔ اس میں فائل موجود تھی۔ رچرڈ نے جلدی سے فائل اٹھائی اور واپس مڑا۔ مڑتے ہوئے اس کا پیر خود بخود دوبارہ اسی بٹن سے ٹکرایا اور سرسراہٹ سے الماری دوبارہ دیوار میں غائب ہو گئی۔ لیکن ظاہر ہے رچرڈ کو کسی کی پرواہ نہ تھی۔ اس کے لئے سب سے اہم مسئلہ اس فائل کو صحیح سلامت باہر نکال کرلے جانے کا تھا۔ اس نے واقعی اس قدر تیزی دکھائی کہ پلک جھپکنے میں وہ واپس کھلے ہوئے دروازے سے سٹور میں پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کے پٹ آہستہ سے دوبارہ بند کئے تاکہ اگر کارلس واپس آئے تو اُسے معلوم نہ ہو سکے اور پھر محتاط انداز میں قدم بڑھاتا وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ فائل اس کی کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل ہو چکی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ سب سے اوپر والی سیڑھی پر پہنچ چکا تھا اور پھر واقعی فلپ کے کہنے کے مطابق وہاں ابھری ہوئی اینٹ موجود تھی۔ اس نے اینٹ پر دباؤ ڈالا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور رچرڈ اچھل کر باہر راہداری میں آ گیا۔ راہداری اب بھی خالی پڑی تھی۔ اس کے باہر آتے ہی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ رچرڈ تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے وہ گلی میں آیا اور پھر چند لمحوں بعد سڑک پر پہنچ گیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ کسی کو معلوم ہوئے بغیر فائل اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اب جبکہ ایونز مر چکا تھا اب وہ خود اس گروہ کا لیڈر بن گیا تھا۔ اور اُسے معلوم تھا کہ ایونز نے اس فائل کے لئے ایک پارٹی سے کس قدر بڑی رقم کا سودا کر رکھا تھا۔

اُسے سب سے زیادہ مسرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ کارلس سمیت اب کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ فائل اس کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اب وہ آپس میں لڑتے رہیں گے اور وہ اطمینان سے فائل لے کر ملک سے نکل جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس گلی کے کنارے پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ وہیں بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔

"باس آپ کو دیر ہو گئی۔ ہم سخت بے چین ہو گئے تھے اگر آپ چند لمحے مزید نہ آتے تو ہم اس فلپ کو ڈھونڈھ کر اُسے ریوالور کی زد پر تہہ خانے میں لے جانے کا فیصلہ کر چکے تھے"۔۔۔ جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو۔ فائل مجھے مل گئی ہے۔ اور وہ فیاض بھی پوائنٹ ایکس سے فرار ہو کر یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس لئے اب پوائنٹ ایکس پر جانا بیکار ہے۔ سب سے محفوظ پوائنٹ اے ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ جلدی کرو اب نکل چلیں یہاں سے"۔۔۔ رچرڈ نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے کار کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد ان کی کار سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ رچرڈ کے چہرے پر بے پناہ مسرت اور کامیابی کا تاثر نمایاں تھا۔

فیاض بپھرے ہوئے شیر کی طرح دفتر میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید غیض و غضب کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے عمران پر بے طرح غصہ آرہا تھا جو اس کی عدم موجودگی میں کارلس کو لے کر نکل گیا تھا اور پھر عمران کو اس نے تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران نہ ہی فلیٹ پر موجود تھا اور نہ کسی اور جگہ۔ فائل بھی باوجود بے پناہ تلاشی لینے کے اس تہہ خانے سے برآمد نہ ہوئی تھی۔ وہاں سے نکل کر وہ تو عمران کے فلیٹ کی طرف بھاگ پڑا تھا جبکہ اس نے عارف کو کہہ دیا تھا۔ کہ وہ باقاعدہ دستہ لے کر ہوٹل پر ریڈ کرے اور اس تہہ خانے کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ کر اس فائل کو تلاش کرے۔ عمران کو اس نے فلیٹ پر دیکھنے کے بعد ایک دو اور جگہوں پر دیکھا اور جب عمران نہ ملا تو وہ جلتا بھنتا واپس اپنے دفتر آگیا۔ عارف کی طرف سے بھی ابھی تک کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔

اور جیسے جیسے فائل ملنے کے امکانات ختم ہوتے جا رہے تھے ویسے ویسے فیاض کو عمران پر آنے والا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ایک بار اسے عمران نظر آجائے پھر وہ اس کا وہ حشر کرے گا کہ اس کی روح بھی صدیوں چیختی رہے گی۔ یہاں پہنچ کر بھی وہ دوبار عمران کے فلیٹ فون کر چکا تھا۔ لیکن ہر بار سلیمان نے یہی جواب دیا تھا کہ صاحب نہیں آئے۔ وہ اسی پیچ و تاب کی حالت میں دفتر میں ٹہل رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ فیاض سپیکنگ" ___ فیاض کو غصے اور بوکھلاہٹ میں اپنا عہدہ بتانا بھی یاد نہ رہا تھا ورنہ وہ ہر صورت میں اپنا عہدہ ساتھ ہی بتاتا تھا۔

"سر۔ عارف بول رہا ہوں۔ تہہ خانے میں فائل موجود نہیں ہے۔ مگر میں نے ایک اور کلیو تلاش کر لیا ہے۔ یہاں ایک ملازم ہے فلپ۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایک اجنبی کو ایک اور راستے سے تہہ خانے میں پہنچایا تھا۔ اس نے اس اجنبی کا جو حلیہ بتایا ہے وہ بالکل رچرڈ کا حلیہ تھا۔ اس پر میں چونک پڑا۔ اور پھر میں نے مزید تفتیش کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رچرڈ کے ساتھ دو اور آدمی تھے۔ اور وہ ایک سبز رنگ کی کار میں آئے تھے۔ یہ کار انہوں نے ایک پھلوں کے جوس بیچنے والے کی دکان کے سامنے روکی تھی۔ اس دکان دار کے لڑکے کو کار کا نمبر اور ماڈل یاد تھا۔ کیونکہ یہ لڑکا دن کے وقت کاروں کے ایک شوروم میں ملازمت کرتا ہے۔ اس لڑکے نے

یہ بھی بتایا ہے کہ یہ کار اس نے پرنس کار ڈیلر کے شوروم میں برائے فروخت کھڑی دیکھی تھی۔ چنانچہ میں نے پرنس کار ڈیلر سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہ کار اس نے ایک غیر ملکی کے ہاتھ فروخت کی تھی۔ جس کا نام جوزف ہے۔ اس کا پتہ کنگس کالونی کوٹھی نمبر بارہ ڈیلر کے پاس درج ہے۔ رچرڈ کی تلاش کے ——— دوران میں نے کلبار کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس اور زبیدہ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ جہاں سے ہم نکلے تھے بھی آدمی بھیجے تھے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ دونوں کوٹھیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ میں کار ڈیلر سے سیدھا کنگس کالونی پہنچا۔ لیکن باس وہ کوٹھی بھی خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے" ———

عارف نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اس رپورٹ سے ثابت ہوتا تھا کہ انسپکٹر عارف کام کے معاملے میں خاصا تیز واقع ہوا ہے۔ کیونکہ اتنے کم وقت میں اس نے خاصی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ لیکن اس محنت کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو رہا تھا۔

"تم کوٹھی کے اندر گئے تھے۔ ہو سکتا ہے وہاں سے رچرڈ کے بارے میں کوئی کلیو مل سکے۔ ویسے اصل مسئلہ تو کارلس کو تلاش کرنا ہے۔ فائل تو اس کے پاس ہی ہو گی" ——— فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میرا خیال ہے کہ فائل رچرڈ لے اڑا ہے۔ کیونکہ کارلس کو تو عمران اور اس کا ساتھی اس سٹنگ روم سے لے کر گئے ہیں۔ اور آپ کے کہنے کے مطابق اس وقت فائل کارلس کے پاس نہ تھی۔ اور ویسے بھی فائل چھپانے کے لئے صحیح جگہ دفتر والا کمرہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات طے ہے کہ کارلس اس تہہ خانے سے پہلے باہر نہیں گیا" ——— عارف نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ اس کا مطلب ہے فائل عمران کو بھی نہیں مل سکے گی۔ پھر تو ہمیں ہر قیمت پر اس رچرڈ کو تلاش کرنا ہے۔ ٹھیک ہے تم وہیں کنگس کالونی پہنچو میں خود آ رہا ہوں" ——— فیاض نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے کنگس کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ کنگس کالونی ایک چھوٹی سی کالونی تھی۔ اس لئے کنگس کالونی میں داخل ہونے کے بعد اس نے جلد ہی کوٹھی نمبر بارہ تلاش کر لی۔ پھر جیسے ہی جیپ اس نے کوٹھی کے گیٹ پر روکی۔ ایک طرف سے انسپکٹر عارف بھی قریب آ گیا۔

"آؤ عارف۔ اندر چل کر دیکھیں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے اس نامراد رچرڈ کا" ——— فیاض نے جیپ سے اترتے ہوئے کہا اور عارف نے سر ہلا دیا۔ کوٹھی کے چھوٹے پھاٹک پر چونکہ تالا پڑا ہوا تھا۔ اس لئے انسپکٹر عارف بڑے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ اور پھر اس نے بڑا پھاٹک کھول دیا۔ اور فیاض پیدل ہی اندر داخل ہو گیا۔ جیپ وہیں باہر ہی کھڑی رہی۔ چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس میں فرنیچر موجود تھا۔ لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔ اور ہر چیز پر گرد بھی موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں کافی عرصے سے کوئی نہیں آیا۔ انسپکٹر عارف نے ایک وارڈروب الماری کھولی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کو الماری خالی

تھی لیکن اس کے نچلے خانے کے اندرونی طرف دراز میں کاغذ کا کونا باہر جھانک رہا تھا۔ اس کاغذ کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی لباس کی جیب سے نکل کر کونے کی درز میں پھنس گیا ہو۔ انسپکٹر عارف نے جلدی سے کاغذ باہر کھینچا تو اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس پر رچرڈ کی طرف سے کسی کاؤنٹ کے نام رقعہ لکھا ہوا تھا۔ کہ وہ اس کوٹھی کو چھوڑ کر اب گلستان کالونی کی کوٹھی نمبر تین میں جا کر رہے۔ بہرحال یہ ایک نیا پتہ تھا۔ اس لئے انسپکٹر عارف مڑا ——— اور اس نے یہ کاغذ فیاض کو دکھایا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے بھی چیک کر لیں۔ یہ بین الاقوامی مجرم اسی طرح بہت سی کوٹھیاں لے لیتے ہیں اور ضرورت کے مطابق اُسے بدلتے رہتے ہیں" ——— فیاض نے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار گلستان کالونی کی طرف دوڑنے لگی۔ انسپکٹر عارف چونکہ علیحدہ جیپ میں یہاں آیا تھا۔ اس لئے وہ اپنی جیپ میں اس کے پیچھے تھا۔ گلستان کالونی پہنچ کر عارف نے اپنی جیپ آگے کر کے فیاض کو رکنے کا اشارہ کیا اور فیاض نے جیپ روک لی۔

"سر آپ یہیں چوک پر رہیں۔ آپ یونیفارم میں ہیں اگر مجرموں نے چیک کر لیا تو وہ فرار ہو جائیں گے۔ میں سادہ لباس میں ہوں۔ میں اس کوٹھی کی صورت حال چیک کر آتا ہوں" ——— عارف نے کہا اور اپنی جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور پھر جیپ سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"سر۔ رچرڈ اندر موجود ہے۔ اس کے ساتھ چار اور آدمی بھی ہیں۔ اور وہ سب فائل کو ملک سے نکالنے کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کار بھی موجود ہے۔ میں نے اندر جا کر چیکنگ کی ہے" ——— عارف نے تیز تیز اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ انسپکٹر عارف۔ تم نے واقعی بہترین کارکردگی دکھلائی ہے۔ فوراً جیپ پر ہیڈ کوارٹر جاؤ اور وہاں سے مسلح دستہ ساتھ لے آؤ۔ تاکہ ان پر ریڈ کیا جا سکے" ——— فیاض نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے ایک اور تجویز سوچی ہے۔ آدمیوں کے کال کرنے اور ریڈ کرنے میں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول کیوں نہ فائر کر دیا جائے۔ اس سے یہ سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور ہم آسانی سے انہیں کور کر لیں گے ایسا نہ ہو کہ یہ پھر نکل جائیں اور پھر ان کی تلاش مشکل ہو جائے گی" ——— انسپکٹر عارف نے کہا۔

"مگر بے ہوشی والا بم کیا یہاں دکان پر فروخت ہوتا ہے احمق آدمی پھر بھی تو ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا" ——— فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر میں نے اپنی جیپ میں اسی قسم کا بہت سا سامان ایمرجنسی کے لئے رکھا ہوا ہے۔ میں لے لیتا ہوں" ——— انسپکٹر عارف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے ایک سائیڈ پر کھڑی اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیپ کی پچھلی سیٹ اٹھائی اور اس کے نیچے بنے ہوئے صندوق نما خانے سے اس نے ایک لمبا مگر چپٹی نال کا پستول

اٹھا کر سیٹ واپس رکھ دی۔ پستول اس نے جیب میں ڈال لیا۔

"آیئے سر" ـــــ انسپکٹر عارف نے کہا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عارف نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کی طرف اشارہ کیا۔ اور فیاض نے سر ہلا دیا۔ عارف نے کوٹھی کی سائیڈ گلی میں داخل ہو کر جیب سے وہی چپٹے اور لمبی نال والا پستول نکالا۔ اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر نال کا رخ اصل عمارت کے برآمدے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی تیز آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا کوٹھی کے اندر جا گرا۔

"آیئے سر اب عقبی طرف سے اندر داخل ہوں۔ میں نے عقبی دروازہ اندر سے کھول دیا تھا" ـــــ انسپکٹر عارف نے کہا۔ اور وہ دونوں گلی میں سے ہوتے ہوئے عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہاں ایک دروازہ موجود تھا۔ انسپکٹر عارف نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھل گیا۔

"وہ بے ہوشی کی گیس کہیں ہم پہ نہ اثر کرے" ـــــ فیاض نے پریشان ہو کر کہا۔

"نہیں سر۔ وہ جس قدر زود اثر ہے۔ اسی قدر جلدی اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے" ـــــ انسپکٹر عارف نے فیاض کو تسلی دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں چلتے ہوئے عمارت کی اندرونی سائیڈ گلی سے ہو کر فرنٹ والے حصے میں پہنچ گئے۔ وہاں دو کاریں کھڑی تھیں۔

"پھر بھی ہمیں کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی بے ہوش ہو جائیں" ـــــ فیاض نے کہا اور برآمدے کے قریب رک گیا۔ مجبوراً عارف کو بھی رکنا پڑا۔ پانچ منٹ بعد فیاض آگے بڑھا اور پھر راہداری

سے گزر کر وہ جب ایک کمرے کے کھلے دروازے پہ پہنچے تو فیاض خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ کمرے میں پانچ افراد صوفوں پہ لڑھکے ہوئے تھے۔ جن میں ایک رچرڈ بھی تھا۔

انسپکٹر عارف بجلی کی سی تیزی سے صوفے پہ پڑے ہوئے بے ہوش رچرڈ کی طرف بڑھا اور اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ فائل موجود تھی۔ فیاض فائل دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جھپٹا اور اس نے انسپکٹر عارف کے ہاتھ سے فائل جھپٹ لی۔

"یہی ہے۔ بالکل یہی ہے۔ اوہ خدایا تیرا شکر ہے۔ فائل واپس مل گئی" ـــــ فیاض نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور انسپکٹر عارف کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا۔ کیونکہ ظاہر ہے فائل مل جانے کے بعد اس کا ترقی کا چانس بن گیا تھا۔

"ہا ـــ ہا ـــ آخر میں کامیاب ہو گیا۔ فائل مل ہی گئی۔ اب اس عمران کو پتہ چلے گا کہ فیاض کسی سے کم نہیں ہے۔ خواہ مخواہ ... جماتا رہتا تھا" ـــــ فیاض نے قہقہہ لگاتے ہوئے انتہائی مسـ... بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ـــ میری ترقی یاد رکھنا" ـــــ عارف نے کہا۔

"یاد کیا رکھنی ہے۔ سمجھو تمہیں ترقی مل گئی" ـــــ فیاض نے اسی طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خبردار ـــ دونوں ہاتھ اٹھا دو" ـــــ اسی لمحے دروازے کی طرف سے ایک کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ دونوں بیک وقت تیزی سے دروازے کی طرف مڑے۔ دروازے پر ایک اجنبی آدمی ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔ اور ظاہر ہے ریوالور کا رخ ان کی طرف ہی تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے اس اجنبی نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ ریوالور کے دھماکوں اور ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ٹائیگر کے جانے کے بعد وہ اسی ٹیلی فون والے کمرے میں آ بیٹھا گیا تھا۔ کیونکہ اسے فائل کی برآمدگی کی اطلاع کا بے چینی سے انتظار تھا۔ فائل بے حد اہم تھی۔ اس لئے عمران چاہتا تھا کہ جلد از جلد فائل حاصل کر کے اسے سر سلطان کے حوالے کر کے اس بوجھ سے نجات حاصل کرے۔ کیونکہ یہ کیس واقعی ذہنی طور پر اس کے لئے بوجھ ہی بنا ہوا تھا۔

"یس۔۔۔ عمران سپیکنگ"۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ فون ٹائیگر کی طرف سے ہی ہو گا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں بلیک زیرو — کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اب چونکہ ٹائیگر یہاں موجود نہ تھا اس لئے اس نے بلیک زیرو کا نام لے لیا تھا۔

"عمران صاحب۔ مادام بارکر اور اس کے تین ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں۔ باقیوں کی تلاش جاری ہے۔ مگر وہ رچرڈ اور اس کے ساتھی کہیں نہیں مل رہے۔ دونوں کوٹھیاں خالی پڑی ہوئی ہیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"انہیں تلاش کراؤ وہ یقیناً ایونز کو تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ساری ٹیم ان کی تلاش میں مصروف ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید ان دونوں کوٹھیوں کے علاوہ ان کا کوئی کلیو آپ کے پاس ہو تو معلوم کر لوں۔ اس لئے فون کیا تھا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"نہیں۔ ان کوٹھیوں کا پتہ بھی سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے — آپ ابھی یہیں رہیں گے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں اس فائل کے انتظار میں ہوں۔ ٹائیگر اسے حاصل کرنے گیا ہوا ہے۔ فائل ملنے کے بعد دانش منزل آؤں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو نے ایک بار پھر اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ عمران نے ابھی ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھا ہی تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں۔ اس نے چونک کر گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں [illegible] جلنے بجھنے لگا۔ دوسرے لمحے گھڑی

سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس — عمران اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہاں فائل ہوٹل برگنزا سے نہیں ملی۔ میں جب وہاں پہنچا تو انٹیلی جنس کے آدمی انسپکٹر عارف کی سرکردگی میں اس تہہ خانے کو ادھیڑنے میں مصروف تھے۔ لیکن فائل انہیں بھی نہیں ملی۔ انسپکٹر عارف یہاں ادھر ادھر بھی پوچھ گچھ کرتا رہا۔ اس نے یہاں کے ایک ملازم فلپ سے بھی پوچھ گچھ کی اور پھر چلا گیا۔ فلپ نے مجھے بتایا ہے کہ انسپکٹر عارف کو اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایک غیر ملکی جس کا نام رچرڈ تھا۔ رقم لے کر ایک خفیہ راستے سے تہہ خانے میں پہنچایا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب ہم ابھی وہاں نہ پہنچے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ فائل لے کر نکل گیا ہو گا۔ اس کا حلیہ بھی بتایا گیا ہے جو فیاض نے بتایا تھا۔ میں نے اس پوائنٹ پر ان دونوں کوٹھیوں کو بھی چیک کیا ہے جن کے متعلق سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بتایا تھا لیکن دونوں کوٹھیاں خالی پڑی تھیں۔ وہاں سے چیکنگ کے بعد میں دوبارہ ہوٹل برگنزا جا رہا تھا تاکہ وہاں سے اس رچرڈ کے بارے میں مزید انکوائری کر دوں۔ کہ میں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض اور انسپکٹر عارف کو کنگس کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ چونکہ شارٹ کٹ کی وجہ سے میں کنگس کالونی سے ہی گزر رہا تھا۔ میں ان کو اس کوٹھی سے نکلتے دیکھ کر چونکا اور پھر آگے جا کر میں نے کار واپس موڑی تو وہ دونوں علیحدہ علیحدہ جیپوں میں بیٹھ کر جا رہے تھے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا تو وہ کنگس کالونی سے ملحقہ گلستان کالونی میں پہنچ کر چوک کے قریب رک

گئے۔ پھر انسپکٹر عارف اپنی جیپ سے اتر کر اکیلا ایک کوٹھی نمبر تین کی طرف گیا۔ میں نے دوسری سائیڈ سے اُسے چیک کیا تو وہ اس کوٹھی کی عقبی دیوار کراس کر کے اندر گیا ہے۔ ابھی تک باہر نہیں نکلا جبکہ سپرنٹنڈنٹ فیاض چوک پر اپنی جیپ میں بڑا مضطرب اور بے چین بیٹھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو کال کر کے مزید ہدایات لے لوں۔ مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ دونوں کسی خاص کلیو پر کام کر رہے ہیں اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یقیناً یہ انسپکٹر عارف کسی خاص کلیو پر کام کر رہا ہے۔ وہ بے حد تیز اور ذہین آدمی ہے۔ تم انہیں چیک کرو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ونڈ بٹن پریس کر کے وہ اٹھا اور پھر جوزف اور جوانا کو کارلس کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ کار لے کر رانا ہاؤس سے نکلا اور اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گلستان کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ گلستان کالونی رانا ہاؤس سے کافی قریب تھی۔ اس لئے چند ہی منٹ میں عمران گلستان کالونی پہنچ گیا۔ اُسے فیاض کی خالی جیپ ایک سائیڈ پر کھڑی نظر آ گئی۔ اس سے ذرا آگے ایک اور سرکاری جیپ بھی موجود تھی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ کوٹھی نمبر تین کچھ ہی فاصلے پر تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا جیسے ہی عقبی طرف پہنچا کوڑے کے ایک بڑے ڈرم کے پیچھے سے ٹائیگر باہر آ گیا۔ ٹائیگر نے

چہرے پر اپنا مخصوص ماسک میک اپ کر رکھا تھا شاید فیاض کی نظروں سے بچنے کے لئے اس نے ایسا کیا تھا۔

"باس۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض اور عارف ابھی عقبی طرف سے اندر گئے ہیں۔ اس سے پہلے عارف نے اندر زیرو ایکس پسٹل سے فائر بھی کیا تھا" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر زیادہ افراد موجود تھے۔ اس لئے اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کا فائر کیا۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے عقبی دیوار میں کھلے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا۔ عمران نے اندرونی سائیڈ گلی سے فرنٹ کی طرف جاتے ہوئے اپنی جیب سے ماسک نکالا اور اُسے چہرے پر چڑھا کر مخصوص انداز میں تھپتھپایا تو اس کا چہرہ یکسر بدل گیا۔

"ہا۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ آخر میں کامیاب ہو گیا۔ فائل مل ہی گئی"۔۔۔۔ ان کے برآمدے میں پہنچتے ہی راہداری سے سوپر فیاض کی انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس۔ میری ترقی یاد رکھنا"۔۔۔۔ انسپکٹر عارف کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے راہداری میں سے آگے بڑھے۔ ساتھ ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا جو پوری طرح کھلا ہوا تھا اور آوازیں اسی کمرے سے آ رہی تھیں۔ عمران نے ٹائیگر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا کیپسول نکالا۔ اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور

لئے وہ اچھل کر آگے بڑھا اور دروازے میں داخل ہو گیا۔

"خبردار ـــــ دونوں ہاتھ اٹھا دو" ـــــ عمران نے آواز بدل کر انتہائی کڑکدار لہجے میں کہا۔ انسپکٹر عارف کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ یکے بعد دیگرے دو زوردار دھماکوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی فیاض اور عارف دونوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ گولیاں ان دونوں کے بالکل قریب سے گزر گئی تھیں۔ اور وہ دونوں ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے پشت کے بل صوفے پر جا گرے۔ جس پر پہلے ہی رچرڈ اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا کیپسول پوری قوت سے فرش پر مار دیا اور خود سانس روک لیا۔ فیاض اور عارف نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے ہی لگے تھے کہ ایک بار پھر چکرا کر گرے اور پھر بے حس و حرکت ہو گئے۔ کیپسول میں موجود بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس نے ایک لمحے میں ان پر اثر ڈال دیا تھا۔ عمران نے اس وقت تک سانس روکے رکھا جب تک اس کے خیال کے مطابق گیس کا اثر ختم نہیں ہوا۔ فائل فیاض کے ہاتھ میں ابھی تک دبی ہوئی تھی۔ چیخ کر گرنے کے باوجود اس نے فائل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا تھا۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے فائل اس کے ہاتھ سے نکالی اور اسے ایک نظر دیکھ کر اس نے اُسے تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹائیگر۔ یہ چابی لو۔ اور باہر جا کر میری کار اندر لے آؤ۔ رچرڈ اور اس

کے ساتھیوں کو میں ساتھ لے جاؤں گا۔ البتہ فیاض اور عارف یہیں رہیں گے۔ انہیں ایک گھنٹے میں خود ہی ہوش آ جائے گا۔ اور پھر یہ اس اجنبی کو تلاش کرتے پھریں گے جو عین موقع پر اس سے فائل لے گیا تھا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے چابی نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

"ویسے باس۔ اس بار فیاض صاحب نے واقعی کام دکھایا ہے۔ اور ہم سے پہلے فائل تک پہنچ گئے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے چابی لیتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"ہاں واقعی۔ اگر تم اتفاق سے انہیں چیک نہ کر لیتے اور تمہیں ان پر شک نہ پڑتا تو اس بار فیاض مجھے ہاتھ دکھا گیا تھا۔ اور اس نے ساری عمر مجھے طعنے دے دے کر ذلیل کرتے رہنا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا پورچ کی طرف بڑھ گیا۔

فیاض اپنے دفتر میں کرسی پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے
ہرے پر شدید بے بسی اور ناامیدی طاری تھی۔ فائل اس کے ہاتھوں تک
پنچ کر نکل گئی تھی۔ اُسے بس اتنا یاد تھا کہ وہ فائل لے کر ابھی انسپکٹر عارف
سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ان پر
ائرنگ کر دی۔ گو گولیاں تو انہیں نہ لگیں لیکن وہ دونوں چیختے ہوئے
یچے گر گئے۔ اور پھر ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے ذہن پر تاریکی کا سیاہ
ہ دہ چھا گیا۔ پھر جب اُسے ہوش آیا تو انسپکٹر عارف اس پر جھکا ہوا
تھا۔ ہوش آنے کے بعد جب اُسے معلوم ہوا کہ نہ صرف فائل غائب
و چکی ہے بلکہ رچرڈ اور اس کے باقی ساتھی بھی غائب ہیں تو وہ بے حد
یشان اور ناامید سا ہو گیا۔ انسپکٹر عارف کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ
چرڈ کا کوئی ساتھی اچانک آیا اور وہ انہیں بے ہوش کر کے فائل اور
پنے ساتھیوں کو لے کر نکل گیا۔ اور اس نے انہیں اس لئے ہلاک نہیں

کیا کہ وہ بہرحال سرکاری آدمی تھے۔ اور شاید وہ کسی سرکاری آدمی کو
ہلاک کر کے حکومت سے دشمنی مول نہ لینا چاہتے تھے۔ اس کے بعد فیاض
نے انسپکٹر عارف کی سرکردگی میں پوری سنٹرل انٹیلی جنس کو رچرڈ اور
اس کے ساتھیوں کی تلاش میں مسلسل دوڑا رکھا تھا۔ لیکن دوسرا دن
گزر جانے کے باوجود ابھی تک کوئی بھی امید افزا رپورٹ نہ ملی تھی۔
وہ لوگ یوں غائب ہو گئے تھے جیسے ان کا کہیں کوئی وجود ہی نہ رہا ہو
اور اب تو انسپکٹر عارف بھی فائل کی برآمدگی سے ناامید ہو چکا تھا
سوپر فیاض کو سب سے زیادہ فکر سر رحمان کی کھائے جا رہی تھی۔
کیونکہ ان کی آمد کی تاریخ قریب آ گئی تھی اور اُسے معلوم تھا کہ جب انہیں
معلوم ہو گا کہ فیاض نے فائل برآمد نہیں کی تو وہ اس کی طرف سے ایک
لفظ سنے بغیر اُسے گولی سے اڑا دیں گے۔ وہ سر رحمان کی فطرت اور عادت
سے بخوبی واقف تھا۔ اس لئے اس کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک
بار پھر اُسے خیال آیا کہ وہ خودکشی کر لے لیکن خودکشی کا خیال آتے ہی
اس کے ذہن میں عمران کا نام گونجا۔ اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ فائل
کی برآمدگی کی اس بھاگ دوڑ میں وہ عمران اور کارلس کو تو یکسر بھول
گیا تھا۔ ویسے بھی چونکہ وہ خود فائل رچرڈ سے حاصل کر چکا تھا اس لئے
اُسے معلوم تھا کہ عمران بھی کارلس کو اٹھا کر لے جانے کے باوجود کچھ
حاصل نہ کر سکا ہو گا۔ لیکن اب اُسے خیال آیا کہ اگر وہ پہلے یہ کام عمران
کے ذمے لگا دیتا تو اُسے اتنی پریشانی نہ اٹھانی پڑتی اور اب بھی
سر رحمان کی آمد سے پہلے وہ اگر عمران کو رچرڈ اور اس کے ساتھیوں
سے فائل لینے اور پھر آئندہ واقعات بتا کر کسی طرح فائل کی برآمدگی

پر رضامند کر لے تو اسے یقین تھا کہ عمران کام دکھا دے گا۔ چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک تو بار بار گھنٹی بجتی رہی۔ اور کسی نے ریسیور نہ اٹھایا۔ فیاض تنگ آ کر بند کرنے ہی والا تھا۔ کہ دوسری طرف سے ریسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ایک دو تین۔ مسلسل گیارہ بار گھنٹی بجنے کے باوجود اگر آپ فون بند کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس وقت کی کوئی کمی نہیں ہے۔ جب کہ اس لحاظ سے آپ اس مصروف ترین دنیا کے خوش قسمت ترین صاحب اپنا تعارف تو کرا دیجئے اور خوش قسمتی کا وہ راز بھی بتا دیجئے جس کی وجہ سے آپ کے پاس اتنا فالتو وقت ہے۔ اس سے بہتوں کا بھلا ہو گا" ـــــ دوسری طرف سے ریسیور اٹھتے ہی عمران کی فل سپیڈ میں دوڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں فیاض بول رہا ہوں" ـــــ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر چونکہ پریشانی نے ڈیرہ جما رکھا تھا اس لئے اس پر عمران کے ان فقروں نے ذرا برابر بھی اثر نہ کیا۔

"فیاض۔ واہ پھر تو دو چار کلو وقت کی فیاضی کر ہی دیجئے۔ بندہ آپ کو تو نہیں بلکہ آپ کے بال بچوں کو ہر وقت۔ اوہ سوری۔ ہر وقت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں جب وقت ملے گا اور مجھے یقین ہے کہ وقت مل ہی نہیں سکتا۔ دو روز سے سارا شہر گھوم ڈالا ہے۔ ایک ایک دکان چھان ماری ہے۔ لیکن وقت کہیں سے مل ہی نہیں رہا۔ کہتے ہیں آج کل وقت کی بڑی شارٹیج ہو رہی ہے اور مجھے تو اب پتہ

چلا کہ وقت کی باقاعدہ ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے" ـــــ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"میں خودکشی کر رہا ہوں" ـــــ فیاض نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اگر وقت مل جائے خودکشی کرنے کا تو یقین کرو اس سے زیادہ نیک کام ہی کوئی نہیں۔ قرض خواہ منہ پیٹتے رہ جاتے ہیں۔ بیوی کو نیا لقب مل جاتا ہے۔ میرا مطلب ہے وہ بیوہ ہو جاتی ہے۔ بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ دیکھو کس قدر انقلاب آتا ہے۔ بڑا انقلابی قدم ہوتا ہے" ـــــ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"تو تم چاہتے ہو کہ میں خودکشی کر لوں۔ ٹھیک ہے۔ ایسے ہی سہی" فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے فون بند نہ کرنا۔ اگر تم واقعی اس نیک کام کا فیصلہ کر چکے ہو تو بس میری ایک ہی درخواست ہے کہ وصیت نامے میں فلیٹ اور بنکوں میں موجود اکاؤنٹ اور سٹی بنک میں دو بڑے لاکر بس وہ میرے لئے لکھ جانا۔ میں اس کے بدلے میں تمہاری یہی خدمت کر سکتا ہوں کہ تمہارے کفن دفن کے انتظامات چندہ کر کے پورے کر دوں گا" ـــــ عمران کی آواز سنائی دی۔

"تم پتھر ہو۔ سفاک ہو۔ ظالم ہو۔ بلکہ کمینے ہو۔ سمجھے۔ تمہیں صرف اپنی ذات سے غرض ہے۔ نانسنس" ـــــ فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور دھڑام سے ریسیور رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اسے اب اپنے سے زیادہ عمران پر غصہ

آرہا تھا۔

"میں پہلے اُسے گولی ماروں گا پھر خودکشی کروں گا۔ اس نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے"۔۔۔ فیاض نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور فیاض نے اُسی غصے کے عالم میں رسیور اٹھالیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کا فون ہوگا۔

"میں پہلے تمہیں گولی ماروں گا۔ پھر خودکشی کروں گا۔ تم جیسے ظالم، کمینے، کٹھور آدمی کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔۔۔ فیاض نے رسیور اٹھاتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"فیاض صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں انسپکٹر عارف بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے انسپکٹر عارف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم کیوں بول رہے ہو نانسنس۔ میں سمجھا وہ کمینہ عمران بول رہا ہے" فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ رپورٹ کے منتظر ہوں گے جب کہ سارا شہر چھان مارنے کے باوجود اب تک رچرڈ اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی ہاتھ نہیں آیا۔ اور نہ ہی اس فائل کا کہیں پتہ چلا ہے"۔۔۔ انسپکٹر عارف نے کہا۔

"تم سے کچھ بھی نہیں ہونا۔ تم میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ کام کر سکو۔ نجانے کس احمق نے تمہیں بھرتی کرا دیا ہے۔ ہونہہ۔ حالت یہ ہے۔ اور مجھے کہتے ہو کہ مجھے سینئر انسپکٹر بنا دو۔ ترقی دے دو۔ اس برتے

پر ترقی مانگ رہے تھے۔ نانسنس۔ ڈیم فول"۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ غصہ تو فیاض کو عمران پر آرہا تھا لیکن درمیان میں انسپکٹر عارف کی شامت آگئی تھی۔

"ہونہہ۔ ترقی مانگ رہا تھا نانسنس۔ ملے گی تمہیں ترقی۔ مجھے سر رحمان گولی مار دیں گے اور اسے ترقی ملے گی"۔۔۔ فیاض نے اُسی طرح غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اس کا ذہن اس وقت واقعی ماؤف ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر وہ اس نامراد فائل کو کہاں سے حاصل کرلے۔ کیسے حاصل کرے۔

"لکھ لیا وصیت نامہ"۔۔۔ کچھ دیر بعد اچانک دروازے سے عمران کی آواز سنائی دی اور فیاض نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"تم۔۔۔ تم کمینے۔ اب تم یہاں بھی میرا دل جلانے آگئے ہو۔ تم دونوں باپ بیٹے ایک جیسے ہو۔ ظالم۔ کمینے۔ دفع ہو جاؤ۔ نکل جاؤ۔ آئی سے۔ گٹ آؤٹ"۔۔۔ فیاض نے غصے کی شدت سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باپ بیٹے تو ہوتے ہی ایک ہیں۔ باپ بیٹے جو ہوئے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تمہیں کسی حکیم نے نسخے میں لکھ کر دیا تھا کہ تم انٹیلیجنس کے دائرہ کار سے باہر نکل کر سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں مداخلت کرو۔ اچھے بھلے اپنے دھندے میں لگے ہوئے تھے۔ اور بینک بیلنس تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے

ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس۔۔۔ کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کا اس فائل سے کیا تعلق"۔۔۔ فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا تعلق ہے۔ ان کا کام بھی یہی ہے کہ ایسی گمشدہ فائلیں تلاش کریں اور بین الاقوامی مجرموں کو گرفتار کریں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ رچرڈ اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس کی تحویل میں پہنچ چکے ہیں اور وہ فائل بھی ایکسٹو کی تحویل میں ہے اور ساتھ ہی یہ ضروری اطلاع بھی دے دوں کہ ایکسٹو سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ جس کا نام فیاض ہے کے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے اور اس مقدمے میں اسے سزائے موت دینے کے بارے میں غور و فکر کر رہا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو کس قدر با اختیار ہے۔ صدر مملکت اس کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹ گئی تھیں۔ چہرہ اس قدر زرد پڑ گیا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون کسی نے نچوڑ لیا ہو۔ ہونٹ چند لمحوں میں اس قدر خشک ہو گئے تھے کہ ان پر پپڑی جمی نظر آنے لگ گئی تھی۔

"چچ۔۔۔ چچ۔۔۔ چیف ایکسٹو۔ اوہ اوہ۔ پھر تو میری موت یقینی ہے۔ وہ تو دنیا کا سب سے ظالم آدمی ہے۔ سر رحمان تو شاید معاف بھی کر دیں مگر وہ تو معاف نہیں کرے گا۔ میں نے اس کے متعلق بہت سن رکھا ہے۔ اوہ اب واقعی خودکشی کے سوا اور کوئی

چارہ نہیں ہے"۔۔۔ فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے پھسل کر باہر آ رہے ہو۔ اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے دراز کھولی اور ریوالور باہر نکال لیا۔ اس کی آنکھیں بے نور سی نظر آنے لگیں ایسے جیسے وہ عمران کو دیکھنے کی بجائے خلا میں جھانک رہا ہو۔

"میرے جیتے جی تو تمہیں خودکشی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سلمیٰ بھابھی سے وعدہ کر بیٹھا تھا کہ تمہیں خودکشی نہ کرنے دوں گا۔ ویسے تم اپنی مرضی کے مالک ہو۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر وہ ایکسٹو وہ ظالم اور سفاک چیف۔ وہ تو کسی کی مانتا ہی نہیں۔ سر رحمان کی بھی نہیں مانتا۔ وہ۔ وہ اس کا کیا ہو گا۔ وہ یقیناً مجھ پر غداری کا مقدمہ بھی کر دے گا اور اس کی سزا بھی دے گا۔ وہ ایسا ہی ظالم ہے۔ انتہائی بے رحم ہے۔ میں جانتا ہوں اسے"۔۔۔ فیاض نے اٹک اٹک کر کہا۔

"ابھی فون پر تو تم مجھے ظالم، بے رحم اور نجانے کیا کیا کہہ رہے تھے۔ اب یہ القاب ایکسٹو کو بخش رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ان سے بری الذمہ ہوں۔ اصل میں سوپر فیاض۔ وہ کیا کہتے ہیں گھر کی مرغی دال برابر۔ تم نے کبھی میری قدر ہی نہیں کی۔ میں چاہوں تو ایکسٹو کی مجال ہے کہ وہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا سوچ بھی سکے اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر میں چاہوں تو ایکسٹو خود وہ فائل سر سلطان کے پاس بھجوا دے۔ یہ کہہ کر کہ یہ فائل فیاض نے اپنی محنت سے حاصل کی ہے اور نہ صرف فائل بھجوا دے بلکہ تمہیں شاندار خراج تحسین بھی پیش

کرنے پر مجبور ہو جائے۔ لیکن میں کیوں ایسا چاہوں۔ جب کہ میں تو
ہوں۔ بے رحم ہوں۔ کمینہ ہوں۔ اور خود غرض ہوں" ——— عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اور ایکسٹو سے یہ منوا دو گے۔ مجھے احمق سمجھتے ہو۔ تمہاری
سے بات کرنے کی جرأت نہ ہو گی" ——— فیاض نے منہ بناتے ہوئے

"اچھا یہ بات ہے۔ تو پھر دیکھو" ——— عمران نے غصیلے لہجے میں
اور ٹیلی فون سیٹ اس نے اپنی طرف گھمایا اور پھر ایک ہاتھ اوپر
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ تاکہ فیاض ایکسٹو کے
نمبر نہ چیک کر سکے۔ نمبر ڈائل کر کے اس نے ٹیلی فون کے ساتھ
ہوئے لاؤڈر کا بٹن دبا دیا۔

"ایکسٹو" ——— رسیور سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔
فیاض جو لاؤڈر کی وجہ سے یہ آواز بخوبی سن رہا تھا بے اختیار
جیسے کرسی کے اندر دھنس گیا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات
ابھر آئے۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ سپرنٹنڈنٹ
فیاض میرا دوست بھی ہے اور محسن بھی۔ اور پھر اس کی بیوی سلمیٰ
کو میں اپنی سگی بہن بھی سمجھتا ہوں" ——— عمران نے مودبانہ لہجے میں
کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ میرے پاس فضول باتوں کا وقت نہیں
ہے۔ فون کرنے کا مقصد بتاؤ" ——— ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ
ابھر آئی۔

"ج ج ——— جناب۔ یہ فضول بات نہیں ہے۔ سلمیٰ بھابھی کے
زندہ ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ ہے۔ اگر میں آپ سے سفارش کر دوں۔
تو کیا آپ میری سفارش مان لیں گے ناں۔ آخر میں نے آپ کی ہمیشہ
خدمت کی ہے" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ایکسٹو
کے غرانے سے خاصا خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"سنو عمران۔ اس سے پہلے میں فیاض کے بارے میں تمہاری
سفارش ——— مان چکا ہوں۔ اس لئے اب مزید کوئی بات نہیں سنوں گا۔
ورنہ آئندہ اس موضوع پر مجھ سے بات کرنا" ——— ایکسٹو نے انتہائی
سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کیا ——— کیا تم نے میری سفارش کی تھی۔ اور ایکسٹو مان گیا۔
کیا مان گیا وہ خود کہہ رہا تھا کہ وہ میرے مسئلے پر تمہاری سفارش
مان گیا ہے۔ اگر میں خود اپنے کانوں سے نہ سن لیتا تو کبھی یقین نہ
آتا۔ بتاؤ تو سہی" ——— فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں بتاؤں۔ میں تو ظالم ہوں۔ بے رحم ہوں۔ کمینہ ہوں۔
خود غرض ہوں" ——— عمران نے روٹھنے کے سے انداز میں منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"وہ ——— وہ تو دراصل میں نے غصے میں کہہ دیا تھا۔ تم تو بہت
اچھے آدمی ہو۔ انتہائی نیک۔ سلمیٰ بھی تمہاری بڑی تعریفیں کرتی ہے۔
تم تو میرے دوست ہو۔ میرے یار ہو" ——— فیاض نے منانے والے
لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کے اس انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں زن مریدی کہ بیوی جس کی تعریف کرے بس

دہی اچھاہے۔ لیکن یار مسئلہ یہ ہے کہ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ بڑ
قرضہ سر پر چڑھ گیا ہے۔ اور قرض خواہ اب جوتیاں مارنے پر آ گ
ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ۔ میں کیا کروں خالی تعریفوں سے تو یہ قرضہ نہ
اتر سکتا"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کس میں یہ جرأت ہے کہ میرے یار کو جوتیاں مارے میں ا
جیل میں نہ سڑوا دوں گا۔ گولی نہ مار دوں گا"۔۔۔۔ فیاض نے غص
لہجے میں کہا۔

" لیکن وہ قرضہ تو پھر بھی قائم رہے گا۔ وہ جیل سے بھی دعویٰ
سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بولو کتنا قرضہ ہے۔ بولو ابھی بتاؤ۔ میں دیتا ہوں تمہیں رقم
دوست کی عزت سے رقم زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ منہ پر ما
جاکر ان کے رقم۔ یہ بھی کوئی بات ہے"۔۔۔۔ فیاض نے پُرجوش
لہجے میں کہا اور تیزی سے اس نے دراز کھولی اور اس میں سے ایک
چیک بک نکال کر اس پر دستخط کئے۔ اور پھر چیک پھاڑ کر عمر ا
کی طرف پھینک دیا۔

" لو جتنا قرضہ ہو اس پر درج کر لینا۔ کمال ہے۔ دوستوں کے
ہوئے کوئی تمہیں کیسے کچھ کہہ سکتا ہے۔ ہاں اب تو بتاؤ تم نے
کیا سفارش کی تھی ایکسٹو سے جو وہ مان گیا ہے"۔۔۔۔ فیاض
نے کہا۔

" واہ۔ دوست ہوں تو ایسے ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور چیک تہہ کر کے اس نے جیب میں رکھ لیا۔

"میں نے ایکسٹو سے سفارش کی تھی کہ فیاض کو گولی مارنے کی سزا دینے
کی بجائے پھانسی لگا دیا جائے۔ آخر وہ میرا دوست ہے اور ایکسٹو نے
ازراہِ کرم میری سفارش مان لی۔ دیکھو نہ کتنی بے عزتی ہے۔ کہ فائرنگ
اسکواڈ بندوقیں لے کر سامنے کھڑا ہو اور پھر دھماکوں سے کئی گولیاں لگیں
اور آدمی مر جائے انتہائی بدذوقی ہے۔ جب کہ پھانسی میں کتنا حسن ہے۔
خصوصی طور پر اس کا رسہ تیار ہوتا ہے۔ بڑے فنکارانہ انداز میں گانٹھ لگائی
جاتی ہے۔ چہرے پر نقاب چڑھایا جاتا ہے۔ پھر لیور کھینچا جاتا ہے۔ چلو
کوئی بات تو ہوئی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو یہ سفارش کی تھی تم نے۔ کہ مجھے پھانسی چڑھایا جائے اور تم
میرے دوست بھی بنتے ہو۔ میں بھی کہوں کہ ایکسٹو جیسا بے رحم
تم جیسے عام آدمی کی سفارش کیسے مان گیا۔ تم انتہائی کمینے آدمی ہو۔
مجھے پھانسی کی سفارش کرتے ہو اور پھر مجھ سے رقم بھی لیتے ہو۔ نکالو چیک
ابھی اور اسی وقت"۔۔۔۔ فیاض کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی غصے
کی شدت سے اس کا چہرہ بُری طرح پھڑکنے لگا تھا۔ مگر اس سے پہلے
کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ میز پر رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور
فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"کون ہے"۔۔۔۔ فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" رحمان بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے تمہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف
سے سر رحمان کی حیرت اور غصے سے ملی جلی آواز سنائی دی۔

" س۔۔۔ سس۔۔۔ سوری سر۔۔۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔۔۔"
شدید بوکھلاہٹ کی وجہ سے فیاض سے بات ہی نہ ہو سکی۔

"کیا میں میں لگا رکھی ہے۔ میں نے تمہیں مبارک باد دینے کے لئے فون کیا ہے۔ اور تم آگے سے میں میں کر رہے ہو" ــــ سر رحمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"مبارکباد ــــ سر خخ ــــ خخ ــــ خیر مبارک۔ خیر مبارک" ــــ فیاض اور زیادہ بوکھلا گیا تھا۔ اور اس نے بے اختیار خیر مبارک کی گردان شروع کر دی۔

"شٹ اپ۔ کیا خیر مبارک کی رٹ لگا دی ہے۔ کیا اتنا بڑا کارنامہ سر انجام دینے سے تمہاری عقل میں فتور آ گیا ہے" ــــ سر رحمان کو شاید اور بھی زیادہ غصہ آ گیا تھا۔

"جج ــــ جج ــــ جی آ گیا ہے۔ بالکل آ گیا ہے سر" ــــ فیاض نے اور زیادہ بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"نانسنس۔ اگر سر سلطان نے مجھے فون کر کے ساری تفصیلات نہ بتائی ہوتیں تو میں ابھی تمہیں معزول کر دیتا۔ ہوش میں رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسی طرح آئندہ بھی کام کرو۔ تاکہ میرے محکمے کی نیک نامی ہو۔ سر سلطان نے مجھے بتایا ہے کہ ایکسٹو نے بھی ان سے تمہاری کارکردگی کی بے حد تعریف کی ہے۔ تم نے جس طرح کارلس کے اڈے میں گھس کر اسے بے بس کیا اور پھر تم نے جس طرح رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف تلاش کیا بلکہ ان پر ریڈ کر کے انہیں بے بس کر کے فائل ان سے حاصل کی۔ یہ واقعی تمہارا شاندار کارنامہ ہے اب تو مجھے یقین آ گیا کہ تم میں صلاحیتیں موجود ہیں پہلے تو تم خود کام کرنے کی بجائے اس احمق عمران کا سہارا ڈھونڈتے رہتے تھے۔ میرا خیال

ہے کہ اس مشن کے بعد تم میں اتنی خود اعتمادی ضرور پیدا ہو چکی ہو گی کہ آئندہ تم اس احمق کا سہارا ڈھونڈنے کی بجائے اسی طرح خود کام کیا کرو گے۔ ویل ڈن" ــــ سر رحمان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ ــــ یہ کیسے ہو گیا۔ کیا مطلب۔ ایکسٹو نے میری تعریف کی۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا" ــــ فیاض کو شاید اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔

"ارے اب بھی تمہیں یقین نہیں آ رہا کہ جس ایکسٹو سے ملک کا صدر کوئی بات نہیں منوا سکتا اس سے تمہارا دوست بات منوا لیتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ یہاں آنے سے پہلے ہی سارا سیٹ اپ کر کے آیا تھا۔

"اوہ اوہ ــــ تو تم نے یہ سفارش کی تھی۔ اوہ تم گریٹ ہو۔ تم عظیم ہو۔ تم سچے دوست ہو۔ تم نیک آدمی ہو۔ اوہ تم نے سر رحمان کو بھی مجبور کر دیا کہ میری تعریف کریں۔ مجھے ویل ڈن کہیں" ــــ فیاض نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کر تیزی سے اس طرح عمران کی طرف لپکا جیسے اسے اٹھا کر ناچنا شروع کر دے گا۔

"ارے ارے۔ اب میں چیک واپس نہیں دوں گا۔ ہاں" ــــ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر دوڑتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔ جیسے فیاض اس سے اپنا دیا ہوا چیک واپس لینے کے لئے اس پر جھپٹ رہا ہو۔

"ایک چیک نہیں تمہیں دس چیک دے دیتا۔ پوری چیک بک دے دیتا۔ ہا ــــ ہا ــــ سر رحمان نے کہا ہے تو واقعی ویل ڈن۔ فیاض ویل ڈن" ــــ فیاض نے مسرت سے بھرپور انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی خود ہی اپنے کاندھے پر تھپکی دے کر ویل ڈن ویل ڈن کی گردان شروع کر دی۔ جیسے ویل ڈن کہنے سے اس کے کاندھے پر سٹارز کا اضافہ ہوتا جا رہا ہو۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد ناول

مثالی دنیا

مکمل ناول

سپیشل نمبر

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

مثالی دنیا کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تحیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے

مثالی دنیا جہاں کرہ ارض کی طرح زماں و مکاں کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پراسرار دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

مثالی دنیا جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونوکوف نے ایک انتہائی آسان طریقہ دریافت کر لیا۔ ایسا طریقہ کہ کرہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پروفیسر نورس جس نے یہ طریقہ چوری کر لیا اور پھر اس نے علی اعلان مثالی دنیا میں آمدورفت شروع کر دی۔

فاسٹ کلرز پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا مگر اس طریقے کے حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے گھاٹ اترنا پڑا۔

ڈاکٹر رونالڈ جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کرہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا۔ یہ خاتون کون تھی؟ کس طرح کی تھی اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟

انتہائی پراسرار اور حیرت انگیز سچویشن

پروفیسر ارسٹائن ایک یہودی ماہر روحانیت جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ

بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا۔ کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا؟

زونیت مثالی دنیا سے آنے والی دوشیزہ جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے امداد کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی۔ وہ کون تھی؟

عمران جس نے پروفیسر یونوکوف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اسے لمحہ بہ لمحہ موت کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹو کی اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی خطرہ پیش آ گیا۔ کیا واقعی ایکسٹو کی اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہو گئی؟

مثالی دنیا میں پہنچنے کا پروفیسر یونوکوف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا۔ کیا عمران اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟

انتہائی تحیر خیز، قطعی انوکھی اور منفرد کہانی

ایک ایسی کہانی جو روحانی اسرار و رموز

اور

جاسوسی ایکشن و سسپنس کا حسین امتزاج ہے

آج ہی اپنے قریب ترین بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

شائع ہو گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

لاسٹ اپ سیٹ

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچویشنز۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔ کیوں ——— ؟

سینیئر کنگ ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے۔ انتہائی دلچسپ کردار۔

سینیئر کنگ دیوقامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ۔ جس کی دوبدو فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی۔ انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ۔ نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

وہ لمحہ جب سنسان اور ویران پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں، غیر ملکی ایجنٹ سینیئر کنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

بلیک زیرو، توصیف، عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے؟

وہ لمحہ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی۔ یہ

عمران اور کرنل فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

نائٹ فائٹرز

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

نائٹ فائٹرز

ایکریمیا کی ایک ایسی کمانڈو تنظیم جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سنٹرز کی تباہی کی منصوبہ بندی کی۔ وہ منصوبہ بندی کیا تھی؟

وہ لمحہ

جب کرنل فریدی نے کافرستان کے وزیر اعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

❖ وہ حکم کیا تھا جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کافرستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا؟

نائٹ فائٹرز

جس کے خلاف عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی سب بیک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائٹ فائٹرز

جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائٹ فائٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سیکورٹی

ایک نئی تنظیم جس کا چیف کرنل فریدی کو بنا دیا گیا۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ

جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ

تیسرا ایکسٹو کون تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئیشن۔

وہ لمحہ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا۔ کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا ——؟

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے۔

انتہائی حیرت انگیز انجام

انتہائی تیز رفتار ایکشن

وقت کی نبضیں روک دینے والا سسپنس

ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان